DAMAGE BOOK

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_222020

UNIVERSAL
LIBRARY

مافی الضمیر

مین نے جب غور کیا تو معلوم ہوا کہ کل خلائق کو عقل کی ضرورت ہے اور عقل تجربہ کی محتاج ہے۔ تجربہ واقعی مین عقل کی صیقل ہے۔ جس سے دینی و دنیوی مین صفائی اور تیزی ہوتی ہے۔ مگر تجربہ کے لئے کار ہے۔ حالانکہ جب انسان تجربہ کار ہوتا ہے تو لاچار اور اعلان کی فرصت نہین دیتی۔ یا قبل تجربہ آجاتی ہے اسی سے حکمائے حکمت شعار نے اس طریقہ کو پسند کیا کہ حوادثات زمانہ کو جیسے جیسے ہمارے نظر سے گذرین یا سننے مین آئین ہو سکے نیک و بد کو تفصیل سے ساتھ قلمبند کرے تاکہ آیندہ لوگ اپنے استعداد اور ہمت کے موافق اوس سے فائدہ اٹھائین۔ اسی لحاظ کرتے ہوئے اکثر حکماؤن کے عقلمندون نے بھی اکثر حکماؤن کے مبسوط کتابون سے حکمت اور نصیحتون کی کتابونکا شائع ہونا پسند فرمایا۔ اور اکثر کتابین شایع بھی ہوئین۔ چونکہ اخلاق زمانہ کے واسطے مفید و موثر ہین۔ اسلئے مجکو مناسب معلوم ہوا کہ اپنے قومی بھائیون کے لئے ایک ایسی جامع اور مانع کتاب تیار کرون جو اون کو زمانے کے نشیب فراز معلوم ہونیکے علاوہ اپنا دستور العمل بھی بنائین۔ اور اس سے دینی و دنیوی فائدہ حاصل کرین۔ اس کتاب کے مین نے تین حصے قرار دئے ہین۔

جسکی طرز نصیحت علیحدہ علیحدہ ہونے سے کتاب دلچسپ ہونے کا خیال تھا
امید ہے کہ ہر حصہ اسکا مقبول عام ہوگا۔ اور یقین ہے کہ میرے
احباب اسکو مثل ناول اور ریاطیر کے نہ سمجھین گے۔ اور مراتب اخلاق
اور اتفاق کو چشم عبرت سے ملاحظہ فرما کر ذہن نشین کرین گے۔ تاکہ
قوت روحانی اور فائدہ جسمانی حاصل ہو ؎

نصیحت گوش کن جانا کہ از جاں دوستر دارند
جوانان سعادتمند پند پیر دانا را

ملتمس

محمد عرفان رفا۔

1952

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحق مرّ

ایک ایک فقرہ لاکھ لاکھ روپیہ کا ہے پڑھکر ضایع نہ کرو تمھارے لئے دولت عظیم سے بڑھکر ہے

حصۂ اوّل

۱	ہر ایک شخص اپنی قسمت کا خود معمار ہے۔"
۲	ہماری زندگیاں ایک بیاض کی مانند ہیں۔ جس میں بھلا برا جھوٹ سچ ہر ایک طرح کا مضمون لکھا ہوا ہے۔ جب ستارک فرشتے ہمارے سالوں کے صفحے الٹا دیں۔ تب خدا کرے کہ وہ ان میں اچھی باتیں خوش ہو کر پڑھیں۔ اور بری باتوں کو رحم کے آنسوؤں سے مٹا دالیں۔
۳	خیالات دنیا میں توپوں سے زیادہ بلند گرجتے ہوئے چلتے ہیں

	تفکرات فوجونسے عظیم ہین۔ اور اصولون نے سارون اور دستونسے زیادہ فتوحات حاصل کی ہین۔
۴	سچّا دوست وہ ہے جو تیرے عیبون کو دیکھے اور نصیحت کرنے سے دریغ نہ کرے۔
۵	متکبر سے تکبر کرنا کسی شریعت مین گناہ نہین۔
۶	تکبر اخلاقی جرم ہے۔ مگر متکبر کے مقابلہ مین عین اخلاق ہے۔ سب سے زیادہ ذلیل وہ ہے جو ناجائز وسائل سے عزت حاصل کرتا ہو۔
۷	چور پرایا مال چوراکر سزا پاتا ہے۔ مگر رشوت دینے والا وہ چور ہے جو اپنا مال دوسرون کو دیکر سزا کا مستحق ہوتا ہے۔
۸	جسکی دوستی نفع نہ دے سکے اوسکی دشمنی کا ضرر ضرر نہین پہونچا سکتا
۹	سب سے چھوٹے درجہ کا آدمی وہ ہے جو اپنے آپ کو بڑے سے بڑا سمجھتا ہے۔
۱۰	جیسے پہاڑ کی بڑی بڑی چٹانین بارود کے خاکستر سے اُڑجاتی ہین ویسے ہی ایک چھوٹی طاقت بڑی طاقت کو شکست دیسکتی ہے۔
۱۱	خدا کا دشمن روپیہ کو دوست رکھتا ہے۔
۱۲	مفلس وہ ہے جسکو صرف مال جمع کرنے کی دُھن ہو۔
۱۳	جو دوسرون کی راہ مین گڑھا کھودتا ہے وہ خود کنوئین مین گرکر ہلاک ہوتا ہے۔
۱۴	شریر ترین عالم وہ ہے جس سے شر کے سوا خیر کی امید ہی نہ ہو۔
۱۵	جو دوسرونکی اولاد کو ناحق کرنے کی تدبیر مین ہے وہ ا

اولاد کے لئے کوئی حق نہیں چھوڑتا۔

۱۶ غضب خدا کا منتظر وہ ہے جو حقدار کا حق غصب کرتا ہو۔

۱۷ کینہ ور آدمی مست اونٹ کی نسل سے ہوتا ہے۔

۱۸ ٹوٹی ہوی رسّی کے سہارے کنوین مین اوترنا عقلمندی نہین ہے ہر ایک کام کا سامان درست ہونا چاہیئے۔

۱۹ بیکار آدمی کا دماغ شیطان کا کارخانہ ہوتا ہے۔

۲۰ محنت سونے کی کنجی ہے جو دولت کے دروازون کو کھولتی ہے

۲۱ علم پھولون کی سیج پر پڑے پڑے حاصل نہین ہوتا۔ عالم بننے کے لئے بڑی کٹھن منزلین طے کرنی پڑتی ہین۔ اور اس مین راحتین بھی بلا بدل ہین۔

۲۲ کلہاڑی کی ایک ہی ضرب سے درخت نہین گرا کرتے۔

۲۳ پہاڑ کی چوٹی پر ایک لخت اوچک کر پہونچ رہنے کی خواہش حماقت ہے۔ مستقدی سے اپنا آپ سنبھالے ہوے آہستہ آہستہ چڑھو۔ ایک نہ ایک وقت تم ضرور پہونچ رہوگے۔

۲۴ بیوقوف کے کامون کا دہرانا بھی بیوقوفی ہے۔ ممکن ہے کہ بیوقوف کی کہانی سنانے والے یا سننے والے کے دماغ پر ویسا ہی اثر پڑے۔

۲۵ زبان تلوار سے زیادہ کاٹ کرتی ہے۔

۲۶ زبان پر قابو رکھنا سر کی حفاظت رکھنا ہے۔

۲۷ مردے پر کیا رونا۔ رونا تو بیوقوف پر چاہیئے کہ جو اپنا آپ برباد کر رہا ہے۔ اور اپنے اعمال کا زہریلا اثر دوسرون پر

ڈالتا ہے۔

۲۸ دنیا چکی ہے آہستہ آہستہ سب کو پیس ڈالیگی۔

۲۹ دنیا قیدخانہ ہے اور خلق قیدخانۂ دنیا مین آپڑی ہے۔ اس قیدخانہ کی کوئی انتہا نہین ہے۔

۳۰ انسان کے ارادون کا پورا کرنے والا خداوند تعالیٰ ہی ہے

۳۱ زیادہ خواہشین دل کو ہر وقت مشوش رکھتی ہین۔

۳۲ قرض لیکر دوسرون کی دعوتین کرنا بے عزتی اور بے چینی کا ذریعہ ہے۔

۳۳ سچے کہانے کے مقابلہ مین نئی کتاب کی ہمیشہ زیادہ تعریف کرنی چاہیئے۔

۳۴ جن کتابون پر تم کو غور زیادہ کرنا پڑتا ہے۔ وہی تمکو فائدہ بھی زیادہ پہونچائینگی۔

۳۵ اچھے دوستون کی طرح اچھی کتابین بھی بہت کم ہین۔ اور تلاش کرنے پر ملتی ہین۔ اون کو جسقدر کوشش سے تلاش کیا جاوے گا۔ اوسیقدر عمدہ اور کارآمد کتابین ملین گی۔

۳۶ کتابین انسان کے دل کو متبرک دوا کا کام دیتی ہین۔ سمجھ مین نہین آتا کہ زمانۂ قدیم مین جب کتابین نہ تھین تو پریشان حال لوگون کا وقت کس طرح گذرتا تھا۔

۳۷ عقلمندون کی تصنیفات اور تالیفات یہ ایسی دولت ہے جسکو بیماری تباہ و برباد نہین کرسکتی۔

۳۸ مجھکو کتابون کا بڑا شوق ہے۔ مین ان مین ہی پیدا ہوا جب مین

کتب خانہ مین جاتا ہون تو مجکو ایسی خوشی ہوتی ہے۔ جیسی کہ
کسی اصطبل کے ملازم کے لڑکے کو گھوڑے دیکھکر ہوتی ہے۔
۳۹ ابتدائی عمر مین بچون کو جو کتابین پڑھائی جاتی ہین اون مین راست بازی
کی تعلیم ہو تو بہتر ہے۔ مگر ایسی نہین ہوتی۔
۴۰ سوائے دو تین لوگون کے مین اور کسی کی صحبت مین نہین بیٹھتا
اور تنہائی کو پسند کرتا ہون۔ البتہ کتابون کی صحبت مجھ سے نہین
چھوٹتی۔ اور وہی تفریح طبع کا باعث ہوتی ہین۔
۴۱ خدا ان لوگون پر اپنی رحمت نازل کرے جنھون نے کتابون کو
پہلے ایجاد کیا۔ اور جنکے دماغ مین کتابین لکھنے کا خیال پیدا ہوا۔
۴۲ میرا تمام دن اپنے باغون مین اور تمام رات کتب خانہ مین گزرتی
ہے۔ دنیا مین مجکو دو چیزون کا شوق ہے۔ ایک تو اپنے باغون کے
پودون اور درختون کا اور دوسرے اپنی کتابون کا پہلون کے
ذریعہ سے موجودہ زمانے کی کیفیت دیکھتا ہون۔ اور کتابون کے
ذریعہ سے گذشتہ زمانے کی حالت۔
۴۳ ناجائز طریقے سے دولت کمانے کے مقابلہ مین تھوڑا بہت
اپنی گرہ سے نقصان اٹھا لینا بہتر ہے۔
۴۴ دنیا کی دولت کا خاتمہ انسان کے جسم کے ساتھ ہی ہوجاتا ہے لیکن روحانی دولت
ابدالآباد تک قایم رہتی ہے۔
۴۵ ادنی آدمی کی بھی برگزیدہ افعال کی بدولت تعریف ہوا کرتی ہے۔
۴۶ دوسرون کی دولت خاندان جلال۔ طالعت اقبال کو دیکھکر
جلنے والا یعنے حاسد ہمیشہ مبتلائے رنج رہتا ہے۔

۴۷	جو لوگ کام شروع کرنے سے پہلے خوف کھا کر اوسے چھوڑ دیتے ہیں وہ بڑے نادان ہیں۔
۴۸	کمینوں کے لئے علم و دولت باعث نخوت ہے۔ لیکن شریفوں کے لئے دوسروں کی فیض رسانی کا ذریعہ ہے۔
۴۹	عارف عالم امر تاض بدوں کو درست کرنے والے ہیں۔ بدلوگ ان کو خراب نہیں کر سکتے۔
۵۰	خوش لباس انسان مجلس کو اور سواری راستے کو فتح کرتی ہے۔ لیکن مستقل مزاج آدمی ایک عالم پر قابو اور فتح پا سکتا ہے۔
۵۱	انسان میں استقلال ہی ایک خاص وصف ہے جس کے ضایع ہونے سے دولت زندگی اولاد ان سب کا ناس ہو جاتا ہے۔
۵۲	رذیلوں کو روزی نہ ملنے سے متوسطوں کو موت سے شریفوں کو بے عزتی سے بڑا خوف ہے۔
۵۳	جو شخص دل پر قابو کئے بغیر اپنے خاندان کو قابو میں لانا چاہتے ہیں۔ اور جو خاندان پر قابو حاصل کئے بغیر دشمن پر فتح پانا چاہتے ہیں۔ اون کے مقصدوں پر ناکامی کا پانی پھر جاتا ہے
۵۴	جو انسان اپنے نفس کو دشمن سمجھ کر اس پر قابو اور فتح پا لیتا ہے وہی خاندان اور دشمن پر فتحمند ہوتا ہے۔
۵۵	مستقل مزاج اور نفس کو قابو رکھنے والے کو دولت ملتی ہے۔

۵۶	خواہشات کا بندہ منافع رسان کو ضرر پہونچانے والا تکلیف کو آرام خیال کرتا ہے۔
۵۷	خبردار نفس کے قابو مین نہ آنا جو شخص نفس اور شیطان سے بچا وہ چھٹکارا پاگیا۔ خبردار فخر نہ کرنا۔ کیونکہ وہ شخص ہی فخر کرسکتا ہے جو خاک سے پیدا کیا گیا۔ اور خاک ہی مین ملادیا جاوے گا۔ اور چیونٹیان کھائینگی۔
۵۸	ہر ساعت اور ہر روز عمل نیک مین کوشش کرو۔ اور مظلوم کی بددعا سے ڈرو۔ مردون سے عبرت حاصل کرو۔
۵۹	صبر کرو کیونکہ صبر ہی وہ چیز ہے جو عمل نیک کراتا ہے۔ عمل کرو کیونکہ عمل قبول کیا جاتا ہے۔
۶۰	جس نے پانچون وقت کی نماز پڑھی۔ وہ صبح سے شام تک خداوند تعالے کی حفاظت مین آگیا۔ اسکو ہر کون مار سکتا ہے اور جس نے خداوند تعالے سے عہد شکنی کی۔ وہ اوندھے منہ دوزخ مین ڈھکیلا جاوے گا۔
۶۱	وہ کہان ہین جنکو لڑائیون مین ہمیشہ فتح ہی ہوا کرتی تھی۔ آج اونکے قوی پست ہوگئے۔ اون کے قوی اور اونکی قوتون نے آج اون سے بیوفائی کی۔ اور قبر کے اندھیرے مین پڑے ہین۔
۶۲	عمل خیر کے لئے جلدی کرو اور نیکی کی طرف دوڑو۔
۶۳	مریض کے علاج مین بے احتیاطی موت کو نزدیک لاتی ہے۔
۶۴	برائے جھگڑے اپنے سرمست باندھو۔ ورنہ تمھاری عقل پر تاریکی چھا جائیگی۔

۶۵	تکلیف کے وقت پریشان مت ہو۔ استقلال سے انتظام کرو۔
۶۶	کیوں ایسا کرتے ہو جسکے لئے بعد کو افسوس کرتے ہو۔
۶۷	اپنے آپ کو شاندار نہ بناؤ۔ اپنی عزت کو شاندار بناؤ۔
۶۸	دنیا کے غلام مت بنو بلکہ دنیا کو اپنی لونڈی بناؤ۔
۶۹	شریر سے چاہے مت ڈرو۔ لیکن شریر النفس سے ضرور ڈرتے رہو۔
۷۰	حضرات صوفیہ فرماتے ہین کہ فقر اکا راس المال جمعیت دل ہے اور یہ صفت قناعت سے حاصل ہو سکتی ہے۔ اصل یہ ہے کہ مہذب اہل دنیا کا راس المال بھی جمعیت دل ہی ہونا چاہئے۔ جمعیت دل سے صبر و استقلال پیدا ہوتا ہے۔ اور یہ دونون وصف دنیاوی کامیابی کا اصل راز ہین۔
۷۱	جرم غیر آزادی پر منفعل ہو کر آیندہ کے بچنے کی کوشش کرنا بھی نہایت خوب بات ہے۔ سچے انفعال کا اثر دنیاوی آفاتون پر بھی پڑتا ہے۔ اور خدا ہی اسکی شرمندگی اور ندامت سے خوش ہوتا ہے برخلاف ان لوگون کے جو جرم سے شرمندہ نہین ہوتے اور اسکو مصنوعی دلائل و وجوہ سے رد کرنا چاہتے ہین۔ یہ نہایت ذلیل خصلت ہے۔
۷۲	ایک پہلوان غصہ سے بے خود اور غیظ و غضب مین غوطہ زن تھا۔ ایک درویش نے کہا کہ تو بڑے بڑے پہلوانون کو پچھاڑتا ہے مگر غصہ سے خود پچھڑا جاتا ہے۔ واقعی غصہ سے مغلوب ہونا بڑی بیجوانمردی ہے۔

۷۳ نزول مصائب مین صبر سے کام لے۔ اور واویلا نکر۔ کیونکہ صبر مصائب سے دور اور صواب مین داخل کرتا ہے۔ اور بے صبری باعث محرومی ہے۔

۷۴ آدمی اپنی عاقبت کے کام اور انتظام روزگار سے ایسا غافل ہے جیسے پرند درخت پر بیٹھتا اور پھل کھاتا ہے۔ مگر انجام کار سے ہرگز واقف نہین۔ اور جلاد کے تیر اور صیاد کے دام کو کبھی خاطر مین نہین لاتا۔ اور ایک روز شکار ہو جاتا ہے۔ اور موت انسان کو خلاف امید ہی ہلاک کر دیتی ہے۔ اور اوسوقت کچھ بنائے نہین بنتا۔ پس آدمی کو چاہئے کہ عاقبت اندیش اور ہوشیار رہے۔

۷۵ جو عالم ہو اوسکو متکبر نہ ہونا چاہئے۔ اور جو امیر و توانا ہو اوسکو فخر اور کمزوروں سے اغماض نہ کرنا چاہئے۔ کیونکہ دنیا مین خدا نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے۔ مغرور کو خداوند تعالے دوست نہین رکھتا۔ اور اہل علم بھی اوس سے تنفر کرتے ہین

۷۶ عقوبت مین گناہ سے زیادہ تہدید نہ کرنا چاہئے۔ کیونکہ اگر زیادہ تہدید کی تو ظالم ٹہرا۔ اور اگر نہ کی تو کاذب ہوا۔

۷۷ جب نیکی سے غافل اور دور ہو تو کوشش کر کے اوسے حاصل کرو اور جس نیک آدمی کو بدی سے پیش آئے۔ وہ اوسکو دانائی سے دور کرنے کی کوشش کرے گھبرائے نہین۔

۷۸ جو شخص جتنا خدا سے ڈرتا ہے اوتنا ہی خدا اوس کو دوست رکھتا ہے۔ اور بارگاہ الٰہی مین قرب و اختصاص حاصل ہوتا ہے خدا سے ڈرنے والا ظالم نہین ہو سکتا۔ اور نہ اوسکو کسی قسم کی

طمع فریب دے سکتی ہے۔

۷۹ تم کسی کو نہ ستاؤ تو غالباً تمکو بھی کوئی نہ آزار دے۔ اور خلق کو خوش رکھو تا کہ خلق اللہ تم کو خوش رکھے۔ جو شخص ناکردہ گناہ مین ماخوذ ہو جاتا ہے۔ اور جیسا کہ دنیا مین اتفاقاً ہوتا ہے تو لوگ اس سے ہمدردی کرتے ہین۔ اگر ایسا شخص آفت سے بھی چھوٹے تو اوس کی عزت و آبرو مین فرق نہین آتا۔

۸۰ ہمسایہ اور دوست کے ساتھ بدی نہ کرو کیونکہ اگر تم اور تمہارے ہمسائے اس دنیا سے چلے جائینگے۔ مگر وہ بدی اور عداوت نسل مین باقی رہجاتی ہے۔

۸۱ کوئی دانائی پرہیزگاری سے بہتر نہین کیونکہ اتقا آدمی کو دونون جہان کی عزت اور نعمت جاوید پہونچاتا ہے۔ اور کوئی حسب و نسب تقویٰ سے بہتر نہین۔ خدا کے ہان پرسشِ عبادت و اعمال ہوگی نہ کہ حسب و نسب کی۔

۸۲ افسوس ہمارا دل جو خالق کا گھر ہونا چاہئے وساوس کا گھر بنا ہوا ہے

۸۳ ہمارا وقت فضول اور لاحاصل شغلون مین صرف نہونا چاہئے۔

۸۴ وقت عزیز کو رائیگان کھونا بڑی غلطی ہے۔

۸۵ جو آج وقت کو ہنسی مین اڑاتے ہین وہ کل روئین گے۔

۸۶ اگر آج وقت عزیز کی قدر کرو تو اس مین تمہارا کیا ہرج ہے۔

۸۷ جس وقت کو تم اپنے لئے مفید خیال نہین کرتے وہ مفید بن سکتا ہے لیکن تم اوسے بے فائدہ ضایع نہ کرو تو۔

۸۸ خدا کو پہچانو۔ اور اوسکے حق کو نگاہ رکھو۔

۸۹	ہمیشہ اپنی ہمت پڑہنے پڑہانے پر صرف کرو۔
۹۰	اہل علم کا امتحان علم مین نہ لو بلکہ عمل مین لو۔
۹۱	خداوند تعالے سے ایسے چیز کا خواستگار نہ ہو جسکا نفع دیر پا نہ ہے۔ بلکہ باقیات صالحات کا خواہان ہو۔
۹۲	ہمیشہ ہوشیار رہ کیون کہ برائیون کے اسباب بہت ہین۔
۹۳	جو چیز کرنی نہین اوسکی آرزو نہ کر۔
۹۴	خدا کا بندے سے انتقام لینا اوسکے یہ معنی ہین کہ خدا اوسکو ادب و تہذیب سکہلاتا ہے۔ نہ کہ اپنا غصہ نکالتا ہے۔
۹۵	زندگی جبتک کہ نیک کامون کا ذریعہ نہ ہو اوس کو شایستہ نہ سمجہ۔
۹۶	جبتک کہ روزانہ نفس کا حساب تین چیزون مین نہ لے تب تک نہ سو۔ اول اوس روز کہ تجہ سے کوئی خطا ہوی یا نہین۔ دوم کوئی عمل گناہ سے ترک کیا یا نہین۔ سوم اوس روز کوئی نیکی بہی کی یا نہین۔
۹۷	خیال کر کہ دنیا مین آنے سے پیشتر تو کیا تہا اور پہر کیا ہو جائیگا۔
۹۸	کسی کو ایذا نہ دے۔ کیونکہ دنیا کے کاروبار ہمیشہ بدلتے رہتے ہین۔
۹۹	بدنصیب وہ شخص ہے جو اپنے انجام کی یاد سے غافل رہے اور گناہ سے باز نہ آئے۔
۱۰۰	جو چیز تیری نہ ہو اوسے اپنا سرمایہ نہ بنا۔
۱۰۱	مستحق لوگون کے ساتھ بہلائی کرنے مین اون کے سوال کا انتظار نہ کر۔

۱۰۲	وہ شخص حکیم نہین ہے جو دنیاوی لذات سے خوش ہو اور مصیبت سے بیقرار۔
۱۰۳	خلق خدا کے بھلے مین اپنا بھلا ہے۔
۱۰۴	جسم اور روح کی صحت کے قوانین کو پیار کرو۔ ہمیشہ خوش رہوگے۔
۱۰۵	خدا کا حکم یہ ہے کہ اوسکے قوانین کو جانو اور اونکی خوشی سے پیروی کرو۔
۱۰۶	وہ لوگ مبارک ہین جو دکھیون کے دکھڑے مین شریک ہوتے ہین۔
۱۰۷	عیش و عشرت سے اپنی زندگی کو کوتاہ نہ کرو۔
۱۰۸	کوئی خوشی نہین کہ جس کا انجام نہ ہو اور نہ کوئی ایسی مصیبت ہے کہ جس کا اوسیقدر معاوضہ نہین ہے۔
۱۰۹	زیادہ بیہودہ گوئی نہ کر کیونکہ اِس سے انسان دنی الطبع ہوجاتا ہے۔
۱۱۰	دیر تک ایک بات کو سوچ اور پھر منہ سے نکال۔ اور زان بعد اوس پر عمل کر۔
۱۱۱	بوڑھے اور جوان کی موت مین یہ فرق ہے کہ پہلا خود مرتا ہے دوسرے کو موت خود آتی ہے۔
۱۱۲	بُری عادت پہلے ملاقاتی پھر مہمان بعدہٗ مالک بنجاتی ہے۔
۱۱۳	زبردست کے ساتھ کسی کام مین شرکت کرنا نقصان کا باعث ہے۔

۱۱۴	بدعقیدہ آدمی سے دور رہو کیونکہ انسان خدا کو بھی دھوکا دیتا ہے۔
۱۱۵	بُرے خیالات روح پر اس قسم کے ڈنک مارتے ہین کہ اوسکا اثر مشکل سے دور ہوتا ہے۔
۱۱۶	ایسی دولت کی خواہش فضول ہے جس سے فقط نمایش وشان وشوکت مراد ہو۔ بلکہ ایسی دولت کی خواہش ہونی چاہئے کہ جس کو سلیقے سے کام مین لائین۔ کشادہ پیشانی سے تقسیم کرین اور صبر کیساتھ چھوڑ جائین۔
۱۱۷	صلح کے پانچ زبردست دشمن ہین۔ طمع۔ غصہ۔ خود غرضی غرور۔ شہوت۔
۱۱۸	صادق القرار اور شیرین زبان ہونا شریف لوگون کا شیوہ ہے۔
۱۱۹	آزاد وہ ہے جسکو نہ کسی سے محبت ہو نہ عداوت نہ خواہش ہو نہ فکر۔
۱۲۰	خواہش کی زیادتی سے تکلیف کی ترقی ہوتی ہے۔
۱۲۱	علی الصباح اُٹھکر اس سے پیشتر کہ دنیا کے کاروبار مین ہاتھ لگایا جائے۔ دینی فرائض ادا کرنا چاہے۔
۱۲۲	اگر کسی دوست کی ازمایش منظور ہو تو اوس سے ایسی چیز طلب کرو جو اوس کے لئے سب سے زیادہ عزیز ہو۔
۱۲۳	محنت کرنے سے جسقدر فائدہ ہوتا ہے اوسقدر بیکار بیٹھنے سے نہین
۱۲۴	جھوٹے کے میل جول سے پرہیز کرو۔ وہ شراب کی طرح

بے اصل ہے۔ اور یقیناً تم کو گمراہ کرنے آیا ہے۔ ۱۴

۱۲۵ نیک دل سے اگر اتفاقیہ کوئی گناہ سرزد ہوجاوے تو اوسے معاف کردو۔

۱۲۶ تو باغِ دنیا کی سیر کے لئے آیا ہے نہ کہ ملکیت کا پروانہ لینے کیلئے

۱۲۷ اگر تو دولت کی غلامی چھوڑ دے تو دولت تیری غلام بنکر رہے

۱۲۸ درویشِ طامع کوڑہ کے مرض مین مبتلا ہے اوس سے بچکر رہو۔

۱۲۹ بچون کے دل مین ایسے خیالات پیدا نہ ہونے دو جو اونہین بُری باتون کی طرف مایل کرین۔

۱۳۰ جب بچون کے خیالات اوایل عمر مین ہی بگڑ جاتے ہین پھر اونکی اصلاح مشکل ہوجاتی ہے۔

۱۳۱ جسکو فراغ خاطر حاصل نہ ہو وہ ہمیشہ متحیر رہتا ہے۔ ناکامیونکا نشانہ بنتا ہے۔ اور مایوسیون کا آستانہ۔

۱۳۲ ہزار یورپین مین بمشکل بیس صاحب ایسے ملین گے جو فارغ البالی سے محروم ہونگے۔

۱۳۳ اون لوگون کی ملاقات سے کچھ فائدہ نہین ہوتا جو صبح اٹھتے ہی شکم مبارک پر ہاتھ پھیر کر کہا کرتے ہین کہ یا حضرت آپ ہی کا آسرا ہے۔

۱۳۴ پیٹ کے بندے صبح و شام اوسی دُھن مین رہتے ہین کہ کسیکا کچھ بگڑے یا سنورے اون کی بلا سے۔ اون کا کاسہ کسی طور سے پُر ہو۔

۱۳۵ کاہلی غربت کی جڑ ہے۔ کاہل اپنے وجود کو ہمیشہ فاسد خیالات

سوچتے رہتے ہین۔

۱۳۶ نوجوانی ترقی کا موسم ہے۔

۱۳۷ لالچی آدمی محتاج ہی رہتا ہے۔

۱۳۸ نیک نامی کے اصول کے لئے کوشش کرنی جمع کرنے سے افضل تر ہے۔

۱۳۹ تم آج کے دن وہ کام ہی نہ کرو جس کے لئے تمہین کل آنسو بہانے پڑین۔

۱۴۰ خوف الٰہی ابتدائے عقل ہے۔

۱۴۱ خدا اونہین اشخاص کا حامی ومعاون ہوتا ہے جو خود اپنے مددگار ہین

۱۴۲ نیک افعال کے سرانجام دینے کے لئے ہرگز لیت ولعل نہ کرو۔

۱۴۳ گناہون کا چھپانا ہی اون کا زیادہ کرنا ہے۔

۱۴۴ حقدار کا حق غصب کرنے والا ایک دن اپنا حق کھوتا ہے۔

۱۴۵ جو شخص اپنے کو سب سے افضل سمجھتا ہے وہی بدتر ہے۔

۱۴۶ جسطرح اچھے دوست کمیاب ہین ویسے ہی فی زمانہ اچھی کتابین۔

۱۴۷ زمین وآسمان چکی کی طرح ہین جو انسان کو پیسا کرتے ہین۔

۱۴۸ جو شخص بغیر اپنے دل کو قابو مین لائے ہوئے دوسرے کو قابو مین لایا چاہتا ہے وہ بالکل بے وقوف ہے۔ اور اپنا وقت ضایع کرتا ہے۔

۱۴۹	جو شخص مذہبی مباحثہ کو چھوڑ کر اپنے حقیقی مالک کی تابعداری اور یاد مین مصروف رہتا ہے وہی اپنے مذہب کا پکا پابند ہے۔
۱۵۰	روپیہ اور عزت کو ایمان پر ترجیح مت دو۔
۱۵۱	مذہبی تعصب کے نزدیک مت جاؤ۔
۱۵۲	کسی فعل سے دوسرے کی دلشکنی نہ کرو۔
۱۵۳	خوبصورتی کی نسبت سقراط کہتا ہے کہ یہ چند روزہ ظلم ہے
۱۵۴	افلاطون کہتا ہے کہ یہ قدرت کا عطیہ ہے۔
۱۵۵	ہیوفی ٹیسن کہتا ہے کہ یہ چپکے سے دہوکا دیتی ہے۔
۱۵۶	کارنیڈس کہتا ہے کہ یہ خاموشی کی بادشاہت ہے۔
۱۵۷	ڈومشین نے کہا اس سے بڑھکر کوئی چیز راحت بخش نہین ہے
۱۵۸	ارسطو کہتا ہے دنیا بھر کی سفارشی خطوط سے بڑھکر خوبصورتی ہے
۱۵۹	دنیا مین کامیابی اوسکو حاصل ہوتی ہے جو سوچ سمجھکر کام کرتا ہے۔
۱۶۰	روپیہ قرض لینا مصیبت مول لینا ہے۔
۱۶۱	جتنی آرزوئین زیادہ اوتنی ہی سرگردانیان زیادہ۔
۱۶۲	بوالہوسی خرابیون اور پریشانیون کی ماں ہے۔
۱۶۳	نمائشی عبادت بھی گناہ کبیرہ مین داخل ہے۔
۱۶۴	عبادت وہ ہے جو صدق دل سے ہو۔
۱۶۵	ریاکار کو قیامت کے دن یون پکارینگے کہ اوریاکار وغدار تیرا عمل ضایع ہوگیا۔

۱۶۶	جیسا تم چاہتے ہو کہ لوگ تمہارے ساتھ کرین ویسا ہی تم بھی اون کے ساتھ کرو۔
۱۶۷	آدمی سب مساوی ہین۔ اسلئے کوئی فعل جو اپنے لئے تکلیف دہ سمجھتے ہین۔ وہ دوسرے کیلئے بھی روا نہ رکھو
۱۶۸	ہر قسم کی اصلاحون کی بنیاد دراصل انصاف پر مبنی ہے۔
۱۶۹	پیٹ کی خاطر عزت کو خاک مین نہ ملاؤ۔
۱۷۰	دشمن کی بات پر رنجیدہ ہونا نادانی ہے۔ کیونکہ اوسکی بات سچ ہوگی یا جھوٹھ۔ پس اگر سچ ہے تو سچی بات پر ناراض نہ ہونا چاہئے۔ اور اگر جھوٹ ہے تو زیادہ مقام رنجیدگی کا نہین۔ بلکہ شکر کا موقع ہے کہ اوس نے تمہارا ایسا عیب ظاہر کیا ہے کہ جس سے تم بری ہو جاؤ۔
۱۷۱	انسان مرنے کے لئے پیدا ہوا ہے۔ اور مرنے ہی کے لئے زندگی ہے۔
۱۷۲	نام وہ نام ہے کہ تم خود پیدا کرو۔ اپنے آباؤ اجداد کے نام پر مت نازکرو۔
۱۷۳	اگر تم یہ چاہتے ہو کہ لوگ تمہاری مدد کرین تو تم ایسے کامون کے نزدیک تک نہ جاؤ جو تمہاری عزت پر بُرا اثر ڈالین۔
۱۷۴	ناخواندہ مہمان مت بنو۔
۱۷۵	واعظ بے عمل کو ایسا سمجھنا چاہئے۔ جیسے اندھے کے ہاتھ مین چراغ ہو اور وہ دوسرون کو راہ بتلاتا پھرے۔

۱۷۶	حاکم کی مہربانی اور جاہل کی محبت پر کبھی بھروسہ نہ کرو۔
۱۷۷	کھانا اوسقدر کھاؤ کہ بدن کی غذا ہو نہ کہ بدن اوسکی غذا۔
۱۷۸	عزت کی پرواہ اونہین کو ہوتی ہے جن کا چلن درست ہوتا ہے
۱۷۹	جنکی عزت نہین اون کا کچہ بھی نہین۔
۱۸۰	سب خواہشون سے اچھی خواہش کیا ہے۔ عزت کے پیدا کرنے کی خواہش۔
۱۸۱	عزت دربدر پھرنے سے حاصل نہین ہوتی۔
۱۸۲	جو عزت محض خوشامد کی بدولت حاصل ہو وہ بھی چند دن قایم رہتی ہے۔
۱۸۳	کسی کا دل نہ دکھاؤ۔ اپنے جسم کو بھی نہ ستاؤ۔
۱۸۴	جس بات کے کہنے سے نہ اپنا بھلا ہو نہ دوسرے کا اوسے درد زبان نہ رکھو۔
۱۸۵	بدگمان انسان دوست کو دشمن بنا لیتا ہے۔
۱۸۶	دنیا مین جسقدر دشمن۔ بدگمان انسان کے ہوتے ہین۔ اور کسی کے بھی نہین ہوتے۔
۱۸۷	جن لوگون کو بلاوجہ بدظن ہونے کی عادت ہے وہ اپنی عادت کی ضرور اصلاح کرین۔
۱۸۸	خوش خلق انسان لوگون کے دلون پر حکومت کرتا ہے۔
۱۸۹	جسقدر روحانی امراض ہین اون سب مین بدگمانی بڑا مہلک عارضہ ہے۔
۱۹۰	ایک حکیم سے سوال کیا گیا کہ دنیا مین سب سے خطرناک

	کون شخص ہے اوس نے جواب دیا جو بلاوجہ دوسرون سے بدظن ہوجائے۔
۱۹۱	نرمی اور مہربانی سے بڑے بڑے جھگڑے ایک منٹ مین طے ہوجاتے ہین۔
۱۹۲	جو لوگ دنیا کی محبت پر دلدادہ رہتے ہین۔ سکھ تو خواب مین بھی اُنھین نصیب نہین ہوتا۔ بلکہ اونھین ترددات کا سامنا رہتا ہے۔
۱۹۳	ایسی محفلون مین جانے سے ضرور اجتناب چاہئیے جہان جانے سے رہی سہی عزت بھی جاتی رہے۔
۱۹۴	زندگی کا بھروسہ کرنا محض بے عقلی اور نادانی ہے۔
۱۹۵	زندگی کے بھروسہ پر اپنے آپ کو بھول جانا اوس سے بھی زیادہ نادانی ہے۔
۱۹۶	کبھی ایسے شخص کی صلاح پر نہ چلو جو تمھین اچھا مشورہ نہ دے۔
۱۹۷	وہ جوانی کس کام کی جس کا نشہ ایسا چکنا چور کردے کہ بزرگون کا ادب اور اون کے سامنے مزخرفات کہنے سے شرم نہ رہے۔
۱۹۸	وہ زندگی کس کام کی جسمین ایسی بے فکری سے کام کرین کہ ذاتی نفع ونقصان تک کا خیال بھی نہ رہے۔
۱۹۹	ہمین جستجو کرنی چاہئیے اپنے حقیقی وطن کی۔ یان سو سال بھی جی لینگے تو کچھ نہین بنے گا۔
۲۰۰	فضول گوئی کی عادت انسان کو سخت ذلیل کرتی ہے۔
۲۰۱	جو ہر وقت بکتے رہتے ہین وہ دوسرون کا دماغ چاٹ لیتے ہین۔
۲۰۲	جسکے دل مین خدا کی محبت ہے وہ ہمیشہ خوش رہتا ہے۔

۲۰۳	وہ شخص اعلیٰ درجہ کا خوش نصیب ہے جو کسیکا محتاج نہو۔
۲۰۴	کوئی شخص بغیر دوست کے خوش نہین رہسکتا۔ اور جبتک مصیبت مین مبتلا نہ ہو اوسے معلوم نہین ہوسکتا کہ اوسکا دوست کون ہے۔
۲۰۵	دوست کے لئے اگر کسی قسم کی تکلیف اٹھائی جائے تو دوستی بڑہ جاتی ہے۔
۲۰۶	حق شناسی سے بہتر کوئی وصف نہین۔
۲۰۷	قدر نہین ہوتی شریف بے ہنر کی۔ ہنر کا حاصل کرنا ہر ایک انسان کے لئے ضروری ہے۔
۲۰۸	قدر نہین ہوتی شجر بے ثمر کی اسی طرح اوس انسان کی قدر نہین ہوتی جسکی ذات سے کسی کو کسی قسم کا فائدہ نہ پہونچے۔
۲۰۹	قدر نہین ہوتی تقریر بے اثر کی ہمیشہ ایسی تقریر کرو جس کا کچہ اثر ہو ورنہ بے معنی تقریر سے کیا حاصل۔
۲۱۰	جو حاکم ہوکر رشوت لے اوس سے بڑہکر کوئی قصوروار نہین۔
۲۱۱	وہ زندگی ہی کیا جو خود فروشی اور خدا فراموشی مین گذرے۔
۲۱۲	آدمی بننا سہل نہین۔ آدمی کہلانا تو بہت آسان ہے۔
۲۱۳	بُرے آدمی کو چارون طرف سے پھٹکار پڑتی ہے۔ مگر وہ اپنی بدی کو نہین چھوڑتا۔
۲۱۴	بُرے آدمی کی صحبت تو اکطرف اوس کے سایہ سے دور بہاگنا چاہئے۔
۲۱۵	جو شخص تمہین بُرے مشورے دے گا وہ تمہین ایک جہان کا دشمن بنا دے گا۔

۲۱۶	جو بُرے کام سے روکے اوس سے بڑھکر کوئی بھی رفیق نہین -
۲۱۷	نیک مشورون پر چلنا انسان کو ہر مشکل مین کامیاب کرتا ہے -
۲۱۸	بیغرض انسان کبھی اچھے مشورے کو پسند نہین کرتا -
۲۱۹	جسکی نیت نیک ہوتی ہے لاکلام اوسکی مشکلین آسان ہوجاتی ہین -
۲۲۰	ایک نیت کی درستی اوسقدر کام دیتی ہے جسقدر ہزار دوست بھی کام نہین دیتے -
۲۲۱	پچھتاؤگے اگر خودغرض اشخاص کو دوست بناؤگے -
۲۲۲	پچھتاؤگے اگر دوست سوال دراز کروگے -
۲۲۳	پچھتاؤگے اگر دوست دشمن مین تمیز نہ رکھوگے -
۲۲۴	پچھتاؤگے اگر اون لوگون سے صحبت رکھوگے جن کا باطن درست نہین ہے -
۲۲۵	نیکی کن بچاہ انداز صرف کہنے کے لئے ہے عمل کرنے والے بہت تھوڑے ہین -
۲۲۶	انسان کے سر پر جب غصہ کا بھوت سوار ہوتا ہے - وہ اوسے سوچ و بچار کا موقع نہین دیتا -
۲۲۷	زبان ہی ہاتھی کی سواری کراتی ہے - اور زبان ہی گدھے کی -
۲۲۸	زبان کو قابو مین رکھو - اگر چاہتے ہو کہ زیان نہ پہونچے -
۲۲۹	دسترخوان پر جتنے آدمی زیادہ کھانا کھانے بیٹھینگے اوتنی ہی برکت ہوگی -
۲۳۰	تنہا خوری کی عادت چھوڑدو -
۲۳۱	جو آدمی کھانے مین ہاتھ ڈالتے وقت ہی بھوکا رہتا ہو - اور کھانے

	ہاتھ کھینچتے وقت بھی بھوکا رہتا ہو وہ طبیب کا ہرگز محتاج نہوگا۔
۲۳۲	یہ کبھی زبان پر نہ لاؤ کہ جو کھانا سامنے آیا ہے وہ اچھا نہین۔
۲۳۳	بہت لوگ ایسے ہین جنکو خشک روٹی بھی میسر نہین ہوتی۔ پس جو کھانا ملے اوسکو غنیمت سمجھو اور روزی رسان کا شکریہ بجالاؤ۔
۲۳۴	جب دل ہی این و آن پر مفتون ہو تو یاد خدا کیسے ہوسکے۔
۲۳۵	دل مین ہمارے تو یہ دُہن سمائی ہے کہ اللہ میان ہمین ساری دنیا کا مالک بنادے۔ جو غنیمین جہان کی ہین وہ سب کی سب ہمین ملجائین۔ پھر عقل کیسے ٹھکانے رہسکتی ہے۔ جو اللہ میان کی طرف نہ رجوع لائے۔
۲۳۶	مبارک ہین وہ لوگ جو عالم جوانی مین دیوانے نہین بنتے۔ اور جنکی جوانی دیوانی نہین ہوتی۔
۲۳۷	امر حق کے خلاف رائے قایم کرنے والے اپنے آپ دشمن ہین۔
۲۳۸	دوست وہ نہین ہین جو ناجائز اغراض کے حصول مین مدد دین۔
۲۳۹	جو دریا مین کودنے کی جرات نہین کرتا وہ کبھی نہین ڈوبتا۔ مگر وہ کبھی پیرنا بھی نہین سیکھتا۔
۲۴۰	اگر تمہارے روپیہ کو زبان ہوتی وہ تمہین ضرور یہ کہتا کہ مجھے اودھار مت دو۔ ایک تو مجھے تکلیف ہوگی۔ دوسرا دوستی مین خلل پڑے گا۔
۲۴۱	قرض دینا دراصل دشمنی خریدنا ہے۔
۲۴۲	دوستی اوس صورت مین قایم رہسکتی ہے جب قرض دیکر مانگنے کا خیال ترک کردیا جائے۔

۲۴۳	یہ ہر وقت خیال رہتا ہے کہ قرضہ کی میعاد نہ گذرے لیکن یہ خیال کسی کو نہین رہتا ہے کہ زندگی کی میعاد سیہ کاریون مین نہ گذر جاوے
۲۴۴	پچتاؤگے اوسوقت جب زندگی سے جواب ملجاوے گا۔
۲۴۵	آدمی جب سینہ زوری سے کام لیتا ہے اوسکو بڑی بڑی مشکلون کا سامنا ہوتا ہے۔
۲۴۶	جب زندگی فانی ہے تو بیجا تعلقات مت بڑہاؤ۔
۲۴۷	جس انسان کو اصلاح اعمال کا خیال نہو اوس سے بہایم اچھے۔
۲۴۸	وہ انسان ہی کیا جو بُرے کام کے نتیجہ سے آگاہ ہو کر بھی بُرا کام کرے۔
۲۴۹	آج وہ ہنسی اچھی نہین جسکے لئے کل رونا پڑے۔
۲۵۰	نصیحت اوسی کو اثر کرتی ہے جسے خود بھی اپنی نصیحت پر کچھ عمل ہو پرہیزگاری کے لئے اوسی کا وعظ کچھ اثر کرے گا جو خود پرہیزگار ہو۔
۲۵۱	چوروں کے جسم سے بیدون کا داغ مٹ سکتا ہے۔ مگر بے جرم شریفون کے قلوب سے جیتے جی بے عزتی کا دھبہ نہین مٹ سکتا۔
۲۵۲	جو رہبر ہو کر رہزنی کا پیشہ اختیار کرے وہ کشتنی و گردن زدنی ہے۔
۲۵۳	فیاضی افعال سے ظاہر ہوتی ہے۔
۲۵۴	ایک شخص کے کنکار نے سے پچاس چوروں کا زہرہ آب آب ہو جاتا ہے۔
۲۵۵	دنیا مین جہان عیبی لوگ بہت ہین وہان عیب کے تاڑنے والونکی بھی کمی نہین۔
۲۵۶	عیب چھپ چھپ کے بھی کیون نہ کئے جاوین۔ مگر ظاہر ہو جاتے ہین۔

۲۵۷	جسکے اپنے افعال بُرے ہون۔ وہ بندگان خدا کے حقوق کی کیا حفاظت کرے گا۔
۲۵۸	جس شخص مین عقل نہین ہے وہ بے ادب ہے اور جس مین ہمت نہین ہے وہ بے مروت ہے۔ اور جو شخص دیندار نہین ہے اوس مین حیا نہین ہے۔
۲۵۸	آدمی تین چیزون کے سبب سے ہلاک ہو جاتے ہین۔ غرور سے دوسرے حسد سے۔ تیسرے حرص سے۔ غرور دین کو ہلاک کر دیتا ہے۔ اسی وجہ سے شیطان ملعون ہو گیا ہے۔ حسد بدی کا رہنما ہے۔ تلاش حقیقت جزو شرافت ہے۔
۲۵۹	جہانتک بس چلے اپنی خداداد نعمت سے بنی نوع کو فائدہ پہونچاؤ۔
۲۶۰	ہر حال مین رنج و راحت و نعمت و بلا مین اپنے خالق کو نہ بھولو۔
۲۶۱	جو اپنے نفس پر حکومت کر لیا اوس سے دوسرے پر جبر یا ظلم نہین ہو سکتا۔
۲۶۲	انصاف وہ ہے جس کا سب پر مساوی اثر پڑے۔
۲۶۳	فیض وہ ہے جو کسی خاص ذات کے لئے مخصوص نہ ہو بلکہ اوس سے سب مستفید ہون۔
۲۶۴	تنہائی مین اپنے خیالات کو اپنے قابو مین رکھو۔
۲۶۵	ہر دن کو اپنی حالت کے امتحان اور دعا کے ساتھ ختم کرو۔
۲۶۶	جو گناہ کرتے ہین اونکو آرام کی نیند نصیب نہین ہوتی۔
۲۶۷	گنہگار ہمیشہ اندیشہ کی حالت مین رہتا ہے۔

۲۶۸	وہ زندگی کس کام کی جو اندیشہ کی حالت مین گذرے۔
۲۶۹	جو اورون کو دکھ دیکر اپنے جی مین خوش ہوا کرتے ہین۔ اون بھلے مانسون سے کوئی پوچھے کہ تمہارا اوسوقت کیا خیال ہوگا جب کوئی دوسرا تمہارے دل کو نشتر مارے۔
۲۷۰	زیردست کو جب دُکھ دیا جائے اوسوقت وہ منہ سے کچھ نہین کہتا مگر دل مین بد دعا ئین دیتا ہے۔ اور اوسیوقت کا انتظار کرتا ہے جب خدا اوسے بدلہ لینے کی توفیق دے۔
۲۷۱	جب مصیبت کا سامنا ہو تو گھبرانا عقلمندی مین داخل نہین ہے۔
۲۷۲	جسطرح بہت سی بیماریان پرہیز سے دفع ہوجاتی ہین اوسی طرح بہت سی مصیبتین استقلال اور ثابت قدمی سے۔
۲۷۳	تم اپنا اعتبار بڑہاؤ۔ دولت آپ بڑہ جائیگی۔
۲۷۴	اگر تم شراکت مین کام کرنا چاہو تو اوسکے تمام قواعد کو تحریر مین لاکر رجسٹری کرالو۔ ایسے معاملے زبانی رکھوگے تو نقصان اٹھانے کے علاوہ جھگڑون مین اپنی عمر ضایع کروگے۔
۲۷۵	جہان بہت بیوقوف ہوتے ہین وہان تھوڑی سمجھ کا آدمی بھی فائدہ اٹھالیتا ہے۔
۲۷۶	سرمایہ اور محنت مین ضرور رقابت ہے لیکن مشارکت اوسکو گھٹا دیتی ہے۔
۲۷۷	تمام پیشون کے منافع آہستہ آہستہ مساوات پیدا کرلیتے ہین۔
۲۷۸	مزدورون کو نقد اجرت دینا اچھا ہے نہ کہ جنس۔
۲۷۹	اگر تم جسم کو بیجا تکلیف دوگے تو وہ تمکو تکلیف دے گا۔

۲۸۰	جو وقت کا غلام ہے وہ اپنے وقت کا بادشاہ ہے۔
۲۸۱	کمزوری کا سگا بھائی جھوٹ ہے۔
۲۸۲	عدم نگرانی اچھے ملازمونکو بھی بددیانت بنا دیتی ہے۔
۲۸۳	اپنے منہ کی بدبو اپنی ناک مین کم آتی ہے۔ اپنا لڑکا صاحب جمال نظر آتا ہے۔
۲۸۴	دوسرے لڑکون کو شرارت اور گستاخی کرتے اور بداعمال و افعال مین مرتکب دیکھکر ان سے نفرت کرنے سے پہلے یہ دیکھہ لو کہ تمہاری اولاد مین یہ باتین ہین یا نہین۔
۲۸۵	کسی کو نصیحت کرنے سے پیشتر یہ دیکھہ لو کہ تم جس فعل کی ممانعت کرتے ہو وہ بات تمہارے مین ہے یا نہین۔ اور جس بات کو تم کرنے کی تاکید کرتے ہو تم بھی اسکی پیروی کرتے ہو یا نہین۔
۲۸۶	غفلت اور سستی۔ ایک آگ اور ایک بجلی ہے جو انسانی مفاد کے خرمنون کو جلا کر خاکستر کر دیتی ہین۔
۲۸۷	کوشش ایک ایسی چیز ہے جو ناممکن امر کو داخل ممکنات کر دیتی ہے۔
۲۸۸	تم کو غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ دنیا مین جتنے مشکل کام ہوے ہین۔ وہ صرف کوشش سے ہوے ہین۔
۲۸۹	کوشش سے انسان ہوا پر اڑ سکتا ہے۔ سستی سے آدمی دو قدم بھی چل نہین سکتا۔
۲۹۰	تکلیفون کو صبر سے برداشت کرو واقعی وہ آزمایش کیواسطے ہین

۲۹۱ نادان وہ خود اپنا دشمن ہے وہ دوسرون کا کب دوست ہوسکتا ہے

۲۹۲ جسجگہ اچھی باتون کی قدر نہ ہو وہان چپ رہنا بولنے سے بہتر ہے۔

۲۹۳ نیک بخت وہ ہے جو دوسرون کو نصیحت کرتا ہے۔ اور بدبخت وہ ہے جسکو دوسرے نصیحت کرین۔

۲۹۴ دولت کو ٹھوکر مارو تو پاؤن پڑیگی۔ اگر دولت کو سلام کرو تو سر چڑھے گی۔

۲۹۵ اپنے دشمن سے نیکی کرو جسطرح صندل اپنے کاٹنے والے تیشہ کو خوشبودار کردیتا ہے۔

۲۹۶ کوئی فضول اور کاہل آدمی حکمرانی کے کام مین کامیاب نہین ہوسکتا

۲۹۷ جبتک کوئی شخص پس انداز کرنا نہ سیکھے اوسوقت تک وہ عقلمندی سے خرچ نہین کرسکتا۔

۲۹۸ دم کا جو کارخانہ ہے وہ دم مین خراب ہے۔

۲۹۹ دولت محنتی کے پیچھے بھاگتی ہے۔ اور کاہل کے نزدیک بھی نہین جاتی۔

۳۰۰ کاہلی اور بیکاری کی لذت اوسیوقت معلوم ہوتی ہے۔ جب بزرگون کا اندوختہ صرف ہوجاتا ہے۔

۳۰۱ مغرور انسان کو عام لوگ نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہین۔

۳۰۲ والدین کو ہمیشہ یہ خیال رکھنا چاہیے کہ اولاد کے لئے زیور علم سے آراستہ ہونا زیادہ ضروری ہے۔ بہ نسبت اسکے کہ وہ اونکو تعلیم سے بے بہرہ رہنے دین۔ اور اونکے لئے دولت کے دفینے جمع کرجاوین

	علم کا خزانہ کبھی ختم نہین ہوگا۔ اور دولت جلد ختم ہوجائیگی۔
۳۰۳	اعتقاد اسکا نام نہین کہ اندہا دُھند ہو قوفانہ طور پر ایک بات کو مان بیٹھے۔ بلکہ یہ ہے کہ سوچ سمجھکر صداقت کو معقول وجوہات پر قبول کیا جائے۔
۳۰۴	ایک معقول شئے کے خیال مین ہمیشہ مصروف رہنا اور اوسکو حاصل کرنے کی غرض سے ترقی کرتے چلے جانے کا نام خوشی ہے۔
۳۰۵	جو عزت کے خواہان ہوتے ہین وہ حد سے نہین بڑھتے۔
۳۰۶	اپنا نقصان گوارا کرو۔ مگر دوسرون کو نقصان نہ پہونچاؤ۔
۳۰۷	دوسرون سے مروت اوس حد تک کرو کہ جس حد تک اپنی تباہی کی نوبت نہ پہونچے۔
۳۰۸	جسم کی سرائے مین روح کا چند روزہ مسافرانہ قیام ہے۔ پس انسان کو بہت سوچ سمجھکر کام کرنا چاہئے۔
۳۰۹	دشمن اگر تمہارے عہد کا اعتبار کرے تو اوس سے دغا و فریب کرنا سخت بے ایمانی ہے۔
۳۱۰	جو شخص دولتمند ہوکر کسی سے سلوک نہین کرتا وہ تنگدستی کیوقت سختی دیکھتا ہے۔
۳۱۱	بُرے کام مین توقف کرو۔ ممکن ہے کہ نیت بدل جائے۔ اور ارادہ نیک ہوجائے۔
۳۱۲	بات کا جواب بات ضرور ہے۔ مگر بات وہ کرو جو کسی کو ناگوار معلوم نہ ہو۔

۳۱۳	دوسرے سے صلاح لینے مین ہرگز نہ شرماؤ۔
۳۱۴	تھوڑی سی کامیابی پر بھول نہ جاؤ۔
۳۱۵	اپنی عمدہ باتون کو معلوم کرکے اونکو قوی کرنیکی کوشش کرو۔
۳۱۶	ہمیشہ کچھ نہ کچھ سیکھتے رہو۔ اور اپنے علم سے عملی طور پر کام لو۔
۳۱۷	یاد رکھو ساری قوت اور خود مختاری روپیہ کی ہے۔ پس اپنی آیندہ ترقی کے لئے کچھ کچھ پس انداز کیا کرو۔
۳۱۸	ہر کہ دریافت دُر یافت۔
۳۱۹	جو شخص اپنا راز چھپاتا ہے وہ اپنی بھلائی کو اپنے ہاتھ مین رکھتا ہے۔
۳۲۰	شوہر کی عزت اوسکی عقلمندی سے۔ اور بیوی کی عزت حلم و تابعداری سے ہوتی ہے۔
۳۲۱	تعلیم یافتہ عورت سے شوہر کی ترقی اور بیعلم عورت سے شوہر کا تنزل ہوگا۔
۳۲۲	کسی عورت کا صرف حسن صورت دیکھکر اوس سے شادی کر لینا اور حسن سیرت کا خیال نہ کرنا نہایت افسوس ناک غلطی ہے۔
۳۲۳	شوہر کی نظرون مین وہی بیوی عزیز ہو سکتی ہے جو خانگی امور کے انتظام کی پوری قابلیت رکھتی ہو۔ اور اپنے شوہر کو قرض سے بچا سکے۔
۳۲۴	سکندر جو بڑا محتاط بادشاہ تھا اوس کا قول ہے کہ عالی ہمتی انسان کے لئے بڑا جوہر ہے۔ آدمی ہمت مین غفلت نہ کرے۔
۳۲۵	بہتر صفت آدمی مین یہ ہے کہ وعدہ سے پہلے یا ارادہ سے قبل اپنا کام کرے۔ اور بُرا آدمی وہ ہے جو کہے اور نہ کرے۔

۳۲۶	ایک بزرگ کا قول ہے کہ دانا اور عقلمند کی بڑی دلیل یہ ہو کہ خدا کا طالب اور عمدہ لوگون کی صحبت کا جویان رہے۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آدمی میرا مال میرا مال پکارتا ہے۔ حالانکہ اوسکے مال کی یہ تین حالتین ہین۔ یعنے جو کھایا وہ چٹ گیا۔ جو پہنا وہ پھٹ گیا۔ جو خدا کی راہ مین دیا وہ جمع کیا۔ اور جو ان تینون کے سوا ہے بس وہ شخص جانے والا اور دوسرون کے لئے چھوڑنے والا ہے۔
۳۲۷	اپنے نفس پر حکومت کرنا آدمی کو بڑے درجہ پر پہونچاتا ہے۔ اور اسکی خواہش تاریک گڑھے مین ڈھکیل دیتی ہے۔
۳۲۸	وہ شخص جو مثل تیز چلتی ہوی گاڑی کے اپنے اُٹھتے ہوے غصہ کو روک سکتا ہے۔ اوسی کو ہم سوار کہہ سکتے ہین۔ اور باقی صرف لگام پکڑنے والے ہین۔
۳۲۹	شراب متوالا بنانے والی ہے اور جو اس سے دھوکا کھاتا ہے بیوقوف ہے۔ شراب کے خوبصورت رنگ کو مت دیکھو جب یہ پیالہ مین چمکتی ہے انجام کار مثل سانپ کے کاٹتی ہے۔
۳۳۰	خیرات دولت کے لئے نمک ہے۔ بغیر اسکے یہ خراب ہوجاتی ہے عظیم درخت۔ بڑے دریا۔ پھل دار پودے۔ اور نیک لوگ اپنے لئے پیدا نہین ہوے۔ بلکہ غیرون ہی کی بھلائی کے لئے۔
۳۳۱	اچھے کام کرو یقیناً آخر مین تم اسکا صلہ پاؤگے۔ جیسے آسمان مین اڑنے والے پرندون اور پانی مین تیرنے والی مچھلیون کا راستہ نہین پہچانا جاتا اوسی طرح نیک کام کرنیوالون کا

	راستہ نہین دیکھا جاتا۔
۳۳۲	خوشامد مثل تیز شراب کے ہے جلد انسان کے دماغ مین داخل ہو جاتی ہے اور پاگل بنا دیتی ہے۔
۳۳۳	جس شخص کو کبھی کوئی خطرہ پیش نہین آیا اوسکی ہمت و جرات کا کچہ پتہ نہین چل سکتا۔
۳۳۴	دنیا مین جب کبھی کوئی مصیبت وارد ہو تو سمجہ لینا چاہئے کہ تکلیف اور مصیبت بالکل ایسی قدرتی چیزین ہین جیسی کہ آندہی طوفان برف باری۔ یا ژالہ باری۔ یہ امید رکھنا کہ ہماری زندگی ایسی گذرے گی۔ اس مین کوئی مصیبت نازل نہ ہوگی۔ بالکل ایسا ہے جیسا کہ یہ امید رکہی جاوے کہ تمام سال یونہی گذر جاوے اور موسم سرمانہ آوے۔
۳۳۵	مبارک ہین وہ لوگ جو راست بازی کے بہوکے اور پیاسے ہین وہ آخرکار آسودہ ہوئگے۔
۳۳۶	جب عقل تمہارے دل و دماغ مین داخل ہوتی ہے۔ اوسیوقت تمہاری روح کو علم کا لطف حاصل ہوتا ہے۔
۳۳۷	عقل تمام جواہرات سے کہین بہتر اور افضل ہے۔ انسان جسقدر چیزون کی خواہش کرتا یا کر سکتا ہے اون مین سے کوئی چیز عقل کا مقابلہ نہین کر سکتی۔
۳۳۸	افلاطون کا قول ہے ہم مین سے ہر شخص کی حفاظت کے لئے خدا نے اپنا ایک ایک خاص محافظ فرشتہ مقرر کر دیا ہے جو نہ کبھی سوتا ہے اور نہ کسی کے بہلانے یا پھسلانے مین آتا ہے۔ خدا نے ہم مین سے

	ہر شخص کو حفاظت کی غرض سے اس فرشتہ کے حوالہ کر دیا ہے سمجھو تو سہی اس سے بہتر ہماری حفاظت کا اور کیا بندوبست خدا کرتا۔ پس جب تم اپنے کمرے کے تمام دروازے بند کر کے اوس مین اندھیرا کرلو تو بھی یہ نہ سمجھو کہ تم وہان تنہا ہو خود خداوند تعالے اور اوسکا مقرر کیا ہوا تمہارا محافظ فرشتہ وہان ہوتا ہے۔ اسلئے تم تنہا نہین ہوتے۔ تم سمجھ سکتے ہو کہ یہ دیکھنے کے لئے کہ تم کیا کر رہے ہو۔ خدا اور اوسکے فرشتونکو روشنی کی کیا ضرورت۔ ہمکو تنہائی مین وہی کام کرنا چاہئے۔ جو تم لوگون مین علانیہ کرنے سے نہ ڈرو۔
۳۳۹	شراب انسان کی زندگی کے درخت کی جڑون کو جلا دینے والا آتشین پانی ہے۔
۳۴۰	دو چیزین انسان کی حیات کی دشمن ہین۔ عیاشی اور بادہ نوشی۔
۳۴۱	دو کام بہت جلد انسان کو بیمار بنا دیتے ہین۔ سورج نکلنے کے بعد بھی سوتے رہنا۔ اور راتون مین بہت دیر تک جاگنا۔
۳۴۲	پیاس کی شدت مین پانی بہت آہستہ اور سنبھل کر پیو۔
۳۴۳	جب اقبال آتا ہے تو خواہشین عقل کی تابع ہو جاتی ہین۔ اور جب ادبار آتا ہے تو عقل خواہشونکی مطیع ہو جاتی ہے۔
۳۴۴	شریف کے حملہ سے بچو جب وہ بہوکا ہو۔ اور کمینہ کے حملہ سے بچو جب وہ آسودہ ہو۔
۳۴۵	جس نے اپنے نفس کو قابو مین نہ رکھا۔ وہ بہت سے لوگون کو قابو مین کیا رکھے گا۔

۳۴۶	ارسطو نے سکندر کو لکھہ بہیجا تہا کہ مین تم کو بتاتا ہون کہ دنیا بُری ہے یہ جو کچہ دیتی ہے لے لیتی ہے جو پہناتی ہے اُتروا لیتی ہے۔ اشراف کی جگہ اجلاف کو اور کامیون کی جگہ نکمون کو سردار بناتی ہے ہر بات مین ہر ایک کے بدلے اوسکو دوسرا مل جاتا ہے۔ اور ہر بات مین ہر ایک بدل سے وہ راضی ہوجاتی ہے۔ ہر بہادر جنگ آزما کے گہر مین دوسرے سورما کو آباد کرتی اور ہر ایک قوم کی کوشش کا پہل دوسری قوم کو کہلاتی ہے۔ جسکو اپنی شیرینی سے شربت کا جام گلگون پلاتی ہے۔ اوسکو تلخی انجام سے سرنگون کرکے تلخ کام کردیتی ہے۔
۳۴۷	اوس شخص کی زندگی دنیا مین مبارک ہے۔ جو دوسرونکی بہتری مین کٹے۔ اور دشمن کے ساتہہ بہی نیک برتاؤ روا رکہے جہانتک ہوسکے اپنی نیک عادت کو ہاتہہ سے نہ دے۔ اور بُرے خیالات کو دور کرے کہ جن سے پبلک کو امن نصیب ہو۔
۳۴۸	خدا کو سب سے بڑہکر وہ شخص محبوب ہے جو اوسکے عیال کیساتھہ بہلائی کرے۔
۳۴۹	کہانا کہلاؤ اوس قانع (مصیبت زدہ) کو جو دوسرونکے پاس اپنی حاجت نہ لیجائے۔
۳۵۰	خدا اوس شخص پر رحم نہین کرتا جو لوگون پر رحم نہ کرے۔
۳۵۱	رحم کرو زمین کے رہنے والون پر تاکہ آسمان کا رہنے والا تم پر رحم کرے۔
۳۵۲	مومن وہ شخص نہین ہے جو خود پیٹ بہرے اور اوس کا

	پڑوسی ہو کار ہے۔
۳۵۴	خواہ انسان ہو یا حیوان سب کے کھلانے پلانے مین اجر ہے۔
۳۵۵	سقراط سے کسی نے کہا کہ تم بھی کتنے محتاج ہو۔ سقراط نے جواب دیا کہ اگر تم محتاجی سے واقف ہوتے تو تم کو اپنے درد سے سقراط کی ہمدردی کی فرصت نہ ملتی۔
۳۵۶	ایک عورت نے سقراط سے کہا کہ تم کیسے بدشکل ہو سقراط نے جواب دیا کہ اگر تو زنگ خوردہ آئینہ نہ ہوتی تو مجھے تیری صورت بُری نہ نظر آتی۔
۳۵۷	سقراط سے کسی نے پوچھا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ مین تجہ مین غم کا کوئی اثر نہین دیکھتا۔ جواب دیا کہ مین دنیا کی کسی ایسی چیز کا مالک ہی نہین ہون جسکے چلے جانے سے مجھے غم ہو۔
۳۵۸	خدا کے نام پر دینے سے مال مین کمی نہین ہوتی۔ اگرچہ ظاہر مین تمہاری سمجہ مین نقصان معلوم ہوتا ہے۔
۳۵۹	عقل اور غضب کبھی ایک وقت ایک جسم مین جمع نہین ہوتے جب انسان کے اچھے دماغ مین غضب رغصہ دخل پاتے ہین آنکھون مین اندہیرا آجاتا ہے عقل کا نام و نشان نہین رہتا۔ اور نالایق حرکتین انسان سے ہونے لگتی ہین۔
۳۶۰	صلح کے ذریعہ سے انسان ایسے مقام پر پہونچ سکتا ہے کہ ظلم اور سختی سے نہین پہونچ سکتا۔
۳۶۱	دشمن قوی زور آور کے دفع کرنے کے لئے اگر طاقت اور موقع نہ ہو تو برملا مخالفت نادانی ہے۔

۳۶۲	انسان حال کے زمانہ کی قدر نہین جانتا۔ ہمیشہ شاکی رہتا ہے ماضی کو اچھا کہتا ہے۔ مگر جب حال گذر جاتا ہے اور استقبال آتا ہے۔ پہلے زمانہ کی خوبی اور نئے کی بدی کا امتحان اوسکو ہوجاتا ہے۔ پس طالبان وقت کو چاہیئے کہ ماضی کو گیا گذرا جانین حال حالت کو غنیمت سمجھا نین۔ استقبال کا خیال جسکا دریافت کرنا محال ہے دل سے دور کردین۔
۳۶۳	بلند ہمت وہ انسان ہے کہ اپنی حاجت کے لئے کسی ہمجنس کے دروازہ پر نہ جائے۔ اپنے خالق کا سایل رہے۔
۳۶۴	فاسق کے ساتھ مہربانی سے پیش آنا اور اوسکو کچھ دینا فائدہ پہونچانا اوسکے ساتھ بدی کرنا ہے۔ کیونکہ جسقدر وہ آسودگی پائیگا ترقی مین آئے گا۔ اپنے آپکو بدنا دے گا۔
۳۶۵	عابد بے معرفت اور زاہد بے علم دونون تیلی کے بیل ہین تمام روز سفر کرتے ہین۔ رات کو اپنے آپ کو اوسی مقام پہ پاتے ہین جہان تھے۔
۳۶۶	زبان خدا کے اسرار کا خزانہ ہے تم اس پر قفل خاموشی کا لگاؤ۔ چورون کے حملون سے جو تمارے دلکے گھر مین چھپے بیٹھے ہین اوسکو بچاؤ۔ ورنہ اپنا مال لٹا کر پچتاؤ گے۔
۳۶۷	مظلوم کی بد دعا سے ڈرو کیونکہ اوسکی بد دعا خدا کی جناب مین جلد مستجاب ہوتی ہے۔
۳۶۸	دنیا مین ہر ایک چیز فنا ہونے والی ہے۔ مگر اعمال کہ فنا نہین ہوتے۔ اور انسان اوسکی سزا و جزا پانے والا ہے۔

۳۶۹	عورتون کے ساتھ زیادہ اختلاط سے بڑی خرابی پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ خالق نے انکو ناقص پیدا کیا ہے۔ عقل اور دین بھی ناقص دیا ہے۔ کامل کو چاہئے کہ ضرورت سے زیادہ اون سے محبت نہ رکھے۔ کیونکہ خدا کی محبت انکی محبت کیساتھ ایک جسم مین جمع نہین ہوسکتی۔
۳۷۰	نادان کم عقل کے ساتھ محبت نہ کرو ورنہ تم بھی نادان بنجاؤگے یا بیوقوف کہلاؤگے۔
۳۷۱	بیمارون کو دیکھکر اپنی صحت کا شکریہ ادا کرو۔
۳۷۲	انسان دنیا مین ہر روز رات کو مرتا اور دن کو جیتا ہے۔ پس ایسے گھر مین جس مین آدھی زندگی اور آدھی مرگ ہے قیام کی امید رکھنا صرف نادانی اور محض جہالت ہے۔
۳۷۳	عقلمند وہ انسان ہے جو لوگون کے علم سے اپنا علم بڑہائے اور ونکی تعلیم سے تعلیم پائے غیر کو گنہگار اور مصیبت مین گرفتار دیکھکر خود گنہ سے بچے۔
۳۷۴	تونگر وہ نہین ہے کہ بہت سا مال اور بیشمار دولت رکھتا ہو بلکہ اصل دولتمند وہ ہے۔ جسکی سخاوت کے نقد سے محتاجون اور ناداردن کے جیب پر ہون۔ لوگون کی حاجت براری کو وہ اپنی حاجت روائی سے مقدم سمجھے۔
۳۷۵	خوف کرنا نصف عمل ہے۔ مآل اندیشی نصف عقل ہے۔ میانہ روی و اعتدال نصف سخاوت ہے۔
۳۷۶	دوست کیسا ہی دوست ہو۔ بے مہری و جفاکاری و تندخوئی سے

دشمن بنجاتا ہے۔

۳۷۷ عقلا کی مجلس مین بے پوچھے بات کہنا یا کسی بات مین خود بخود دخل دینا نادانی ہے۔ بلکہ جبتک اہل مجلس بولنے کی اجازت ندین چپ رہنا عین مصلحت ہے۔

۳۷۸ بھاری پتھر اُٹھانا اور دور لیجانا سہل تر ہے۔ مگر بے علم کو سکھلانا جاہل کو اوسکے جہل پر واقف کرانا امر محال ہے۔

۳۷۹ دل کی سلامتی نیک صحبت پر منحصر ہے۔ جسم کی راحت تجرید مین روح کو تسلی عبادت مین۔

۳۸۰ صابر اوسکو کہتے ہین کہ جو صبر کرے۔ مصیبت کا بار اُٹھائے سختی کے وقت بیقرار نہ ہو جائے۔ منہ سے نہ بولے۔ رضا پر راضی قضا پر شاکر رہے۔ شکایت کسی کی نہ کرے۔ خیر و شر کا ظہور خدا کی طرف سے سمجھے۔

۳۸۱ شریف جب دولت پاتا ہے تو نرمی مین آتا ہے۔ رذیل متکبر ہو جاتا ہے۔ اپنے آپ مین پھولا نہین سماتا۔

۳۸۲ رنج و مصیبت دو قسم پر ہین۔ ایک یہ کہ حاصل شدہ چیز ہاتھ سے جاتی رہے۔ یا تلف ہو جائے۔ مثلاً مال جاتا رہے۔ اولاد مر جائے انسان کو اوس کا رنج ہو۔ دوسرا یہ کہ کسی چیز کے حاصل ہونیکے لئے آدمی کا دل چاہتا ہے اور وہ دستیاب نہین ہوتی۔ مثلاً بے مال کو مال نہین ملتا۔ بیمار صحت نہین پاتا۔ بے اولاد کے اولاد نہین ہوتی۔ پس انسان کو چاہئے کہ ان دونون حالتون مین صابر رہے۔ اور سمجھے کہ میرا خالق میرے کام کی مصلحت مجھسے

	بہتر جانتا ہے۔ میرے نیک و بد کو پہچانتا ہے اسکے نہ حاصل ہونے مین عین حکمت ہوگی۔ جس سے مین بیخبر و لاعلم ہون۔
۳۸۳	احمق ہر چند خوبصورت صاحب حسن و جمال اور تلوار جوہر دار ہو دونون پر اعتماد اور بھروسہ نہ چاہئے۔ کیونکہ انکا اصل جوہر اور جبلی مادہ زخم لگانا اور اذیت پہونچانا ہے۔
۳۸۴	تین شخص اپنے اپنے موقع پر پہچانے جاتے ہین حلیم غضب کے وقت۔ شجاع مقابلہ کے وقت۔ بھائی اور دوست حاجت کے وقت
۳۸۵	حق کی ذات و صفات مین دخل نہین ہے۔ کیونکہ وہ ایک ہے اور ایک کی وحدت مین دوئی نہین سماتی۔
۳۸۶	ہر ایک شخص اور ہر ایک چیز عقل کی محتاج ہے عقل کے بغیر اوسکی کارروائی نہین ہوتی۔ مگر رزق انسان کا مقسوم ہے عقل کے ساتھ متعلق نہین رکھتا۔ اور نہ بڑہتا گھٹتا ہے۔
۳۸۷	بے وقت ہنسنا بھی ایک قسم کا رونا ہے۔ مجلس مین بیموقع بولنا ذلیل ہونا ہے۔
۳۸۸	پہلے اپنے نفس کو سمجھاؤ راہ راست پر لاؤ جب یہ ہدایت پائیگا اورون کے سمجھانے کے لایق ہو جائیگا۔
۳۸۹	طبیب وہ ہے جس کا مزاج اعتدال پر ہو اپنی ذات کیلئے غیر کے معالجہ کی حاجت نہ رکھے۔
۳۹۰	حیوان اپنی بے زبانی کے سبب سے تکلیف پاتے اور رنج اٹھاتے ہین مگر انسان کہ اسکا بولنا اسکی خرابی کا باعث ہے۔
۳۹۱	عقلمند اپنے دل کو سنوارتا ہے اور روح کو زینت دیتا ہے۔

جیسے جاہل کہ اپنے جسم کو پالتا ہے۔ گوشت کو فربہ کرتا ہے۔

۳۹۲ آنکھون کا بنانے والا تمہارے دل کو دیکھتا ہے۔ کان بنانیوالا تمہاری بات کو سنتا ہے۔ عقل کا پیدا کرنے والا تمہارے دل کے ارادے اور اندرونی مطالب کو سمجھتا ہے۔

۳۹۳ شہوت کا بندہ نفس کا تابعدار خدا کے حضور مین ذلیل و خوار ہے بلکہ تمام خدائی اس سے بیزار ہے۔

۳۹۴ اپنے عیب کے ظاہر کرنے والے سے ڈر کیونکہ جب وہ اپنی پردہ دری کرتا ہے غیر کی بے عزتی سے کب ڈرتا ہے۔

۳۹۵ جو شخص تیرے روبرو کسیکا عیب زبان پر لائیگا تیرا عیب بھی اور کسی کے پاس پہونچائیگا۔

۳۹۶ خدا کے روبرو تمہارے اچھے کام کام آئینگے۔ خوشروئی و خوش لباسی پر لحاظ نہ ہوگا۔

۳۹۷ کامل انسان اوسکو کہتے ہین جسکا دل و زبان قول و فعل صورت و سیرت ایک ہو۔

۳۹۸ چار چیزون کا زبان پر لانا لوگون کے کان تک پہونچانا منع ہے اول فاقہ و افلاس کہ اسکے اظہار سے اپنی رسوائی اور دشمنون کی خوشی ہے۔ اور سننے والا بھی کہنے والے کو کچھ دے نہین سکتا دوسرے غم و اندوہ جسکی چارہ سازی کوئی انسان نکر سکتا ہو تیسرے اپنا عیب کہ اوسکا اظہار موجب شرمساری ہے۔ چوتھے گذرے ہوے وقت کا بار بار ذکر۔ چاہے وہ کسی حال عسر یا یسر مین گذر چکا ہو۔

۳۹۹	بہت خاموشی سستی لاتی ہے۔ بہت گفتگو دیوانہ بناتی ہے بہت سی لجاجت سے عزت جاتی ہے۔ ان تینون کامون مین بہر حال اعتدال مطلوب ہے۔
۴۰۰	دنیا مین تین قسم کے انسان ہین ایک نیک جنہون نے نیکی کو پہچانا۔ نیکون کے رتبے کو جانا دوسرے جنہون نے بدی کو اچھا سمجھا۔ نیکون کے چال وچلن کو نہ لیا۔ تیسرے غافل جو نیکی اور بدی دونون کو نہین پہچانتے غفلت کے مارے کسی کی نہین مانتے۔
۴۰۱	ہر ایک شخص کو اپنے سے زیادہ عقلمند جانو اور خود کو نادان سمجھو مشورت کے وقت دانا اور نادان سب کی تقریر سنو اقوال کو عقل کی میزان مین تولکر عمل کرو۔
۴۰۲	بدون کے ساتھ نیکی کرنا بدکام مین اونکو یاری دینا نیکون کے ساتھ بدی کرنا ہے۔
۴۰۳	عمر کے جنس کی تجارت مین سراپا نقصان ہے۔ بخلاف اور اجناس کے کہ اون مین فائدے ہین۔ مگر یہ جنس ایسی ناکارہ جنس ہے کہ دم بدم ساعت بساعت دن بدن کم ہوتی جاتی ہے
۴۰۴	سخن جبتک متکلم نہین کہتا اوس کا مالک رہتا ہے جب کہہ دیتا ہے مملوک بنجاتا ہے۔
۴۰۵	چپ رہنے والا اگرچہ نادان ہو مگر اوسکے نہ بولنے کے سبب سے لوگ اوسکی نادانی پر وقوف نہین پاتے جب بولا ثابت ہوگیا کہ وہ احمق عقل سے خالی صورت کا آدمی ہے۔

۴۰۶	انسان مین بڑا جوہر انسانیت ہے جب یہ نہو تو اور حیوان اس سے بہتر اور یہ سب سے کہتر ہے اور انسانیت صرف خدا کا بندہ کہلانا حکم کا مطیع ہوجانا ہے۔
۴۰۷	انسان کا کمال اوسکے مزاج کا اعتدال ہے یعنے ایسا میٹھا نہو کہ لوگ اوسکو کہا جائین اور نہ ایسا تلخ کہ لوگون کے منہ سے گر جائے اور ہمجنسون مین سے کوئی اسکی صورت نہ دیکھے۔
۴۰۸	کم بولنا بیل کا کام اور چلّانا عادت کتّے کی۔ انسان وہ ہے کہ ان دونون حالتون مین اعتدال رکھے۔
۴۰۹	تمام خزانون سے بڑا خزانہ ہنر ہے۔ اور کل عزتون سے بڑی عزت عقلمندی اور تمام دشمنون سے بڑا دشمن بدخوئی۔
۴۱۰	دنیا مین دو شخص نیکنام ہین ایک عالم حق گو دوسرا جاہل حق شنو۔
۴۱۱	دنیا کو انسان اگر اپنے اختیار سے نہ چھوڑے گا ایک روز بزور دستی اوس سے چھوڑائی جائیگی اور بیچارہ انسان اسکو بے اختیاری کی حالت مین چھوڑکر اور حسرت و افسوس دلمین لیکر چلدیگا۔
۴۱۲	دنیا بعض کے لئے ہلاک ہونے کا مقام ہے اور بعض کیواسطے موجب حیات کا یعنے جو دنیا کا طلبگار ہوا ذلیل و خوار ہوا مفت مارا گیا اور جس نے اوسکو چھوڑا ابدی زندگی پائی۔
۴۱۳	ماں باپ کے ساتھ ایسی خوبی کے ساتھ پیش آؤ جیسے کہ تم اپنی اولاد سے خوبی کے امیدوار ہو۔
۴۱۴	دنیا کے طالب کو ایسی کشتی سوار کے ساتھ تشبیہ دینی چاہئے جسکی کشتی گرداب مین پڑی ہوی ہو کیونکہ اگر غرق نہو تو بھی کنارہ

پہونچنے تک اوسکے اوقات نہایت خطرناک کیساتھ کٹین گے۔

۴۱۵ نیکوکار کے مرنے سے خاص اوسکی ذات کا آرام ہے اور بدکار کے مرنے سے تمام زمانہ آرام پاتا ہے۔

۴۱۶ خالق کا دوست سب کا دوست ہے اوسکا نافرمان تمام زمانہ کا دشمن و بدخواہ۔

۴۱۷ جس چیز کی ماہیت دریافت کرنے مین عقل کا دخل نہو اوسمین بولنا جہل ہے اور مناظرہ ناروا۔

۴۱۸ عاقل کو چاہئے کہ جاہلون کے ساتھ ایسی نرمی اور خوبی کیساتھ تقریر کرے جس سے وہ مطلب سمجھ جائے ہر طرح سے تسلی پائے جیسے طبیب معالجہ سے پہلے اپنی خوشگوئی سے بیمار کو شفا کا امیدوار کردیتا ہے۔

۴۱۹ دنیا کے طالب کو پہلے مال کمانے اور اوسکے بہم پہونچانے کا غم ہوتا ہے۔ پھر اوسکی حفاظت اور پاسبانی کا پھر آخری وقت اوسکے چھوڑ جانے کا۔

۴۲۰ قناعت اوسکو کہتے ہین کہ انسان تنہائی کو دوست رکھے اپنے جسم کو خادم و مصاحب سمجھے جو تیون کا گھوڑا بنائے عریانی کی پوشاک پہنے۔ زمین کو خوابگاہ جانے بورے کو فرش پہچانے چاند سورج سے روشنی لے چراغ اور شمع کے غم مین نہ جلے عبادت سے اُنس رکھے علم پڑھنے کا کسب کرے روزی کا غم نہ کھائے معاش کا الم دل سے اُٹھائے پس قانع جب ایسا ہوجائے گدائی کے جامہ مین شہنشاہی کا

آرام پائے۔

۴۲۱ انسان کو خالق نے دو کان اور دو آنکھین اور ایک زبان بخشی ہے یعنے دیکھے اور سنے بہت اور تھوڑا بولے۔

۴۲۲ انسان کی خوبی و حسن و جمال کے ساتھ اگر خوش خلقی کا ضمیمہ بھی ہو تو سمجھنا چاہئے کہ یہ آدمی بظاہر و باطن حسین و جمیل ہے ورنہ جسم بے جان اور تن ناتوان ہے۔

۴۲۳ بدصورت آدمی کو چاہئے کہ اپنی شکل خوش خلقی کے پردے مین چھپائے۔

۴۲۴ گیارہ چیزون سے انسان کو گیارہ چیزین حاصل ہوتی ہین اول خاموشی سے ہیبت و رعب۔ دوسرے عدالت سے بزرگی۔ تیسرے انصاف سے نیکنامی۔ چوتھے احسان سے قدر و منزلت پانچوین تواضع سے عزت۔ چھٹے خوش خلقی سے صفائی میل چھٹوین قناعت سے بیغمی۔ آٹھوین صبر سے راحت۔ نوین تحمل سے کم آزاری دسوین سخاوت سے سعادت۔ گیارہوین عبادت سے جنت پس جو انسان یہ گیارہ مراتب پائیگا پورا انسان کہلائے گا۔

۴۲۵ غصہ کی آگ پہلے اپنے قائل کے جسم مین بھڑک کر اوسکی عقل کو جلاتی ہے۔ پھر اوس سے ایک شعلہ لپک کر مغلوب پر جا گرتا ہے اور سخت صدمہ اوسکو پہونچاتا ہے۔ بعض اوقات جو وہ شعلہ فریق ثانی کو غالب و زبردست دیکھتا ہے تو اوس پر موثر نہین ہوتا اور عود کر کے پھر اپنے فاعل کیطرف ہی آتا ہے اور وہ اوسکی دو چندان جلن سے خاکستر ہو کر رہجاتا ہے۔

۴۲۶	دولتمند کے پاس فاضل کو جانا عیب ہے کیونکہ جب وہ دولت کے غرور سے فاضل کے پاس نہین آتا تو فاضل کو بھی چاہئے کہ اپنے علم و فضل کو بیقدر نکرے۔ دنیا کی حاجت لیکر اوسکے پاس نجائے فضیلت و علمیت کو بٹہ نہ لگائے۔ بلکہ جسقدر ممکن ہو ان سے الگ رہے۔
۴۲۷	جاہل بے انصاف اوسکو کہتے ہین کہ خطا خود کرے اور الزام اوس کا اورون پر دہرے۔
۴۲۸	بدخلقی تیرے اعمال کو بھی بد کر دیتی ہے جسطرح صبر کے ملانے سے شہد کا ذائقہ تلخ ہو جاتا ہے۔ اور انسانکی طبیعت اوسکے کہانے سے نفرت کرتی ہے۔
۴۲۹	تین شخصون کا مرنا زندگی سے بہتر ہے اول مالدار جو محتاج ہو جائے دوسرے وہ عزیز جو ذلت و خرابی مین آئے۔ عزت کا زمانہ اوس کا گذر جائے۔ تیسرے وہ عاقل جس پر جاہل تسلط پائے اور اوسکی اچھی بات جو جاہل کی سمجھ مین نہ آئے۔
۴۳۰	دشمن تین قسم کا ہوتا ہے اول اپنا دشمن دوسرے دوست کا دشمن۔ تیسرے دشمن کا دوست ایسے ہی دوست بھی تین قسم کے شمار مین آئے ہین۔ اول اپنا خاص دوست دوسرے اپنے دوست کا دوست۔ تیسرے اپنے دشمن کا دشمن انسانکو چاہئے کہ ان تینون اقسام کے لوگونسے غافل نہ ہے۔
۴۳۱	کریم حقیقت مین وہ ہے جو بے مانگے دیوے۔ کیونکہ سوال کے بعد دیا گیا تو وہ سوال کا بدلہ ہو گیا۔

۴۳۲	
۴۳۳	
	جو
	قا
	اور
	عزت
۴۳۴	دور
	ہے ہر
	پھر کہاں
	کیا چیز ہے
	تک پہونچا۔
۴۳۵	حکیم کو چاہئے
	نکرے جس سے
	لوگ اوسکی متابعت
	کینے مین بخیل نہ ہو۔ تیسرے
	اور زنجیدہ ہو جانے پر
	خالی سمجھے۔
۴۳۶	خالق کے بغیر غیر کی محبت نہ چاہئے
	وہ محبت خدا کی محبت پر غالب نہ ہو جو
۴۳۷	جاہل کے ساتھ کلام کرنے اور اوسکے سمجھ

ں اگر
یوقوف

ی دریا سے
جی مصفا
طرف ہو تو
ا کر سکتے اور

مداق اگر کسی
وہ ناراض ہو جائیگا
ی عمر کے ساتھ

*

ں دریا مین بہتا ہوا چلا
بہانا دور سے چاہیئے
غرق ہو جانے کا اندیشہ ہے
سے نہ نکلے اور سمجھانے والا
یرت ہو جائے۔
چے کام مین صرف ہو۔ اچھی قوت وہ ہے کہ
جائے۔ اچھی بات وہ جسکے سننے سے کسیکا
ہا کام وہ جس سے دین یا دنیا کا فائدہ ہے۔
۔ ڈرنے والے سے سب خلقت ڈرتی ہے اور جو

خدا سے نہین ڈرتا اوس سے کوئی خوف نہین کرتا۔

۴۴۳ علم روح کو غنی کرتا ہے اور دولت و مال جسم کو۔ پس جس نے علم نہین پایا اوس نے روح کو مفلس چھوڑا۔

۴۴۴ دس آدمیون سے دوستی کرنا ضرور ہے اول اوستاد جس سے دین کا راستہ پایا ہو۔ علم کا فائدہ اٹھایا ہو۔ دوسرے عالم و فاضل جس سے دائمی فائدون کے حاصل کرنے کی امید ہے تیسرے شاعر سخنگو مصنف و مولف جسکی محبت نام آوری کا باعث ہے چوتھے جانی دوست جو بظاہر و باطن خیر خواہ ہو پانچوین عورت و اولاد جنکے ساتھ دن رات صحبت رہتی ہے۔ چھٹے ملاح جو وقت ہو وقت دریا سے اوتارے۔ ساتوین حاکم وقت جسکی دوستی مین ایک طرح کا فخر اور عزت کا بچاؤ ہے۔ آٹھوین طبیب جو بیماری کا معالجہ کرے۔ اور وقت پر کام آئے۔ نوین باورچی جو لذیذ کھانے پکا کر کھلاوے۔ دسوین ہمسایہ جو ہر حال و ہر صورت و ہر وقت شریک رنج و راحت ہو۔

۴۴۵ جسطرح تیر پتھر پر لگ کر چلانے والے کیطرف واپس جاتا ہے پتھر مین گھسنے نہین پاتا۔ اسیطرح بدگو کی بدگوئی نیک آدمی پر اثر نہین کرتی کہنے والے کی طرف عود کر جاتی ہے۔

۴۴۶ گیارہ چیزون کو ہرگز قیام نہین ہوتا اول مطلبی دوست کی دوستی کو۔ دوسرے عورت کی محبت کو۔ تیسرے نادان کی الفت کو چوتھے انسان کی حسن و جوانی کو۔ پانچوین مال و دولت کو۔ چھٹے حاکم کی مہربانی کو۔ ساتوین دیوانہ کی بات کو۔ آٹھوین کمظرف کی

عطایات کو۔ نوین آدمی کی عمر کو۔ دسوین جاہل کی ارادت و اعتقاد کو۔ گیارہوین فاضل کے غضب و غصہ کو۔

۴۴۷ چھ چیزین چھ چیزون کے بغیر کام نہین آتین اول علم بے سلامتی دوسرے صدقہ بے نیت۔ تیسرے زندگانی بے صحت چوتھے دوست بے تجربہ۔ پانچوین مال بیخبر چھٹے قول بے فعل۔

۴۴۸ انسان کو دنیا کے ملنے سے نخوت۔ بدونکی صحبت سے ندامت عورتون کی محبت سے ذلت۔ بادشاہون کے قرب سے آفت۔ پرخوری سے بیماری۔ فضولخرچی سے زیرباری حاصل ہوتی ہے۔

۴۴۹ نو شخصون کی بات پر اعتبار کرنا جہل ہے۔ اول دشمن دوسرے قیدی۔ تیسرے بقال۔ چوتھے قمارباز۔ پانچوین چور۔ چھٹے دروغگو۔ ساتوین بیمار۔ آٹھوین قرضدار۔ نوین زانی۔

۴۵۰ تین چیزین تین شخصون کو عزیز ہین۔ مفلس کو مال غنی کو جمال طالب علم کو کمال۔

۴۵۱ فسادانگیز انسان اگرچہ اپنی فسادانگیزی سے پہلے دو دوستون مین عداوت و فساد برپا کردیتا ہے۔ مگر جب پھر اون مین صفائی ہوجاتی ہے تو وہ مفسد پھر منہ دکھانے کے لایق نہین رہتا۔

۴۵۲ گم ہوی چیز دو بات سے خالی نہین یا تو پھر ملسکتی ہے یا نہین ملسکتی۔ پس اگر ملسکتی ہے تو اوس کا غم کرنا لاحاصل ہے۔ اگر نہین ملسکتی ہے تو بھی کیا ضرور ہے کہ غیر ممکن الوجود کا غم کرین۔

۴۵۳ بادشاہ کو بارہ شخصون سے پرہیز کرنا لازم ہے۔ اول مسخرہ دوسرے بیباک۔ تیسرے منافق۔ چوتھے ایسا شخص جو پہلے رتبہ پاکر معزول ہوچکا ہو۔ پانچوین مطرب۔ چھٹے فاحشہ۔ ساتوین وہ جو کبھی بے قصور سزا پاچکا ہو۔ آٹھوین وہ جس نے خدمت نمایان کرکے انعام نہ پایا ہو نوین وہ جو پہلے دشمن رہ چکا ہو اور اب دوستی کا لباس پہنا ہو۔ دسوین وہ جسکے دشمن بادشاہ کے دوست ہون یا اوسکے دوستون کی بادشاہ سے دشمنی ہو۔ گیارہوین وہ جسکا پہلے امتحان بیوفائی کا ہوچکا ہو۔ بارہوین خائن جس کا شیوہ خیانت و نمک حرامی کا ہو۔

۴۵۴ حاکم کو نوکر رکھنے کے وقت پانچ امر کا لحاظ چاہئے اول نئے آدمی کو بے امتحان نوکر نہ رکھے دوسرے نوکر کرنے کے وقت اوس کے قیافہ کو دیکھ لے کہ کس حیثیت کا آدمی ہے تیسرے نوجوان ناآزمودہ کار کو بڑے کام مین دخل نہ دے چوتھے شریف اور نیک آدمی کو نوکر رکھے۔ کیونکہ رذیل سے ضرور خطا ہوتی ہے۔ کبھی وہ خطا سے نہین کرتا۔ اور شریف سے اگر کبھی سہو خطا بھی ہوجاتی ہے تو آئندہ کے لئے وہ متنبہ ہوجاتا ہے۔ پانچوین قدیمی نوکر کی توقیر ہو ترقی کے وقت اوسکے استحقاق پر لحاظ رہے۔ اور اگر کبھی اوس سے خطا بھی ہو جائے تو معاف کردے۔

۴۵۵ چار چیزین قوت باصرہ کو نقصان پہونچاتی ہین۔ اول نمکین طعام کے کھانے کا عادت پذیر ہونا۔ دوسرے گرم پانی کا سر پر ڈالنا یا اوسکے پینے کی عادت رکھنا۔ تیسرے آفتاب کیطرف دیکھنا

چوتھے دشمن کے نامبارک چہرے کو ہر وقت دیکھتے رہنا۔

۴۵۶ قوت باصرہ کی فائدہ بخش چار چیزین ہین اول دوستون کا دیدار جنکے ملنے کو دل چاہتا ہے۔ دوسرے خوبصورت انسان کا لقا جسکے دیکھنے سے روح کو فرحت حاصل ہو۔ تیسرے چاند کی طرف نظر کرنا چوتھے سبزہ وگلزار کا دیکھنا۔

۴۵۷ تین چیزون کا استعمال جسم کو لاغر کرتا ہے۔ اور ناتوان بناتا ہے اول ناشتا پانی پینا۔ دوسرے سخت زمین پر سونا۔ تیسرے بلند آوازی کے ساتھ بولنا۔

۴۵۸ انسان کو اپنے پانچ اعضا کا پانچ طرحسے معالجہ کرنا چاہئے اول سر کا علاج غرغرہ سے۔ دوسرے معدے کا علاج قے سے تیسرے تمام بدن کا علاج تنقیہ واسہال سے چوتھے جلد کا تصفیہ عرق سے۔ پانچوین عروق کی صفائی فصد سے۔

۴۵۹ بدن جبتک کہ رذیہ خلطون سے پاک وصاف نہو لطیف طعام اور عمدہ غذائین اوسکو فائدہ نہین دیتین۔ بلکہ نقصان پہونچاتی ہین

۴۶۰ انسان کا جسم چار چیزون کے استعمال سے نقصان پاتا ہے اول حمام مین دیر تک رہنا۔ دوم معدہ کے خلو کے وقت جماع کرنا سوم سوکھے ہوے گوشت کا کھانا۔ چوتھے قوت سے زیادہ محنت کرنا ناحق ریاضت کا بار اٹھانا۔

۴۶۱ چھہ چیزون سے انسان کے جسم مین بیماری پیدا ہوتی ہے اول غذا کی کثرت۔ دوم جماع کی کثرت۔ تیسرے شب بیداری چوتھے بندش بول۔ پانچوین بھوکھ اور اشتہا کے بغیر کھانا تناول کرنا

چھٹے ہر وقت غم و اندیشہ مین رہنا۔

۴۶۲ بیمار کے مرنے کی دس علامتین ہین۔ اول اوس کا ایک آنکھ سے دیکھنا دوسرے پیشانی کے چمڑے کا کھنچ جانا تیسرے نرمۂ گوش کا ہلنا چوتھے سینہ کا گرم ہونا۔ پانچوین پاؤن کا سرد ہونا چھٹے جسم پر سرد عرق کا ظاہر ہونا۔ ساتوین سانس کا زور کیساتھ آنا۔ آٹھوین چہرہ اور آنکھ کا گرد آلودہ نظر آنا۔ نوین بیمار کا بے قراری اور سخت اضطراب مین ہونا۔ دسوین آنکھون سے آنسوؤنکا جاری ہونا۔

۴۶۳ خالق نے ذی جان کے جسم مین تین روحین مخلوق کی ہین اول روح حیوانی دلمین۔ دوم روح طبعی جگر مین سوم روح انسانی دماغ مین۔

۴۶۴ پانی پینے مین تیرہ امر کا لحاظ واجب ہے۔ اول غذا کھا کر فی الفور پانی نہ پئے۔ دوم ناشتا پانی نہ پئے۔ سوم غذا کے درمیان پانی نہ پئے مگر اوسوقت کہ غذا کے بعد ایکساعت کامل گذر جائے۔ چہارم جماع کے بعد نہ پئے۔ پنجم حمام مین سرد پانی نہ پئے اور نہ حمام سے نکل کر پئے۔ چھٹے چلتے ہوے جب آکر بیٹھے اوسوقت پانی نہ پئے۔ ساتوین رات کیوقت نیند سے اُٹھکر نہ پئے۔ آٹھوین گرم پانی پینے کی کثرت نکرے۔ نوین ایسی نہر کا پانی جو درختونکے نیچے جاری ہو نہ پئے۔ دسوین شور و نمکین و تلخ پانی کے پینے سے پرہیز رکھے۔ گیارہوین چشمون اور کنوؤن اور جھیلون کے پانی پینے سے محترز رہے۔ بارہوین نہر اور کنوؤن کا پانی ملا کر نہ پئے

	تیرہوین ایسی نہر کا پانی جس مین سات شرطین پائی جائین پینا موجب صحت کا ہے۔ اول نہر جو پُر آب ہو۔ دوسرے پانی اوسکا لطیف وصاف ہو۔ وزن مین سُبک ہو۔ تیسرے پتھرون پر چلتی ہو۔ چوتھے بلندی سے پستی کو آتی ہو۔ پانچوین پانی اوس کا شیرین و لذیذ وعمدہ ہو۔ چھٹے دور سے وہ نہر آتی ہو۔ ساتوین جنوب سے شمال یا مغرب سے مشرق کو جاتی ہو۔
۴۶۵	بہت سے آرام اور کم حرمتی مین کاہلی اور سُستی پیدا ہوتی ہے رطوبت فضلے جسم مین جمع ہوجاتے ہین بہت سی محنت و ریاضت بھی انسان کو بیمار کردیتی ہے۔ بہت سی بے فکری عقل مین فتور ڈالتی ہے بہت سے اندیشے و فکر مالیخولیا پیدا کرتی ہین۔
۴۶۶	سعادتمند وہ لڑکا ہے جسکی آنکھ مین حیا ہو۔ طبیعت مین حلم باادب تقریر۔ اور شیرین کلام۔
۴۶۷	حیا اوسکو کہتے ہین کہ گناہ یا بیگناہی کی حالت مین انسان اپنے بزرگ یا حاکم سے خوف رکھے۔
۴۶۸	بیمار کی طبیعت کو مدعی بیماری کو مدعا علیہ طبیعت کو حاکم سمجھنا چاہئے معالجہ کے وقت اگر حاکم کی تجویز سے مدعی غالب آیا تو بیماری رفع ہوئی اور اگر بیماری غالب ہوگئی تو بیمار ہلاک ہوگیا۔
۴۶۹	نیک اور عقلمند آدمی کے ساتھ عداوت رکھنا بہتر ہے اس سے کہ بدخلق اور احمق کے ساتھ دوستی ہو۔
۴۷۰	علم ایسا درخت ہے جسکی بیخ انسان کے دل مین اور میوہ زبان پر ہے اور سایہ عالمگیر۔

۴۷۱	اچھا انسان وہ ہے جس کا قول و فعل دل و زبان و حال و قال و ظاہر و باطن و تحریر و تقریر ایک ہو۔
۴۷۲	دنیا مین چار قسم کے انسان ہین اول وہ جنکو دنیا حاصل ہو چکی ہے مگر ابھی اور چاہتے ہین۔ دوسرے وہ لوگ جو دنیا کو چاہتے ہین اور دنیا اون کے نزدیک نہین آتی۔ تیسرے قانع لوگ یعنے جسقدر اونکو ملتی ہے اوسی پر قناعت کرتے ہین۔ چوتھے مردان خدا جنکو دنیا ملتی ہے۔ مگر وہ نہین لیتے اوس سے دور بھاگتے ہین۔
۴۷۳	بد بات کا نہ کہنا نیک بات کے نہ کہنے سے بہتر ہے۔ سائل کو کچھ نہ دینا دیکر احسان رکھنے سے اچھا ہے۔
۴۷۴	چھ چیزین مملکت کو نقصان پہونچاتی ہے۔ اول قحط۔ دوسرے خزانہ کی کمی۔ تیسرے بادشاہ کی بیخبری و غفلت۔ چوتھے دشمنون کی کثرت۔ پانچوین دوستون و ہواخواہون کی قلت چھٹے رعایا کی ناراضی۔
۴۷۵	پانچ چیزین انسان اپنے لئے آپ حاصل کرتا ہے۔ اوّل علم دوسرے ادب و خوشخوئی۔ تیسرے شجاعت و دلاوری چوتھے بہشت و آسودگی و راحت۔ پانچوین دوزخ و مصیبت۔
۴۷۶	پانچ چیزین انسان مین طبعی ہین اول وفا۔ دوم مدارا۔ سوم تواضع۔ چہارم کرم۔ پنجم راستی۔
۴۷۷	پانچ چیزین انسان لین عادتی ہین اوّل چلنا۔ دوسرے کھانا تیسرے سونا بیٹھنا اوٹھنا۔ چوتھے جماع پانچوین بول و براز۔
۴۷۸	لفظ ملح کو اگر معکوس کرین تو ملح ہو جاتا ہے اور ملح نمک کو کہتے ہین

پس اس مین یہ نکتہ ہے کہ جس انسان کی طبیعت مین حلم نہین ہے وہ سراپا بے نمک ہے۔

۴۷۹ شجاعت دل کی قوت کا نام ہے۔ جسم کی فربہی اور بدن کی تازگی کو شجاعت نہین کہتے۔ جنگ کے وقت اگر دل کا حوصلہ قایم نرہے گا تو جسم کی فربہی اوسوقت کیا کام آئیگی۔

۴۸۰ جوان آدمی کو چاہئے کہ ہر ایک کام مین دلیر ہو مگر جب ضعیفونکے روبرو آئے سرنگون ہو جائے۔

۴۸۱ چار چیزین انسان کو بہت عزیز ہین اول صحت۔ دوم اولاد۔ سوم مال۔ چہارم مخلص دوست۔ مگر خدا کے ساتھ دوستی رکھنے والے انسان خدا کی محبت کو ہر ایک کی محبت سے مقدم سمجھتے ہین

۴۸۲ سوال کرنے والے کو کوئی دوست نہین رکھتا بلکہ اوسکے دوست بھی دشمن ہو جاتے ہین۔

۴۸۳ خدا کی عبادت مین دل کا حصہ فکر ہے۔ اور زبان کا حصہ ذکر اور سر کا حصہ سجود۔

۴۸۴ احمق آدمی دس علامات سے پہچانا جاتا ہے اول اپنے یا بیگانے کے نفع و نقصان کی اوسکو شناخت نہین ہوتی۔ دوسرے ہر کسی کے ساتھ بدمزاجی کرتا ہے۔ تیسرے آرام طلبی کاہلی مین پیشہ رہتا ہے۔ چوتھے علما کی صحبت سے اسکو نفرت ہوتی ہے پانچوین عبادت و اطاعت مین تن نہین دیتا۔ چھٹے وفاداری و راست گفتاری اوس مین نہین ہوتی۔ ساتوین خود تو کسیکے ساتھ

	مروت نہین کرتا مگر اور لوگون سے مروت کا امید وار رہتا ہے آٹھوین نیکی و بدی اوسکی نظر مین برابر نظر آتی ہے۔ نوین حقدار کی حق گزاری ہے۔ اوسکو عار ہوتی ہے۔ دسوین دخل سے زیادہ خرچ کرتا ہے۔ فضول خرچی کی عادت اوسکو ہوتی ہے سلامت روی سے بے بہرہ ہوتا ہے۔
۴۸۵	مآل اندیش انسان اپنے کام کے انجام کیطرف اوسکے آغاز مین ہی توجہ کرتا ہے۔ بے امتحان اپنا مال کسی کے پاس امانت نہین رکھتا زن و فرزند کو گستاخ نہین ہونے دیتا۔ اون کو اپنے دلی راز سے آگاہ نہین کرتا۔ ظاہر و باطن اوس کا ایک ہوتا ہے اپنی قوت سے زیادہ تر سخت کام مین دخل نہین دیتا آمدنی سے زیادہ خرچ نہین کرتا فضولی کا روادار نہین ہوتا۔
۴۸۶	عقلمند کی صحبت اور حکیم کی نصیحت اگرچہ تھوڑی ہو لیکن فوائد اوسکے بیشمار ہین۔
۴۸۷	دوست تین قسم کے ہوتے ہین ایک جانی دوسرے نانی تیسرے زبانی جانی وہ ہے جو جان سے پیار کرے۔ نانی وہ ہے جو صرف کہانے کا دوست ہو زبانی وہ ہے جو زبان سے محبت کا دعوے کرے مگر دل سے ایسا نہو۔
۴۸۸	انسان اپنی عمر مین کئی ایک طرح کی حالتون مین ماخوذ ہوتا ہے دس برس کی عمر تک بچہ نادان کہلاتا ہے بیس برس تک معلمون کے جور والدین کی جھڑکیون کا صدمہ اٹھاتا ہے۔ تیس سال تک جوانی کے زور شہوت کے شور مین گذرانتا ہے کسی کی نہین

مانتا ہے۔ پھر تیس سے چالیس تک عیالدار طرح طرح کے
غم مین گرفتار رہتا ہے۔ چالیس کے بعد ضعیفی کی ابتدا جوانی کی
انتہا ہوتی ہے۔ اوسوقت جوانی کے جانے کا غم ضعیفی کے
آنے کا الم خضاب کی فکر رنگت بدلانے کا ذکر اسکی زبان پر
رہتا ہے۔ پچاس کے بعد ساٹھ اور ستر برس تک اولاد اسکی
حاکم اور یہ محکوم نہایت مغموم سخت بیقرار بے اعتبار جسم ناطاقت
محض بے ہمت ہوجاتا ہے عقل مین فتور ہوش مین قصور آجاتا ہے
خویش واقربا اوسکو نہین پہچانتے سب بیوقوف عقل سے خالی
جانتے ہین۔ پھر اگر اسی یا نوے برس کی عمر کو پہونچ گیا تو اُٹھنے
بیٹھنے چلنے پھرنے سے بھی رہا تار بستر یا نقش بوریا ہوا اوسوقت
یہ اپنی موت خدا سے مانگتا ہے اور چاہتا ہے کہ جلد مرجاؤن
دنیا کو منہ نہ دکھاؤن۔ پس جب انسان کی عمر کے زمانہ کا یہ حال
ہے تو زندگی وبال ہے۔ اسکو چاہیئے کہ دنیا کو نابود جانے
حضرت معبود کو قایم ودایم پہچانے اپنی عمر کی مدت خدا کی یاد
اور حق کے ذکر مین گذرانے۔

۸۹ مفلس کسی حالت مین لوگونکی بدگوئی سے رہائی نہین پاتا۔ بلکہ
اوسکو کوئی شمار مین نہین لاتا۔ یعنے اگر وہ اہل جرات صاحب حوصلہ
ہو تو اوسکو خام خیال دیوانہ خبطی کہتے ہین۔ اور اگر سخی ہو تو اوسکو
فضولخرچ اسراف پسند نام رکھتے ہین اور اگر متحمل وبردبار ہو تو
بے غیرت جورکش کہلاتا ہے اور اگر غصہ کرے تو جنگجو بدمزاج
خطاب پاتا ہے۔ اور اگر مجلس مین تقریر کرے تو بسیارگو نالایق

اس کا نام ہے۔ بیہودہ اس کا کلام ہے اور اگر جب بیٹھے تو نقش دیوار ہے۔ اور اگر کسی سے نہ ملے تو وحشی مزاج اور خوار ہے اور اگر خندہ پیشانی سے پیش آئے تو مسخرہ کہلائے اور اگر کچھ کہائے تو تن پروری اور بدنامی اٹھائے بندۂ شکم کہلائے اور اگر سفر کو جائے تو نامراد واپس آئے اور اگر گھر مین رہے تو فاقہ کی ذلت اٹھائے۔ الغرض مفلس و نادار آدمی لوگون کی زبان سے کسیطرح رہائی نہین پاتا ہے ہر طرح ملعون بنجاتا ہے۔

۴۹۰ جیسے جاہل کی صحبت سے بچنا ضرور ہے اوسی طرح اون کے افسانون اور قصون اور کتابون کا سننا اور دیکھنا منع ہے کہ اون کے سننے اور دیکھنے سے دلپر کدورت آتی ہے طبیعت گھبراتی ہے۔

۴۹۱ مسکرات کے استعمال اور اوسکے کھانے سے انسان کو بڑے بڑے نقصان حاصل ہین۔ اور اوسکے عادت پذیر ہونے مین عین ذلت وخرابی بلکہ دایمی بیماری کیونکہ اوسکے کھانے والے کی دماغی قوت مین ضعف آجاتا ہے سہو و نسیان پیدا ہوتا ہے سب اچھے اچھے کام جو بینائی و عقلمندی و ہوشیاری کے متعلق ہین اس سے ہو نہین سکتے برائے نام آدمی رہجاتا ہے۔

۴۹۲ انسان کے جسم مین شہوانی قوت خوک ہے اور غضب کتا عقل فرشتہ۔ پس جس پر شہوت غالب ہوئی وہ خوک ہوا اور جس پر غضب نے تسلط پایا وہ کتا بنا جس پر عقل حاکم ہوئی وہ فرشتہ ہوا۔

۴۹۳ جاہلون مین بدتر وہ انسان ہے کہ غصہ کے وقت وہ اپنے بیگانے کو

نہ پہچانے بلکہ زندہ و مردہ مین فرق نہ جانے کیونکہ بعض نادان لوگ
ایسے بھی ہوتے ہین کہ غضب مین آکر وہ بیجان چیزون پر بھی
وہ غضب و غصہ کرتے ہین یعنے قلم اچھا نہ بنے یا قفل نہ کھلے
تو گرمی و غضب مین آکر توڑ ڈالتے ہین۔ حیوانون اور وحشیونکو
مارنا شروع کر دیتے ہین۔

۴۹۴ علم کی تعلیم کے وقت اوستاد کو چاہئے کہ شاگرد کے بار بار
پوچھنے اور تکرار سے تنگ نہ آئے۔ اسی طرح شاگرد کو لازم
ہے کہ اوستاد سے مطلب دریافت کرنے کے وقت نہ ڈرے
اور نہ شرم کرے۔ ایک دفعہ خوب سمجھ لے بار بار اوستاد کو
تکلیف نہ دے۔

۴۹۵ خدا کی ذات رحیم ہے۔ قہر کو اس مین دخل نہین۔ اور جسقدر
قہر ہے وہ رحم کی تکمیل کیواسطے ہے اگر وہ نہو تو رحم کامل طور پر
تکمیل نہین پاتا جسطرح والدین بیٹے کی تربیت اور اوستاد
شاگرد کی تعلیم کے وقت اوس پر جور کرتا ہے اگر غور سے
دیکھا جائے تو وہ قہر سراپا رحم ہے۔ کیونکہ اگر والدین و اُستاد
لڑکے پر کسیقدر جور و قہر نہ کرین تو وہ لڑکا لیاقت کے درجہ تک
نہ پہونچے۔ پس اوس قہر کو قہر کہنا سراپا نادانی ہے۔ بلکہ عین
رحم کہا جائے تو بجا ہے۔ اور واضح ہے کہ ہر ایک انسان
اپنے کھانے پکانے کے لئے آگ گھر مین روشن کرتا ہے۔
نہ کہ گھر جلا دینے کے واسطے۔ اسی طرح خالق رحیم نے جسقدر
قہر اپنی ذات جامع الصفات مین رکھا ہے۔ انسان کی بہبود و

	سود کے لئے ہے۔
۴۹۶	خدا کا عتاب اور قہر انسان کی روح پاک کرنے کے لئے نہایت مفید ہے اور عین حکمت۔ کیونکہ میلے کپڑے کو جبتک دھوبی خم پر رہے اور تختہ پر نہ پچھاڑے میلا پن اوس کا نہین جاتا سفیدی پر نہین آتا۔ آخر جب وہ اتنے صدمے اٹھاتا ہے صاف ہوجاتا ہے۔ کوئی داغ باقی نہین رہتا۔
۴۹۷	دشمن کیطرف سے جبتک کہ دشمنی پہلے ظاہر نہ ہولے اپنی طرف سے اوس کا آغاز منع ہے۔
۴۹۸	انسان کے پیدا ہونے کے وقت کوئی اس کا دوست یا دشمن نہ تھا پس ثابت ہوگیا کہ یہ انسان اپنے نیک یا بد افعال کے ذریعہ سے اپنے ہمجنس بھائیون کو دوست یا دشمن بنالیتا ہے۔
۴۹۹	اس زمانے کے دوست برق ہین چمک کر فوراً چھپ جاتے ہین یا رعد ہین بولتے ہوے سنے جاتے ہین دیکھنے مین نہین آتے یا کرم شب تاب ہین جو کبھی چمکتے اور کبھی پوشیدہ ہین یا شمع ہین کہ ایک رات سے زیادہ اونکو قیام نہین وفا برائے نام نہین۔
۵۰۰	اپنے آپ سے بدصورت بدشکل یا مفلس یا بے ہنر آدمی کو دیکھکر فخر مت کرو اور اوسکو حقارت سے نہ دیکھو بلکہ شکر کرو کہ خالق نے تمکو اوس سے اچھا بنایا ہے اور کیا معلوم کہ وہ خدا کے نزدیک اچھا ہو۔
۵۰۱	علم کے تین حرف عین لام میم ہے جن سے طالب کو تین چیزین حاصل ہوتی ہین۔ عین سے عشق لام سے لیاقت میم سے محبت

اسی طرح عقل کے تین حرف ہین۔ عین قاف لام اور عاقل کو عقل کے ایک ایک حرف سے تین چیزین ملتی ہین اول عین سے عزت و عظمت و علو دوم قاف سے قیام و قوت و قبول سوم لام سے لحاظ و لیاقت و لطافت اور جسکو علم و عقل نہین وہ ان مراتب سے محروم ہے۔

۵۰۲ خدا اور بندہ کے درمیان چار دریا محیط ہین جب تک اون سے نہ اوترے گا خدا کو نہین پائے گا۔ پہلا دریا دنیا ہے کشتی اسکی ریاضت و زہد و تقوی و ترک ہے۔ دوسرا دریا مخلوق کی دوستی ہے کشتی اسکی انقطاع تعلق و تجرید و تفرید تیسرا دریا حرص و ہوا ہے کشتی اسکی صبر و توکل و قناعت و اطمینان۔ چوتھا دریا ریا ہے کشتی اسکی اخلاص ہے۔

۵۰۳ رضا و تسلیم کے یہ معنی ہین کہ اگر مالک بندہ کو دوزخ مین ڈالدے تو دم نہ مارے اور نہ پوچھے کہ کس گناہ کا عوض اور کس خطا کا بدلہ اور کس جرم کی سزا یہ مجکو ملتی ہے۔ اور اگر بہشت بخشدے تو زبان پر نہ لائے کہ کونسی خدمت کا یہ انعام و نتیجہ ہے۔

۵۰۴ سعادتمند انسان تین چیزین تین چیزون پر برتاتا ہے حکومت پر تواضع مال پر سخاوت عمر پر عبادت۔

۵۰۵ سانپ کو دشمن کے ہاتھ سے ہلاک کرانا عین مصلحت ہے یعنے اگر دشمن نے سانپ کو مارا تو سانپ مرا اوس کے اندیشہ سے رہائی ملی۔ اور اگر دشمن مارا گیا تو بھی آیندہ اوسکی دشمنی سے خلاصی پائی۔

۵۰۶	احمق کو اپنی تعریف خوش آتی ہے۔ جیسے خالی چمڑا پھونکنے سے فی الفور پھول جاتا ہے۔
۵۰۷	دو حریصوں کا آپس مین اتفاق نہین رہتا۔ جیسے کہ دو کتّے ایک مردار پر جمع ہو کر نہین کھاتے۔
۵۰۸	جواہر خاک مین پڑا ہوا بھی جواہر ہے۔ اور خاک اگر اڑ کر آسمان تک پہونچ جائے تو بھی خاک کی خاک ہے۔ اسیطرح شریف اگر نادار ہو جائیگا تو اوسکی شرافت مین فرق نہین آئے گا۔ اور اجلاف اگر دولت بھی پائے گا تو شریف نہین بنجائیگا۔ بلکہ زیادہ تر بیہودہ ہوجائیگا
۵۰۹	انسان کی عقل نفس امارہ کے پنجہ مین گرفتار ہے اسطرح جیسے کہ نیکمرد بدعورت کے نکاح مین۔
۵۱۰	ہر ایک انسان سے خطا کا سرزد ہونا بُرا ہے۔ خصوصًا علما سے تو بہت ہی زبون ہے۔ کیونکہ اندھے آدمی کا کنوئین مین گرجانا مضائقہ نہین۔ مگر بینا گر جائے تو سب اوسکو اندھا کہین گے۔
۵۱۱	تنگی و تنگدستی کی حالت مین کسی مفلس کا حال نہ پوچھو ورنہ اوسکی خبر گیری کرو۔
۵۱۲	دو باتین عقل کے برخلاف ہین ایک مقسوم سے زیادہ رزق پانا دوسرے اجل کے آنے سے اوّل مرنا۔
۵۱۳	لونگر جاہل اینٹ کا ٹکڑا سونے کے اندر مُڑھا ہوا ہے اور مفلس صاحب علم معشوق خاک آلودہ۔
۵۱۴	شاگرد بے ارادت عاشق بے زر ہے سالک بے معرفت مرغ بے پر عالم بے عمل۔ درخت بے بر زاہد بیعلم خانہ بے در

واعظ بے حال زنبور بے عسل مرد لامذہب زن بے شوہر۔

۵۱۵ فاضل اگر جاہل کی صحبت مین جائیگا۔ اوسکے جہل کی تاثیر اوس مین بھی ہو جائیگی۔ شاید اگر محفوظ بھی رہا تو جاہل کے بد افعالون کے اتہام سے متہم ہو کر بدنامی حاصل کریگا۔

۵۱۶ جھوٹ بولنے والا اگر کبھی سچ بھی کہدیتا ہے تو اوسکی بات کا اعتبار نہین ہوتا۔ کیونکہ دروغگوئی کی بدنامی کا داغ اوس کو لگ چکا ہے اوسکا رفع ہونا محال ہے۔ دیکھو بھائی حضرت یوسف ؑ کے باوجود پیمبر زادگی کے جب ایک دفعہ جھوٹ بولنے کے ساتھ منسوب ہوگئے تو اونکی سچی بات کا بھی باپ نے اعتبار نہ کیا۔

۵۱۷ تمام مخلوق سے اشرف انسان ہے اور ارزل کتّا مگر کتّا حق شناس بہتر ہے انسان ناسپاس سے۔

۵۱۸ جسم کے قالب مین قلب کی ایک حالت نہین رہتی بلکہ ہر ایک وقت اور ہر ایک زمانہ مین وہ نئی حالت اور نئی رنگت بدلتا رہتا ہے یعنے کبھی حاضر کبھی غائب کبھی عاجز کبھی قادر کبھی غافل کبھی ہوشیار کبھی خاموش کبھی ذاکر کبھی عالم کبھی کافر کبھی مومن کبھی زیر کبھی بالا کبھی نیک کبھی بد ہے۔

۵۱۹ تین چیزین انسان کے ہلاک ہونے کا باعث ہین اوّل گنہ کرنا توبہ کے حوصلے پر دوسرے تائب نہ ہونا زندگی کے بھروسے پر تیسرے بخشش کی امید پر اپنے بڑے جرم کو ناچیز جاننا۔

۵۲۰ تقوی اوسکو کہتے ہین کہ کوئی تیرا دامن نہ پکڑے اور جوانمردی یہ کہ

	توکسیکا دامنگیر نہو۔
۵۲۱	آزاد طبع انسان کسی کی غلامی مین نہین آتا عزیز الخلق کہین ذلت نہین پاتا۔
۵۲۲	عبادت کیوقت کا فوت ہوجانا روح کے جسم سے نکل جانے سے بدتر ہے کیونکہ روح کے انتقال سے انسان مخلوق سے پیدا ہوجاتا ہے اور عبادت کا وقت ضایع ہونے سے یہ خالق سے جدا ہوتا ہے۔
۵۲۳	نیک آدمی بدون کو دوست رکھتے ہین اون کے نیک ہوجانے کے لئے کوشش کرتے ہین کیونکہ نیکون کو ہر ایک نیک و بد دوست رکھتا ہے۔ اور بدون کو سوائے نیکون کے کوئی متنفس نہین چاہتا۔
۵۲۴	مستحق کے حق ادا کرنے مین اوسکے سوال کا انتظار نکرو بلکہ بے سوال اوس کا حق پہونچاؤ۔
۵۲۵	سعادتمند کے چار نشان ہین اول سلامت روی دوسرے صبر تیسرے صلح چوتھے کم طمعی۔
۵۲۶	بدبخت آدمی چار نشانون سے پہچانا جاتا ہے اول جاہلی دوم کاہلی سوم بیکسی چہارم مفلسی۔
۵۲۷	خدا کے مقبول کی تین علامتین ہین اوّل خائف ہوتا ہے دوسرے حلال حلال کہاتا ہے تیسرے دغا نہین کرتا۔
۵۲۸	چار چیزین چار چیزون کے ساتھ توسل تامّہ رکھتی ہین اوّل عقل علم اور علم سے عقل دوم علم سے عمل اور عمل سے علم سوم۔

	شکر سے نعمت اور نعمت سے شکر چہارم تجارت سے مال اور مال سے تجارت۔
۵۲۹	تین چیزین جب اپنے قابو اور اختیار سے نکل جائین تو پھر حاصل ہونا اون کا ناممکن ہے۔ اول جو بات زبان سے نکل جائے دوم جو تیر کمان سے سوم وہ زمانہ جو گذر چکا ہو۔
۵۳۰	بھاری بوجھ کا اُٹھانا دور لیجانا آسان ہے مگر غیر جنس کی صحبت مین جانا مشکل کیونکہ بوجھ اسکا جسم پر ہے اور بار اوسکا روح پر۔
۵۳۱	بادشاہ کے قلمرو مین اگر کوئی پل پُرانا ہو جائے اور اوسکی چھت کے سوراخ مین کسیکی بکری کا پاؤن جا کر ٹوٹ جائے تو خدا کے روبرو بازپرس اوس کا بادشاہ سے ہوگا۔
۵۳۲	جس کام کے کرنے سے پہلے کوئی اور شخص ذلت پا چکا ہو اوس کا ذکر کرنا محض نادانی ہے۔
۵۳۳	بادشاہ کے مصاحب پر آرام حرام ہے بے آرامی اوسکا کام ہے بے قرار اوس کا نام ہے۔
۵۳۴	افلاطون سے پوچھا گیا کہ عالم و غیر عالم مین کیا فرق ہے۔ اوس نے کہا کہ جو زندہ اور مردے مین ہے۔
۵۳۵	اوس سے سوال کیا گیا کہ کونسا حیوان سب سے اچھا ہے۔ جواب دیا کہ ادب سے آراستہ انسان۔
۵۳۶	علم مالدارون کے لئے آرایش ہے اور محتاجون کے لئے وجہ معاش جس سے وہ شریفانہ زندگی بسر کر سکتے ہین۔
۵۳۷	حسن صاحب حسن کے لئے بُرا اور دوسرون کے لئے اچھا ہے۔

۵۳۸ عقل دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک پیدایشی دوسری سنی سنائی۔

۵۳۹ عالم جب کوئی بات جہل کی سیکھتا ہے تو وہ علم جہل سے بدلجاتا ہے جسطرح اچھی غذا بیمار کے پیٹ مین جاکر فاسد ہوجاتی ہے۔

۵۴۰ ایک عورت بناؤ سنگار کرکے تماشہ دیکھنے باہر نکلی سقراط نے اس سے کہا کہ تو اسلئے نکلی ہے کہ شہر تجکو دیکھے۔ نہ کہ تو شہر کو دیکھے

۵۴۱ ارادے سے مرو۔ طبیعت سے زندہ رہو۔

۵۴۲ جب انسان کسی نئے کام کی بنیاد ڈالتا ہے تو یہ سوال قدرتاً اوسکے دل مین پیدا ہوتا ہے کہ اگر مین اس کام کو کرونگا تو لوگ کیا کہین گے؟ اگر ناکامیاب رہا تو لوگ کیا کہین گے؟ اگر اس کام کو کرلیا تو لوگ کیا کہین گے؟ وہ آدمی جو اس بات کی پرواہ کرتے ہین کہ لوگ کیا کہین گے وہ ہرگز کامیاب نہین ہوتے۔ اور جنہون نے اس بات کی پرواہ نہین کی وہی کامیاب ہوتے ہین۔ پھر وہ لوگون سے سنتے ہین کہ "جی ہان ہم نے بھی ایسا خیال کیا تھا" اسلئے ہمکو چاہئے کہ ہمیشہ اپنے دل مین سوچین کہ جو کام ہم کررہے ہین کیا وہ جسمانی یا روحانی ترقی کا مددگار ہے یا نہین اگر ہے تو پھر کرنا شروع کردو۔ اور کبھی خیال مت کرو کہ لوگ کیا کہین گے۔

۵۴۳ ذیل کی باتین بیوقوفی اور بدتہذیبی پر دلالت کرتی ہین۔ زور سے قہقہہ لگانا۔ دوسرے اشخاص کی بات کے وقت پڑھنا شروع کرنا جلسون کے ختم ہونے سے پہلے اُٹھکر کھڑا ہونا۔ جلسہ علم مین بیٹھکر ناخون چبانا یا ناک یا دانت صاف کرنا۔ مجمعون مین سرگوشی کرنا۔ اجنبیون کی طرف تکنا۔ اجنبی شخص کے آنے پر بمدارات پیش نہ آنا

یا اُسکی طرف متوجہ نہ ہونا۔ بزرگون کا ادب نہ کرنا بلا ضرورت
جلسون مین بلند آواز سے پڑہنا۔ بلا اظہارِ احسان وشکریہ تحفہ
قبول کر لینا۔ گفتگو مین اپنی ہی تعریف کرنا۔ دوسرونکی غلطیون پر
ہنسی کرنی۔ دوسرون کا مذاق اڑانا۔ والدین اور بزرگون کی
غلطی پکڑنا۔ دوسرے کی بات پوری ہونے سے پہلے بول اُٹھنا
دخل در معقولات دینا۔ جلسۂ دعوت مین سب سے پہلے دسترخوان پر
ہاتھہ ڈالنا۔ دوسرون کی بات نہ سننا۔

۵۴۴ کسی کی ملاقات کو جاؤ تو آنکھہ اور زبان کو قابو مین رکھو۔

۵۴۵ بُرے آدمی کے سامنے مختصر کلامی اچھی ہے۔

۵۴۶ کسی سے انتقام کے درپے مت ہو۔

۵۴۷ گلیون اور بازارون مین کھانے پہرنا تہذیب کے برخلاف ہے۔

۵۴۸ گھر مین اپنے بھائی بہنون سے کبھی مت لڑو۔ آپس مین لڑنا بُری
بات ہے۔ بڑون کا ادب کروگے تو تم کو کبھی کسی سے لڑنے کا
اتفاق نہین ہوگا۔ چھوٹے چھوٹے بھائی بہنون مین لڑائی اکثر
کھانے کپڑے اور پیسون کی بانٹ پر ہوا کرتی ہے یہ نہایت
شرم اور کمینہ پن کی بات ہے جو چیز تمکو دیجائے اوسے سب ملکر
کھالو۔ بلکہ اپنے حصے مین سے بھائی بہنون کو بانٹ دیا کرو۔
جو لڑکے سیر چشم بلند حوصلہ۔ عالی ہمت ہونہار ہین اون کا دل
اپنے کھانے سے اتنا خوش نہین ہوتا جتنا کہ اپنے بھائی بہنونکے
کھانے سے۔ تم سب بھائی بہن اسطرح ملے جلے رہو کہ گویا ایک جان
ہو۔ اگر کسی وقت چھوٹا بھائی ضد بھی کرے اور تمہارے خلاف مزاج

اس سے کوئی حرکت سرزد ہو تو درگذر د۔ اور اوسے سمجھاؤ کیونکہ تم سے چھوٹا ہے۔ اس مین عقل نہین ہے۔ بات کو خوب نہین سمجھ سکتا۔ بہنین گو تم سے بڑی ہین۔ لیکن سب مین آخر بڑے بھائی تم ہو۔ آدمی اسواسطے بڑا نہین ہوتا کہ سب سے زیادہ کھائے اور سب سے زیادہ حصہ لے۔ بلکہ اسلئے بڑا ہے کہ اوروں کو دے اور کھلائے۔

۵۴۹ ذیل کی باتین بہت بُری ہین۔ ضد کرنا۔ جھوٹ بولنا۔ چغلی کھانا۔ اپنے قصور کا اقرار نہ کرنا۔ چوری کرنا۔ جوا کھیلنا۔ زبردستی کی چیز چھین لینا۔ نشہ پینا۔ تاش چوسر اور دوسرے فضول کامون مین وقت صرف کرنا۔ اقرار کرکے پورا نہ کرنا۔ اندھے لنگڑے بدصورت۔ بہرے۔ گونگے آدمیون پر ہنسنا۔ اپنے ساتھیون اور ہم مکتبون کے ساتھ دنگا کرنا۔ بغیر سوچے سمجھے کام کرنا۔ پڑھائی کے وقت ایک دوسرے سے باتین کرنا۔ زیادہ بولنا۔ سچی بات چھپانا۔ منہ مین اُنگلی ڈالنا۔ اپنی چیز کہا کر دوسرے کے کھانے پر نظر رکھنا۔ اوستاد کی مذمت کرنا۔ چھوٹے چھوٹے جانورون کو مارنا۔

۵۵۰ بچے وہی کرتے ہین جو تمہین کرتے دیکھتے ہین۔

۵۵۱ جیسا کہوگے ویسا ہی سنوگے۔

۵۵۲ جب آدمی مجلس مین کسی چیز سے شرمائے تو اوسکو خلوت مین بھی شرمانا چاہیئے۔ کیونکہ یہ انصاف کے خلاف ہے کہ آدمی عوام کی عزت و آبرو کرے اور اپنی ہی جان کو ذلیل و خوار جانے۔

۵۵۳	لوگون کے پاس جو کچھ ہو سب نہ لے لیا کرو۔ بلکہ جسکی سب خصلتین پسندیدہ ہون اوس سے تو سب لے لو اور جسکی ایک آدھ بات اچھی ہو اوسکی صرف وہی بات لو۔ دیکھو سیب ایسی شئے نہین ہے جسکی صرف خوشبو ہی مزہ دیتی ہو بلکہ اوس کے کھانے مین بھی حظ حاصل ہوتا ہے۔ خوشبودار پھول صرف سونگھنے ہی کے ہین۔ کنیر کی پتیان صرف دیکھنے ہی کی۔ کھجور کے درختون کے پھل کام کے ہین۔ اور گلاب کے پودون سے پھول چن لیتے اور کانٹون کو چھوڑ دیتے ہین۔ جب ایسی حالت ہے تو جو شخص سراپا خوبی ہو اوسکے تو قول و فعل اور سب صفات لینے چاہئین۔ اور جسکا صرف فعل پسندیدہ ہو اوس سے فعل اخذ کرنا چاہئے نہ کہ قول۔
۵۵۴	عمر قلیل۔ فن طب طویل۔ وقت تنگ۔ تجربے مین عقل دنگ اور قضا بر سر جنگ ہے۔
۵۵۵	طبیعت کے مناسب غذا سب سے خوشگوار دوا ہے۔
۵۵۶	جب آدمی دوا پیتا ہے تو اوسکے جسم مین نہایت سخت ہیجان پیدا ہوتا ہے۔ اوس نے کہا کہ اسکی مثال گھر کی سی ہے کہ جسوقت اوس مین جھاڑو دیجاتی ہے۔ اوسیوقت اوس سے بہت گرد اوٹھتی ہے۔
۵۵۷	سونے کا رنگ زرد کیون ہے۔ اسلئے کہ دشمنونکی کثرت اور اس دہشت سے کہ مبادا باندہا اور جکڑا اور زمین مین گاڑا جاؤن۔

۵۵۸ ایک وقت دیوجانس کلبی چنگی وصول کرنے والے کے پاس سے گذرا تو اوس نے اس سے پوچھا کہ تمہارے پاس کچھ ہے؟ اوس نے کہا کہ ہان اور اپنی جھولی اوسکے سامنے رکھدی۔ اوس نے اوسکو ٹٹول کر دیکھا تو کچھ بھی نہ تھا۔ اِسپر وہ کہنے لگا کہ تم نے جو کہا تھا کہ "ہے" وہ کہان ہے؟ دیو جانس کلبی نے اپنا سینہ کھول کر کہا کہ یہان ہے۔ جہان سے نہ کوئی لے سکتا ہے۔ اور نہ تم دیکھ سکتے ہو۔

۵۵۹ اگر تم سے علم کی محنت نہین اُٹھائی جاتی تو جہالت کی بدبختی اُٹھانی پڑیگی۔

۵۶۰ جو حالت جسم کی ہے کہ جب روح اوس سے الگ ہوجاتی ہے تو اوسکی بدبو باہر پھیلتی ہے۔ یہی حالت جاہل کی ہے جو حکمت سے الگ ہے کہ جو لفظ اوسکے منہ سے نکلتا ہے اوسکی گندگی و بدبو سننے والے تک پہونچتی ہے۔ اور جیسا کہ جسم مردہ ہونے کے باعث اوسے بدبو کی خبر نہین ہوتی۔ اسلئے کہ اوسکی تمیز بے جان ہے۔

۵۶۱ جاہل سے خطا سرزد ہوتی ہے تو اوروں کو الزام دیتا ہے

حصۂ دوم

ارسیجانس وسقراط کی گفتگو

ایک دن ارسیجانس نے سقراط سے کہا کہ میری اور تمہاری طبیعتین ملتی جلتی ہوئی ہین۔ اسلئے مجھے مختصر سا ایسا دستورالعمل بنا دو کہ زیادہ کی ضرورت نہ رہے۔ اس پر سقراط نے کہا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ اختصار پر تم بس کروگے تو جو باتین تمہارے لئے مفید ہین ان مین سے کچھ بھی مین رکھ نہ چھوڑتا۔

ارسیجانس۔ سوال کرکے آزمایش کرلو۔

سقراط۔ راتون کو ایسی جگہ باتین کیا کرو کہ جہان چمگادڑون گھونسلے نہ بنون۔

ارسیجانس۔ اے حکیم! تیری مراد یہ ہے کہ مین تنہائی مین بیٹھکر غور و فکر کیا کرون۔ اور حق کی طلب کے وقت محسوسات کے ملاحظہ سے اپنے نفس کو روکون۔

سقراط۔ ظرف مین خوشبو بھرو۔

ارسیجانس۔ تمہارا مطلب یہ ہے کہ اپنی عقل کو علم و فہم سے معمور کرو۔

سقراط۔ ترازو سے باہر نہ جاؤ۔

ارسیجانس۔ تمہاری مراد یہ ہے کہ حق سے تجاوز نہ کرو۔

سقراط۔ چھری کی آنچ کو تیز نہ کرو۔
ارسیجانس۔ تمہارا مقصود یہ ہے کہ جو غصہ میں ہو اوسکو اور غصہ نہ دلاؤ۔
سقراط۔ اوس شیر سے بچو جو چوپایا نہیں ہے۔
ارسیجانس۔ مطلب یہ ہے کہ بادشاہ سے بچے رہو۔
سقراط۔ جب مرد ہو تو چیونٹی نہ بنو۔
ارسیجانس۔ مدعا یہ ہے کہ جب تمہارا نفس خواہشوں کے مار دینے پر راضی ہو جائے تو فنا ہونے والی چیزیں جو محسوس ہوتی ہیں جمع کر کے نہ رکھو۔
سقراط۔ اپنے دوستوں کے ساتھ گھوڑے نہ بنو اور اپنے دشمنوں کے دروازہ پر نہ سو جاؤ۔
ارسیجانس۔ مقصود یہ ہے کہ اپنے بھائیوں سے گردن کشی کرو اور جتک اس فانی زندگی میں ہو مطمئن مود ہو نہ بنجاؤ۔
سقراط۔ کسی زمانہ میں بہار کا موسم دور نہیں رہتا۔
ارسیجانس۔ تمہارا مطلب یہ ہے کہ کسی زمانہ میں فضائل حاصل کرنے کی کوئی چیز مانع نہیں ہے۔
سقراط۔ ترنج کو انار سے ڈھانکو۔
ارسیجانس۔ اسکے معنی یہ ہیں کہ اپنی باطنی تدبیر کو ظاہری تدبیر سے چھپاؤ۔ جیسا قیمتی جواہرات کو چوری کے ڈر سے خاک میں دبا دیتے ہیں۔
سقراط۔ جس نے سیاہ سے کہنی کی اوس نے سفید سے کاٹی۔
ارسیجانس۔ تمہارا مقصود یہ ہے کہ جس نے اس تاریک عالم میں اچھے کام کئے اوسکو اللہ تعالی عالم نور میں اونکی جزائیں دے گا۔

عیب جو

جو لوگ ہمیشہ دوسرون کی عیب جوئی کرتے اونکے چال و چلن کی خرابیان اور برائیان دریافت کرتے یا عیاری کے ساتھ یہ بیان کرتے ہین کہ فلان شخص کو جیسا ہونا چاہئے ویسا نہین ہے۔ اون سے ہمیشہ خبردار رہنا چاہئے۔ ایسے لوگ خطرناک اور ناقابل اعتماد ہوتے ہین اونکی طبیعت اوچھی اور ناپاک خیالات سے پر ہوتی ہے اور وہ دوسرے لوگون کی زبان سے دوسرون کی تعریف یا اون کی نسبت اچھے خیالات کا اظہار ہوتے دیکھکر اونکو ہمیشہ تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ اگر وہ کسی مذکورہ خوبی کے وجود سے انکار نہین کرسکتے تو وہ ہمیشہ اونکے چال و چلن پر دھبہ لگانے کی کوشش کرتے ہین۔

ایک وسیع خیال اور نیک باطن شخص دوسرون کی خوبیون کو عیبونکی نسبت بہت جلد معلوم کرلیتا ہے۔ لیکن برخلاف اسکے ایک تنگ خیال اور عیب جو ہمیشہ دوسرون کے عیوب پر نظر رکھتا ہے۔ لیکن اوسے ایسے ہی لوگ ملین گے جو غیر ہر دل عزیز ہین۔ یا جن مین کچھ خامی ہے۔ پاک وصاف خو برو۔ راستباز اور شریف النفس اشخاص اسکے خیال مین بھی نہین آسکتے۔ وہ لوگونکی ہجو مذمتی کرکے خوش ہوتا ہے۔ مگر یہ ممکن نہین۔ وہ کسی کی تعریف مین اپنی زبان کھولے۔

جب کبھی کسی شخص کو دوسرے کی عیب جوئی کرتے ہوے دیکھو تو اس کا نام اپنے دوستون کی فہرست سے نکالدو۔

یاد رکھو کہ جو لوگ دوسرون کی برائیان تمہارے سامنے کرتے اُن پر

نکتہ چینی اور مخول اڑاتے ہین وہ کسی موقع پر تمہارے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک کرینگے۔ اس قسم کے لوگ ہرگز دوستی کے قابل نہین۔ کیونکہ حقیقی دوست وہ ہے جو بجائے تکلیف دینے کے مدد دینے کی کوشش کرے اور ایسے شخص ہی دوستی کے قابل ہوتے ہین۔

جو لوگ بجائے ہماری بُرائیون کے ہماری خوبیون پر نظر ڈالتے ہین وہ بہت زیادہ قابل قدر نہین۔ اور بہ نسبت روپیہ پیدا کرنے کے اُن سے ملنا جُلنا ہمارے لئے بہت زیادہ مفید ہے۔ اپنے دوستونکی اور اون لوگونکی جن سے تمہین ملنے جلنے کا اتفاق ہو۔ جو کچھ خوبیان معلوم ہون اون کو مبالغہ کے ساتھ ظاہر کرنے کی کوشش کرو۔ اگر تمکو کچھ لوگونکی بُرائیان اون کا کمینہ پن اور اون کی قابل نفرت عادتین معلوم ہون تو تم اون کی خطاؤن سے بچانے مین اونکی مدد نہین کر سکتے کیونکہ تم اون کو اور زیادہ کر دیتے ہو اور اگر تم اون مین عمدہ شریفانہ اور حوصلہ بڑہانے والی عادتین دیکھو تو اون اوصاف کو اور ترقی دینے کی کوشش کرو۔ یہانتک کہ اگر اون مین کچھ کمزوریان ہون تو وہ بھی دور ہو جائین۔

خوشامدیون سے بچو

لوگ تمہاری خوشامد کرتے ہین اور تم سمجھتے ہو کہ مجہ سا زمانے مین کوئی دوسرا موجود نہین ہے۔ مگر تم ایسا مت سمجھو۔ خوشامد کرنے والے تو پرلے درجے کے دغاباز اور فریبی ہوتے ہین۔ وہ تمہاری کمزوریون اور عیبون کو چھپاتے ہین اور تمہین امر واقع سے واقف کرنے کی بجائے

تمہاری تعریفون کے پُل باندھ دیتے ہین۔ جس سے تم اپنے آپ کو درحقیقت ایک بے عیب شخص تسلیم کر لیتے ہو۔ اور اپنی اخلاقی کمزوریون کو رفع کرنے کی بجائے اُنہین اور بھی بڑھاتے ہو۔ وہ تمہاری کسی بدعادت کو دور کرنے کی کوشش نہین کرتے۔ بلکہ تمہاری حماقت اور بے وقوفیون پر پردہ ڈالکر تمہاری آنکھون پر غرور اور جہالت کی پٹی باندھ دیتے ہین اور تم اس اندھیرے مین اپنی کسی بُرائی کو دور۔ اور نیکی و بدی مین تمیز نہین کر سکتے۔ تمام آدمی کم و بیش اپنی خوشامد کرانے یا اپنے آپ کو دوسرون سے اچھا خیال کرنے کے عادی ہوتے ہین مگر اونکو خوشامدیونکا ساتھ نہایت خوفناک ہوتا ہے۔ اگر تمہارے دوست تم سے اچھے ہین تو تمہین دو باتون کا یقین رکھنا چاہیئے۔ ایک یہ کہ تمہاری صحبت سے زیادہ خوش نہونگے کیونکہ انہین تمہاری صحبت سے کسی قسم کا فائدہ نہین۔ دوسرے یہ کہ وہ تمہاری قدر تمہاری خصلتون کے مطابق کرینگے۔ اور کبھی تمہاری بیجا تعریف کرکے تمہین آسمان پر چڑھانے کی کوشش نہین کرینگے۔

غرور مت کرو

نہ کر غرور تو زنہار اس پہ اے نادان — جو مرتبہ ہے ترا شکل مہر و ماہ بلند
کرے ہے گردش دوران طرح ہنڈولے کی — ہر ایک شخص کو یان گاہ پست و گاہ بلند

دیگر

ہر ایک شئے مین سمجھ تو ظہور کس کا ہے — شرر مین روشنی شعلے مین نور کس کا ہے
دماغِ خلق پُر از کبر ہے مین حیران ہون — یہ مشت خاک مین اتنا غرور کس کا ہے

غرور ایک ایسی بلا ہے جس سے خدا کے ہزارون بندے اور صاحب دولت

دولت۔ عزت کے پایہ سے ادبار اور ذلت کے گڑھے مین اُتارے گئے اور ہزاردن مالدارون کو اپنے تمام مال واسباب سے ہاتھہ دھونے پڑنے اور اپنے غرور کی سزا بھگتنی پڑی۔ شیخ سعدی نے کیا اچھا کہا ہے ؎

تکبر عزازیل راخوار کرد بزندان لعنت گرفتار کرد

اسکی ایک مثال مین ذیل مین پیش کرتا ہون۔

دو سگے بھائی ایک ہی شہر مین رہتے تھے ایک نہایت دولتمند اور دوسرا نہایت مفلس اور غریب تہا۔ غریب بھائی ایک دن اپنے امیر بھائی کے پاس کچہ مانگنے کو گیا۔ امیر بھائی نے تکبر مین آکر اوسکو حقارت کی نظر سے دیکہا یہ حالت دیکہکر غریب بھائی نے خیال کیا کہ یہان سے کچہ نہین ملنے کا۔ جسکے آگے مین نے سوال کے ہاتھہ پھیلائے ہین۔ وہ اپنی امیری پر مغرور ہے۔ یہ خیال کرکے وہ وہان سے چلدیا اور صبر وشکر کرکے اپنی غریبانہ کٹہیا مین واپس آگیا۔

اس واقعہ کے تین دن بعد اوس شہر مین ایسا طوفان آیا کہ امیر بھائی کے تمام باغات اور زمین تباہ ودیران ہوگئین۔ جب صبح ہوی تو امیر بھائی سخت حیران اور مایوس ہوا۔ سخت پچتایا کہ مینے کیون اپنے غریب بھائی کو حقارت کی نظر سے دیکہا۔ اودہر اللہ نے کچہ ایسا فضل کیا کہ وہ غریب بھائی روز افزون ترقی کرتا گیا۔ اور چندہی دنون مین اپنے امیر بھائی سے بڑہکر امیر ہوگیا۔ اب اوس پہلے امیر بھائی کو اوس غلطی اور غرور پر جو کہ اوس نے ایک غریب بھائی کے ساتھہ کیا تہا اور بھی زیادہ نادم اور شرمندہ ہونا پڑا۔

اے بھائیو اس کہانی سے میری یہ غرض ہے کہ تم ہمیشہ غرور جیسی

بُری عادت سے بچو۔ اور اس سے نصیحت پکڑو۔ اور اوسکے جال مین نہ پھنسو۔ جو غرور کرتا ہے اللہ اوسکو ہرگز نہین بخشتا۔ اور نہ جنت دیتا ہے اور دنیا بھی اوسکو بُرا جانتی ہے۔ اور سخت لعن طعن کرتی ہے۔ اے بھائیو تم نے دیکھا ہوگا۔ جب ہم ایک مغرور شخص کو بازار مین یا کسی سڑک پر جاتے ہوے دیکھتے ہین تو ہم دل مین کہتے ہین کہ کیا اکڑ باز خان ہے۔ کیا اکڑ اکڑ کر چلتا ہے۔ اور کیا نرالی طرز ہے۔ دیکھو سر پر ٹوپی ٹیڑھی رکھی ہوی ہے اور کیا منہ بنا بنا کر باتین کرتا ہے۔ اگر ہم دو چار رفیق وہان اکٹھے ہوتے ہین تو ملکر اوسکی ہنسی اڑاتے ہین۔ یہانتک کہ وہ بیچارہ شرمندہ ہو کر چلا جاتا ہے۔ اور کچھ نہین بول سکتا۔ برخلاف اس کے اگر ہم کسی سادہ آدمی کو دیکھتے ہین تو خوش ہوتے ہین۔ اور دلون مین کہتے ہین۔ کیا خوب سیرت آدمی ہے اوسکی وضع قطع سے ہی معلوم ہوجاتا ہے کہ یہ شخص بڑا نیک دل اور خوش اخلاق ہوگا۔ ہمارا یہ قیافہ بالکل ٹھیک ہوتا ہے اور خود بخود دل اسکو ملنے اور مزاج پرسی کرنے کو چاہتا ہے۔ برخلاف اس کے جو مغرور ہوتا ہے۔ وہ ہمیشہ بد اخلاق ہوتا ہے۔ ہم کو ہمیشہ اوس سے نفرت کرنی چاہیئے۔ جو شخص مغرور نہین ہے ہر دلعزیز رہتا ہے اور نیکی سے یاد کیا جاتا ہے۔ غرور کرنے والا خدا کے دربار مین اور دنیا مین بھی رسوا ہوتا ہے۔ اوسکو کبھی بھی ہر دلعزیر ہونے کا موقع نہین ملتا۔ اور کوئی شخص اسکو پسند نہین کرتا۔ اگر تم بھی غرور کروگے تو تم کو بھی ایک دن ایسا دیکھنا پڑے گا۔ جیسا کہ اوس امیر بھائی کو دیکھنا پڑا۔ پھر لوگ تم پر بھی پھبتین اڑائینگے۔ دانا ؤن نے ٹھیک کہا ہے۔ "غرور کا سر نیچا" لوگ کہتے ہین۔ یہ وہ ہی شخص ہے۔ جو اسقدر مغرور اور

متکبر تھا۔ اور سب کو نظر حقارت سے دیکھتا تھا۔ اگر تم امیری اور اقبالمندی کے دنون مین عزور نہ کروگے تو تمہاری ہر حالت مین عزت ہوگی۔ اور دنیا بھی تمہین اچھا کہیگی۔ اور خدا بھی تم سے نفرت نہ کریگا۔ بلکہ تم پر مہربانی کرے گا۔ اور تمکو قیامت مین جزائے خیر دے گا۔

اے میرے بھائیو اس بُری بلا سے جس کا نام عزور ہے بچو کیونکہ عزور نہ خدا کو بھاتا ہے اور نہ بندون کو منظور ہے۔ اسکو ہمیشہ حقارت کی نظر سے دیکھو۔ اور اُس سے پرہیز کرو۔ اور اس سے کوسون دور بھاگو۔

ظلم بُری چیز ہے

پیارے بھائیو۔ تم کو ابھی سے اپنی عادات نیکی اور رحم کی طرف مائل کرنی چاہیئے۔ کیونکہ اسی چھوٹی عمر مین جو اور جس قسم کی عادت ڈالوگے تو یہی عادت پختہ ہو جاویگی بڑے ہوکر لوگون کے ساتھ ظلم کروگے۔ زبان خلق تم کو ظالم اور بے رحم کہے گی۔ اگر رحم اور نیکی کی عادت ڈالوگے تو خلقت تم کو رحم دل دینک خطاب کرے گی اب تم کو یہ سوال ہوگا کہ

"بچے ظلم کیا کر سکتے ہین؟"

بچون کا ظلم یہ ہے۔ جانورون کو اون کے آشیانون سے پکڑ کر اون سے اپنا دل خوش کرنا۔ راستہ چلتے کسی جانور کے لکڑی مار دینا کسی فقیر کو دروازہ سے دھتکار دینا۔ کسی غریب کو ستانا اور ایسے

بہت سی مثالین ہین جو تم اس سے بھی زیادہ خرابی کے کام کروگے چونکہ عادت پختہ ہوچکی ہے کبھی تم کو کسی پر رحم نہ آئے گا۔ خلق خدا تمہارے بُرے سلوک سے تم کو ظالم اور بے انصاف کہین گے۔ زبان خلق کو نقارہ خدا سمجھو۔ پس تم خدا کے بھی نافرمان بندے ہوجاؤ گے تمہاری عاقبت خراب ہوجاویگی۔ ان باتون کے باعث تم کو یہان پر بھی کوئی نہ کوئی ایسا ملجاوے گا جو اس کا بدلہ دے گا۔ کیونکہ سیر کو سوا سیر مل ہی جاتا ہے۔ جیسے کہ ذیل کے چند اشعار سے تم خیال کرسکتے ہو۔

ڈالا ایک کتے نے اک بلّی کو چیر — سانس ٹھنڈی بھر کے وہ بولی حقیر
رحم کہاتی مین اگر چوہے پہ گاہ — تو مرا کیون حال ہوتا یون تباہ

سفید پھول

ایک جگہ کوئلون کا کارخانہ تہا۔ دور تک کوئلون کے ڈہیر کے ڈہیر لگے تھے۔ یہانتک کہ وہان کی خاک بھی سیاہ تھی۔ اور رہگیرون کی خاک دہول سے بچکے نکلتے تھے۔ اون کوئلون کے قریب ایک پودا تہا جس مین بہت سفید پھول لگے ہوے تھے۔ وہ پھول نہایت خوبصورت تھے اگرچہ وہ ہر وقت کوئلونکے نزدیک تھے اور اون پر سیاہی اڑکر پڑتی تھی تو بھی وہ بیداغ تھے اون پر ذرا بھی سیاہی نہ تھی۔ بلکہ ایسا معلوم ہوتا تہا کہ انہون نے دودھ سے غسل کیا ہے۔ وہ پھول ہمین یہ سکھاتے ہین کہ اس دنیا مین ہماری زندگی ایسی پاک ہونی چاہئے۔ گناہ کی تاریکی اور ناپاکی کی دہول ہماری چارون طرف ہے۔ پر مردانگی اس مین ہے کہ ہم دنیا مین رہکر اوس کی سب

نجاستون سے بے داغ اور بری رہین۔ جب خدا گھاس کے پھولونکو یہ جوہر بخشتا ہے۔ کہ وہ گرد و غبار کے درمیان اپنے سفید جامے کو صاف رکھ سکتے اور بے داغ اور خوبصورت رہتے ہین تو کتنا زیادہ فضل وہ اپنے بندون کو عنایت کرسکتا ہے۔ جو اوس گناہ آلودہ دنیا مین گناہ سے بچین۔ اور آخرت کے لایق پاک زندگی بسر کرین۔

خاکساری

خاکساری کا بھی رتبہ کیمیا سے کم نہین
جسکو یہ دولت ملے اکسیر کی حاجت نہین

خاکساری بہت عمدہ وصف ہے۔ اول تو خاکسار آدمی تکلفات مین مبتلا ہی بہت کم ہوتا ہے۔ اور اگر اتفاقاً کوئی آفت پڑے تو وہ اپنی ہر دلعزیزی اور شرافت کی وجہ سے جلدی نجات حاصل کرلیتا ہے۔ سب سے بڑھکر یہ کہ خاکسار ہر دلعزیز ہوتا ہے۔ چونکہ وہ اپنے کو حقیر جانتا ہے اور ناچیز خیال کرتا ہے۔ سب اسکو دل سے پیار کرتے ہین۔ ہر مجلس مین اسکی عزت کی جاتی ہے۔ سب اسکو آنکھون پر جگہ دیتے ہین۔ غرور اس سے بالکل متضاد شئے ہے۔ مغرور آدمی چاہے ظاہر مین کتنا ہی دولتمند ہو۔ مگر دنیا کی نظر مین وہ جتنا اپنے کو مغرور بنکر اچھا دکھانے کی کوشش کرے گا۔ حقیر نظر آئے گا۔ سب اس پر بُری نظر ڈالین گے۔ جسکی پنجابی لوگون مین ایک بہت عمدہ مثال بیان کی جاتی ہے۔ کہ بکری چونکہ ہر وقت "مین مین" کی آواز نکالتی ہے۔ اسلئے ذبح ہوتی ہے۔ اور غالباً سب قومون کے لوگ اِس کے

گوشت کو شوق سے کھاتے ہین۔ اور جسقدر بکریون کا گوشت استعمال کیا جاتا ہے۔ اور کسی جانور کا اوس سے آدھا بھی نہین۔ اِسکے برعکس مینا ایک خوبصورت چھوٹا پرندہ ہے جس کی آواز "مین نہ" ہے۔ چونکہ وہ خاکساری کرتی ہے اور "مین نہ" کہتی ہے۔ اس سے لوگ اسکی بڑی خاطر کرتے ہین۔ محبت سے پکڑتے اور پرورش کرتے ہین بعض لوگ تو پنجرے کو ہر وقت سامنے رکھ کر اس کی دلکش آواز سنا کرتے ہین۔ اگرچہ یہ مثال کوئی بہت دلچسپ نہین۔ مگر اتنا اثر ضرور ہوتا ہے کہ جب جانور کا یہ حال ہے۔ تو انسان جس کو خدا نے اشرف المخلوقات بنایا ہے۔ اس کا تکبّر اور فخر کرنے سے کیا حال ہوگا سچ ہے۔

حق تو یہ ہے یہ انانیت بڑی غمّاز ہے
رتبہ پہونچایا زبان نے دار تک منصور کا

میرے پیارے بھائیو۔ خاکساری اختیار کرو۔ اور ہر دلعزیز بننے کی کوشش کرو۔ وہ بہت ہی کمینے اور سفلے ہوتے ہین۔ جو اپنی امیری یا کسی اور وجہ سے مغرور بنکر لوگون کو ستاتے ہین۔ میری دانست مین مغرور و متکبر آدمی کا دلی دوست کوئی نہ ہوتا ہوگا۔ اور کوئی بھی اس کو دل سے پسند نہ کرتا ہوگا۔ چونکہ سب اس سے ہمیشہ برگشتہ رہتے ہین۔ وہ بھی بھی خوش نہین رہ سکتا۔ اور اصل قدرتی خوشی کبھی اس کے پاس نہین پھٹکتی۔

اپنے سے ادنےٰ درجہ کے لوگون کو بعض وقت اپنے برابر سمجھکر اُنکا دل خوش کر دینا چاہئے۔ سب سے زیادہ اپنے نوکرون کو

جنکو مہربان خدا نے تمہارے تابع کیا ہے۔ ان سے اچھا سلوک کرو۔ ذرا سوچو کہ اس پروردگار کو جس نے تم کو حکومت کرنے کی عزت بخشی ہے یہ بات اچھی معلوم ہوگی کہ اس کے بندے کے ساتھ جو تم جیسا آدمی ہے اخلاق مروت سے پیش نہ آو یہ نہین کہ تم سونے سے بنائے گئے ہو۔ اور وہ مٹی سے۔ نہین تم بھی مٹی کے۔ وہ بھی مٹی کے جس مٹی مین تم کو جانا ہے۔ اسی مین اونہون کو۔ پس ہمیشہ نوکرون اور کم درجہ لوگون سے بہت سلوک اور ہمدردی سے پیش آؤ۔

ایفائے وعدہ

نیک اقرار ہر وقت اور ہر حالت مین پورا کرنا چاہئے جبتک کہ اس کا پورا کرنا بالکل ناممکن نہ ہو اسکی روک نہین چاہئے۔ یہ ایک ایسا فرض ہے جو تمام زمانون تمام رتبون تمام حالتون کے آدمیون اور عورتون کو لازم ہے کہ اس قسم کے کوئی عذرات ہم کو وعدہ خلافی کے گناہ اور خطا سے نہین بچا سکتے۔ ہم سے بہت شخصون اور بچون نے واٹرلو کی مشہور لڑائی کا حال پڑھا ہے۔ بڑا سپہ سالار ڈیوک آف ولنگٹن کا نام سب لوگ جانتے ہین۔ ہم سب کو یاد ہوگا کہ جب لڑائی بڑے زور وشور سے ہو رہی تھی۔ اور نتیجہ شکیہ معلوم ہوتا تھا تو بہادر ڈیوک چاہتا تھا کہ یا تو رات ہو جائے یا پرشیا والے آجائین۔ اسکو یہ بات بخوبی معلوم تھی کہ پرشیا والے مارشل بلوچر کے ماتحت اسکی مدد کو آرہے ہین۔ اور اس مدد سے اس کو فتح کا کامل یقین تھا۔ لیکن ڈیوک نہین چاہتا تھا کہ پرشیا والونکے راستے مین کیا کیا تکالیف ہین

سڑکین بہت خراب تہین۔ اور سخت بارش کیوجہ سے اور بھی خراب ہوگئی تہین۔ سپاہی سخت لڑائیون اور لمبے کوچون سے بالکل تہک گئے تھے۔ لیکن مارشل بلوچر نے اپنے سپاہیون کا دل اپنے موثر الفاظ سے بڑہایا وہ کہتا تہا کہ بچو آگے بڑہو۔ جواب ملتا تہا کہ آگے بڑہنا ناممکن ہے یہ ہو نہین سکتا۔ مگر وہ دلاور اور بہادران کو بار بار آگے بڑہنے کی تاکید کرتا تہا۔ اس نے پر جفاکش مگر بہادر اور وفادار سپاہیون سے کہا۔ آگے بڑہو اور ہم کو ضرور آگے بڑہنا چاہئے کیونکہ مین نے اپنے بہائی ولنگٹن سے وعدہ کر رکہا ہے۔ اور مین امید کرتا ہون کہ تم مجہ سے میرا قول نہین تڑاؤگے۔ بلوچر نے اپنا وعدہ پورا کیا اور فتح حاصل ہوگئی۔

اخلاق محمدی

مسلمانون مین حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کی پیروی نہایت ثواب کا کام سمجہا جاتا ہے۔ اسلئے اخلاق محمدی تمام اخلاق حسنہ کی بنیاد سمجہے جاتے ہین۔ ان مین سے بعض کا مختصر بیان فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔

ایک دفعہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ایک یہودی سے کچہ قرض لیا۔ اور اوسکے ادا کرنے کی ایک میعاد مقرر فرمائی۔ ابہی میعاد پوری نہ ہوی تہی کہ وہ یہودی آموجود ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے روپیہ مانگنے لگا۔ حضرت نے آہستگی سے فرمایا "بیٹھو! اللہ دلاتا ہے تو دیتا ہون۔ سبحان اللہ

کیا اخلاق تھا۔ یہ نہین فرمایا۔ کہ ابھی تو میعاد باقی ہے (یہین سے یہ سمجھ لینا چاہئے کہ قرضخواہ کا حق مقروض پر ہر وقت رہتا ہے) اوس یہودی نے گستاخیان کرنی شروع کین۔ اور آپ کے خاندان کے عیوب بیان کرنے لگا۔ مگر حضور خاموش تھے۔ اب اوس نے حضرتؐ کا دامن مبارک پکڑ لیا۔ اور کہا "مین اس جگہ سے ہلنے نہ دونگا جبتک اپنا قرض نہ لیلونگا" حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم وہین بیٹھ گئے چنانچہ کئی وقت کی نمازین آپ نے اوس کے پاس ہی پڑہین۔ اور وہ سخت کلامیان کرتا رہا۔ اور سرکار نرمیان فرماتے گئے۔

صحابہؓ نے جو یہ حالت دیکھی تو غصہ آیا حضور پُر نور کی نظر بچا کر اظہار غیظ وغضب کیا۔ اور دھمکایا۔ اور اشارہ سے کہا کہ جب باہر نکلے گا تو خبر لی جاویگی۔ حضور پُر نور نے کہین یہ اشارے دیکھ لئے۔ بُلایا۔ حاضر ہوے۔ فرمایا "تم لوگ ان کو دھمکاتے ہو! اور ان پر سختی کرنا چاہتے ہو؟ مین سختی کرنے والا نہین ہون۔ مین تمام عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہون۔ مین یاد رکھو! نرمی راستی اور لطف وکرم اور رحم کرنیوالا نبی ہون" یہودی یہ کلام سنکر بولا "حضرت! سنئے! اپنے توریت مین محمد عربی (صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم) کا ذکر اور اونکی بہتیری تعریفین کہ وہ عادل۔ رحمدل۔ خلیق۔ کریم۔ صابر۔ اور قریش کے خاندان سے ہونگے۔ پڑہین۔ جب آپ کی نبوتؐ کا شہرہ سنا تو مجھے کسیطرح یقین نہ آتا تھا۔ مجھے یہ خیال تھا کہ قریش کے لوگ جری اور بڑے لڑنے والے اور سخت ہوتے ہین۔ بھلا ان مین یہ وصف کیونکر پائے جا سکتے ہین چنانچہ مین اسی جانچ کے لئے آپ کے پاس آیا۔ اور اسطرح پیش آیا۔

مگر بیشک جیسا پڑھا تھا ویسا ہی پایا اشھد ان لا الٰہ الا اللہ۔ و اشھد انک رسول اللہ (اور اس کے ساتھ یہ بھی کہا) وسطر مالی فی سبیل اللہ۔ مین اللہ کی وحدانیت کا اقرار کرتا ہون اور اعتراف کرتا ہون کہ بیشک آپ اللہ کے (سچے) رسول ہین اور (سنئے حضور! مین بڑا مالدار ہون پس) ایک حصہ مال میرا اللہ کی راہ مین ہے۔ سبحان اللہ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے اخلاق کریمانہ۔ اور عدل وانصاف لطف واحسان۔ رحم وکرم۔ صبر وعلم کا کیا کہنا۔ کسکی مجال ہے کہ رسول اکرم کے حسن اخلاق اور آپ کے رحم وکرم کو کماحقہٗ بیان کرسکے جبکہ خداوند تعالے ہی نے فرمایا ہے "انک لعلی خلق عظیم"۔ (بیشک آپکے اخلاق سب سے اچھے اور اعلی درجہ کے ہین) اور جبکہ ارحم الراحمین ہی نے فرمایا ہے "وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین"۔ (مینے تم کو اے میرے پیارے رسول! تمام عالم کے لئے رحمت بناکر بھیجا ہے)

غزوۂ اُحد (جو مسلمانون کے لئے ایک سخت معرکہ تھا) مین ظالمون نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو بھی بہت اذیتین پہونچائین۔ آپکے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو بُری طرح سے شہید کیا گیا۔ اِن کی نعش کی بوٹی بوٹی کرڈالی۔ ظالم جگر نکالکر چبا گئے خود حضور کا جسم مبارک زخمون سے چور تھا۔ ایک ظالم نے دندان مبارک بھی شہید کرڈالا حضورؐ! ملول تھے۔ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین سے یہ حال دیکھہ کر رہا نہ گیا۔ عرض کیا "یا رسول اللہ! جو کچھ ہم غلامون پر گذرتی تھی سہہ لیتے تھے حضورؐ کو بھی یون اذیتین پہونچائی جانے لگین۔ اے حضور ان کو نہین دیکھا جاتا

ان کے حق مین دعائے بد کیجئے کہ خدا اس جاہل ناسمجھ قوم کو ہلاک و برباد کردے۔ سرور کائنات علیہ التحیۃ والصلوٰۃ نے دست مبارک بلند کیا۔ اوسوقت صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اپنے دلون مین کیا کیا نہ خیال کرتے ہونگے۔ کوئی سمجھتا ہوگا کہ طوفان نوح ہی تو آجائے گا۔ کوئی خیال کرتا ہوگا کہ حضرت آگ برسنے کی دعا مانگین گے۔ برعکس اس کے وہان حضرت نے جو ہاتھ اُٹھائے تو کیا فرمایا۔ اللھم اھد قومی انھم لا یعلمون۔ یعنے اے خدا! میری (اس) قوم کی ہدایت فرما (چونکہ) یہ لوگ (مجھے رسول برحق نہین جانتے ہین (اسلئے تکلیف و ایذا دیتے ہین)

اللہ اللہ۔ حلم و صبر اس کا نام ہے۔ خُلق و مُروت اسے کہتے ہین یہ ہے آپ کی شان رحیمی و کریمی۔ یہ ہے حضور کی بُردباری۔ مسلمانون کو یون تو حضور کی شان ہی تھی۔ رحم۔ حلم۔ خُلق۔ مُروت کی۔ مگر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے (باوجود قدرت) مخالفونکی تکلیف دہی و ایذا رسانی کو اسقدر نرمی و آشتی اور مہربانی کے ساتھ کیون برداشت کی۔ حق تو یہ ہے کہ فقط اپنی امت کے لئے۔ اور اسلئے کہ میری امت پر اثر اچھا پڑے اور ان کے دلون مین جوش پیدا ہو۔ چنانچہ آپ صحابہ کرام اور تابعین اور اون کے بعد کے لوگون کی لائف پڑھین اور غور کرین اون مین اس کا کس حد تک اثر تھا۔

آؤ اب ذرا اپنے روز نامچون پر سرسری نظر ڈالین۔ اُف یہان تو معاملہ برعکس ہے اور بدخلقی بدمزاجی قطع رحمی ساری باتین ہم مین موجود ہین۔ بلکہ مقابل والی قوم نے ان باتون کو بغمت غیر مترقبہ سمجھکر ایک معتد بہ حصہ اس مین سے لیا ہے۔ اور ہمارے آقائے نامدار کی کیا حالت تھی

اور اب ہماری کیا حالت ہے۔ افسوس یا خدا ہمارے قلوب مین صلاحیت پیدا کردے اور اپنے محبوب کا محب اور مطیع و فرمان بردار بنالے۔ آمین۔

عقل بڑی کہ بھینس؟

یہ ضرب المثل بہت مشہور ہے کہتے ہین کہ ایک گنوار سے سوال کیا گیا کہ "عقل بڑی کہ بھینس؟" اوس نے جواب دیا کہ "بھینس! کیونکہ وہ بہت موٹی ہے۔ اور بہت دودھ دیتی ہے"! لیکن اب جو زمانہ بہت ترقی کر گیا ہے۔ بچون سے بھی یہ سوال کرین تو وہ جواب دین گے کہ ذرا سی عقل کئی بھینسون سے فوقیت رکھتی ہے"، عقل کے متعلق ذیل کی حکایت قابل غور ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام بہت دانا اور عاقل تھے۔ چنانچہ انگریزی مین جب کسی کی عقل و حکمت کی تعریف کی جاتی ہے تو کہتے ہین کہ "یہ تو ایسا دانا ہے۔ جیسے حضرت سلیمان تھے۔" انجیل مین لکھا ہے کہ حضرت سلیمان اوائل عمر مین بہت عرصہ تک خدا کی عبادت کرتے رہے آخر سو گئے۔ اونہین خواب مین بشارت ہوی کہ "مانگو کیا مانگتے ہو؟ آیا مال و دولت کے طالب ہو۔ یا حکومت چاہتے ہو؟ یا عزت و ایمان کے خواہشمند ہو"؟ حضرت سلیمان نے عرض کیا کہ "اے رب! مین ابھی بچہ ہون اسواسطے تو مجھے فقط یہ طاقت عطا کر کہ مین لوگون مین بخوبی تمیز کر سکون۔ بھلائی کو جانچ سکون۔" گویا اُنہون نے اپنے مالک سے قوت فہم و ادراک کی

استدعا کی۔ خداوند کریم۔ اس درخواست پر بہت خوش ہوا۔ اور سلیمان کو عقل و دانائی عطا کی۔ بلکہ حکومت و دولت سے مالامال کر دیا۔

فقط بادشاہون اور انکی بیگمات ہی کو دانائی کی ضرورت نہین ہے بلکہ ہر ایک شخص اس کا محتاج ہے۔ ہم مسافر ہین اور دنیا کے دشوار گذار اور خطرناک راستون پر ہمکو ایک رہنما کی ضرورت ہے۔ جو ہماری انگلی پکڑکر راہ راست پر چلاوے۔ یہ رہنما عقل و دانائی ہی ہو سکتی ہے۔ مگر اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ۔ دانائی کیونکر حاصل ہو سکتی ہے۔ بزرگون نے لکھا ہے۔ اگر تم دانائی کے طالب ہو تو یہ سوال اپنے رب سے کرو۔ تمہین دانائی عطا کی جاویگی۔ سب سے بڑا علم خدا شناسی ہے۔ دعا طلبی کے علاوہ دانا آدمیون سے علم حاصل کرنا چاہئے۔ مفید کتابون کا مطالعہ بھی بہت مفید ہے۔

عزیز بچو عقل و دانائی سے بڑھکر کوئی نعمت نہین۔ دیکھو یہ ریل تار برقی۔ جہاز وغیرہ سب عقل کے کرشمے ہین۔ ہمیشہ خدا سے دعا مانگو کہ تمہین بھی عقل و دانائی عطا کرے۔

کسان اور اوسکا پھاٹک

ایک کسان کے کھیت کے پھاٹک مین کنڈی نہین تھی۔ اس سبب سے جب معمولی ہوا بھی ہوتی تھی تو پھاٹک کھلجاتا تھا۔ کسان خود کھیت مین آتا یا کھیت سے باہر جاتا تھا تو اچھی طرح سے دروازہ بند کر دیتا تھا۔ مگر اور لوگ اوس کیطرح محتاط نہ تھے۔ اس وجہ سے تمام مرغیان باہر نکل جاتین اور پھاٹک کھلا پاکر بھیڑین اندر آجاتی تھین کسان کے بچون کا

صرف یہ کام تہا کہ مرغون اور بھیڑون کو مقررہ جگہ پر پہنچا دین۔
کسان کی بیوی نے اس سے کئی بار کہا کہ پہاٹک مین کنڈی لگوا دیجائے تو بہتر ہو۔ مگر وہ بے پروائی سے یہ کہکر ٹال دیتا کہ یہ کنڈی لگوانے مین ۶ر خرچ ہوتے ہین۔ اور میری رائے مین یہ فضولخرچی ہے۔ اس سے ہمارا کچہ نقصان نہین۔ سوائے اس کے کہ مرغیان نکل جاتی ہین سو ہمارے بچے اون کے لئے کافی ہین۔ ورزش کی ورزش کام کا کام"

ایک دن پہاٹک کہلا پاکر بیچارے کسان کا ایک خوب موٹا تازہ پلا ہوا سور کہیت مین گہس گیا۔ آگے ایک گہنا جنگل تہا اوس مین جا پہونچا کسان کو جب خبر ہوی تو اوسوقت وہ اضطبل مین گہوڑا باندھ رہا تہا گہوڑے کو اوسی طرح چہوڑا اور بدحواسی مین بہاگ کہڑا ہوا جسوقت اسکی بیوی نے اسکو بہاگتے ہوے دیکہا وہ باورچی خانہ مین کپڑون پر استری کر رہی تھی۔ اوسی طرح چہوڑکر بہاگی۔ اوسکی لڑکی جو شوربا پکا رہی تھی۔ اپنی ماںکے پیچہے روانہ ہوی۔ اتنے مین کسان کا بیٹا اور اوس کا نوکر بہی پہنچ گئے جلدی مین کسان مُنہ کے بل گر پڑا اور چوٹون کے علاوہ گٹنے مین موچ آگئی۔ اس کا بیٹا نوکر کی مدد سے اسکو اٹہا کر گہر لایا۔ گہوڑا ابہی کہلا پہر رہا تہا نوکر اوسکو پکڑ کر باندہنے لگا تو اوس نے دولتی ایسی جہاڑی کہ نوکر کے سخت چوٹ آئی۔ جب کسان بیوی باورچیخانہ مین گئی تو اوسکی حسرت کی کچہ انتہا نہ تھی۔ کیونکہ کپڑون مین آگ لگ رہی تھی اور دو عمدہ کوٹ جل چکے تھے اور شوربا بہی جل گیا تہا۔

ایک چہوٹی سی کنڈی نہ ہونے کی وجہ سے بیچارے کسان نے کتنا نقصان اٹہایا۔ ایک بہت عمدہ سور ضایع ہوا نوکر دو مہینے کے لئے

دوسرے نے مان کو اور شعلون اور دھوئین سے صاف نکل گئے جوان آدمیون کی اس ہمت پر سب نے آفرین کی۔ پس اے عزیز بہائیو تم بھی والدین کی اطاعت اور فرمانبرداری اون جوانون کیطرح کرکے تحسین و آفرین حاصل کرو۔ اور ہر دلعزیز بنو۔

وعدہ وفا کرنا

حضرت اسمعیل علیہ السلام ایک روز اپنے ایک دوست کیساتھ بازار مین چلے جاتے تھے کہ یکایک گذر اس دوست کا اُسی کے مکان کے آگے سے ہوا۔ وہ حضرت اسمعیل سے یہ کہکر اپنے گھر مین چلا گیا۔ کہ آپ ٹھہرئے مین ابھی واپس آتا ہون" اتفاق وقت سے گھر مین پہنچکر وہ ایسے ضروری کام مین مشغول ہوگیا کہ پھر نہ آیا۔ اور دوسرے روز بھی دوسرے راستہ سے نکل کر چلا گیا۔ تیسرے روز جو ادھر سے آیا تو دیکھا کہ حضرت اسمعیلؑ وہان تشریف رکھتے ہین۔ وہ افسوس کے ساتھ تکمذرخواہی کرنے لگا۔ حضرت نے کہا کہ کچھ محل عذر نہین۔ تم اتفاقیہ بھول گئے مگر مجکو اپنا وعدہ پورا کرنا ضرور تھا۔ سچ ہے وعدہ کا ایفا کرنا ایک اعلیٰ وصف انسانی ہے۔

ہمیشہ اپنی کتاب پر نظر رکھو

ایک بزرگ کا قول ہے کہ جب مین لڑکا تھا تو مین اکثر بہت سُستی کیا کرتا۔ اور پڑھتے وقت اور سُست لڑکون کے ساتھ کھیلا کرتا تھا۔ ایک دن اوستاد نے ہمین کہا کہ لڑکو تم کو سُست نہین ہونا چاہئے

اپنی کتابون پر خوب دھیان لگاؤ۔ جو لڑکا کسی دوسرے لڑکے کو غافل دیکھے فوراً مجکو اطلاع دے۔ مین نے اپنے دل مین سوچا کہ اب فلان لڑکے سے جو نہایت کاہل اور سُست ہے بدلہ لینے کا خوب موقع ہاتھہ آیا۔ مین اسکی تاک مین رہون گا۔ اور جب اس کی نظر کتاب سے اُٹھی ہوی دیکھونگا۔ فوراً اوستاد سے کہدونگا۔ تھوڑی ہی دیر بعد مین نے دیکھا کہ اوس لڑکے کی نظر کتاب سے ہٹی ہے۔ مین تو تاک لگائے بیٹھا ہی تھا۔ فوراً مین نے اوستاد سے جاکر کہدیا۔ اوستاد نے کہا کہ بھلا تمکو کیسے معلوم ہوا کہ وہ لڑکا غافل تھا؟ مین نے جواب دیا کہ مین نے اُسے اپنی آنکھہ سے دیکھا۔ تب اوستاد نے کہا کہ کیا اوسوقت تمہاری آنکھہ کتاب پر نہ تھی۔ جب تم نے اُسے غافل دیکھا۔ مین اوس کا جواب نہ دے سکا۔ اور سب لڑکے ہنسنے لگے۔ اوس دن سے مین نے بالکل غافل لڑکونکی فکر نہین کی۔ بلکہ ہمیشہ اپنی کتاب پر نظر رکھتا ہون۔

غرور کا سر نیچا

ایک دولتمند کا لڑکا اپنے باپ کی قبر پر بیٹھا تھا۔ اور ایک فقیر کے لڑکے سے جو اپنے باپ کی قبر پر بیٹھا تھا۔ کہتا تھا کہ میرے باپ کی قبر کا صندوق پتھر کا ہے اور منقش ہے اور فرش خوبصورت اور ہشت پہلو اینٹونسے جڑا ہوا ہے۔ تیرے باپ کے قبر مین کونسی ایسی چیز ہے۔ دو اینٹین رکھ کر ذرا سی مٹی ڈال رکھی ہے۔ غریب کے لڑکے نے یہ سنکر ایسا جواب دیا کہ امیر کا لڑکا خاموش ہوگیا۔ اوس نے کہا "تیرا باپ ان بھاری پتھرون کے نیچے سے اپنے آپ کو نکالتا ہی رہے گا کہ میرا باپ

بہشت مین جا داخل ہوگا۔ کیونکہ اوس کے باپ کی قبر مین دو اشرفیان ہی تہین۔ اسلئے جلد وہ اُٹھہ کہڑا ہوگا۔ پس امیرون کو غریبون کی طرف کبھی غرور سے نہین دیکہنا چاہیئے۔ نہ اون کے سامنے اکڑنا چاہیئے ان کی مفلسی پر ہنسنا نہ چاہیئے۔ کیونکہ دیکہئے امیر کو غریب نے کیسا جواب دیا ؎

کوئی بے بہا شال مین مست ہے
کوئی اپنی ہی کہال مین مست ہے

بُرون کی صحبت سے پرہیز لازم ہے

بُری صحبت زہریلے سانپ سے بھی زیادہ بُرا اثر پیدا کرتی ہے اور بُرے کی رفاقت کا نتیجہ ہمیشہ بُرا ہوتا ہے۔ جیسا کہ ذیل کی کہانی سے ظاہر ہوگا۔ ایک نیک دل صوفی بیچارہ ایک ہی رات کی صحبت بد سے رسوا ہوگیا۔ ایک کمینہ بد اصل کہین راہ مین چلا جاتا تہا۔ اتفاقاً ایک صوفی سے اس کی ملاقات ہوئی۔ اس نے پوچہا اے یار تو کہان جاتا ہے صوفی نے کہا کہ گجرات اور وہان سے اجین جاؤنگا۔ اوس کمینے نے کہا کہ اگر کہو تو مین بھی تمہارے ساتھ چلون۔ کیونکہ مجہے بھی وہان جانا ہے صوفی بولا میرے سر آنکہون پر۔ انشا اللہ تعالی تجہے بخیر وخوبی منزل مقصود پر پہونچا دونگا۔ صوفی کچہ روپیہ بطور سفر خرچ کے لیکر اسکے ساتھ روانہ ہوا شام کے وقت وہ دونون ایک گاؤن مین پہونچے اور کسی بنئے کی دوکان پر اُترے۔ اتنے مین ایک اہیرنی مٹکا سر پر لئے ہوئے آنکلی اور ان دونون سے کہنے لگی کہ میرا گہر یہان سے کچہ فاصلے پر ہے

اور اب رات ہو گئی ہے۔ اگر تمہاری مرضی ہو اور تم اجازت دو تو
مین بھی رات کی رات یہان ٹہیرون وہ بولے کہ بہت اچھا کچہ مضائقہ
نہین۔ جگہ بہت ہے۔ اپنی دہی کی ہانڈی ہمارے پاس اودہر کو رکہدے
تاکہ کتے بلی سے محفوظ رہے۔ اور تو ادہر ہو کر سورہ یہان کتے بہت
ہین۔ ایسا نہ ہو کہ تیرا دہی کہا جاوین۔ چنانچہ اہیرنی اپنی ہانڈی ان کو
سونپ کر آپ سو رہی۔ کمینے آدمی نے رات کو اُٹھ کر ہانڈی کا دہی
چاٹ لیا۔ اور تہوڑا سا صوفی کے ہاتہہ منہ کو لگا کر چپ چاپ سو رہا۔
جب صبح ہوی تو یہ تینون اکٹھے اُٹھے۔ اہیرنی نے جو ہانڈی اٹہائی تو
دیکہا کہ وہ خالی ہے اور دہی ندارد ہے۔ اپنا سر پیٹنے لگی اور دونون کے
منہ کو دیکہنے لگی۔ جب خوب دہیان کیا تو دیکہا کہ صوفی کا ہاتہہ منہ دہی سے
بہرا ہوا ہے اور کچہ نہ پوچہا اور اُٹہتے ہی صوفی کی ڈاڑہی پکڑ لیا اور
مارنا شروع کیا۔ اور غل مچانا شروع کی اور کہنے لگی کہ تو نے میرا دہی
کہایا ہے اور فوراً ہانڈی کو پہوڑا۔ اور اس کا گہیرا صوفی کے گلے مین
ڈال اُسے بازار مین لاکر کہڑا کیا۔ صوفی بیچارہ بے قصور سخت نادم ہوا
اور اس کمینے کی رفاقت سے سخت پچتایا اور پشیمان ہوا۔ جو کوئی بازار
مین چلتا ہوا آتا وہ صوفی کو پھٹکارتا اور لعنت ملامت کرتا۔

(نتیجہ) برُے سے نیکی نہین ہو سکتی جسطرح۔ سانپ کو دودھ
پلانے سے دودھ کا زہر بن جاتا ہے۔ اسی طرح برُے سے نیکی کرنی
برُائی ہو جاتی ہے۔ اور برخلاف اس کے گائے کو خشک گہاس کہلانے سے
دودھ بن جاتا ہے۔ یہ دودھ بننا گہاس پر منحصر نہین۔ بلکہ اس کی ذاتی
اصلیت پر منحصر ہے۔ اسی طرح سانپ کے دودھ پینے سے دودھ کا

زہر بن جانا سانپ کی اصلیت ظاہر کرتا ہے۔

خود غرضی

اوس قادر مطلق نے ہر ایک پھول پر جو ہوا کو تر و تازہ کرتا ہے۔ باد صبا پر جو پھولون کی جسم و جان ہے۔ مینہہ کے ایک چھوٹے سے قطرے پر جو بیابان کے پیاسے پودے کو فرحت بخشتا ہے۔ وسیع سمندر کی سطح پر کہ جو ہمین طرح طرح کے فوائد پہونچاتا ہے۔ اور انواع و اقسام کی گرانبہا چیزین دیتا ہے۔ انڈے کے چھلکے پر جو ایک جاندار کو مادر مہربان کیطرح آغوش محبت مین لئے ہوے ہے۔ اوس طاقتور آفتاب عالمتاب پر کہ جس سے دنیا روشنی اور گرمی پاتی ہے۔ اور تمام چیزین پرورش پاتی ہین۔ غرض تمام موجودات عالم پر یہ الفاظ لکھدئے ہین کہ کوئی چیز محض اپنے وجود کیلئے پیدا نہین کی گئی۔

اس کا مطلب غالباً تم نے سمجھ لیا ہوگا۔ جو یہ ہے۔ کہ خداوند کریم نے دنیا مین کوئی حیوان۔ کوئی چرند۔ کوئی درند۔ کوئی عنصر۔ کوئی نبات۔ غرض کوئی چیز ایسی پیدا نہین کی۔ جس کے وجود سے کسی دوسرے کو فائدہ نہ پہنچ سکے۔ تم دیکھتے ہو کہ ہوا کیسی فرحت بخش چیز ہے۔ اگر یہ نہو تو آدمی چشم زدن مین مر جائے۔ پانی جو دنیا کے تین چوتھائی حصہ کا مالک ہے ہمین کسقدر فائدے پہونچاتا ہے۔ آفتاب جس کا حکم آدھے جہان پر ہے اپنی روشنی اور حدت سے کسقدر پودون اور حیوانون وغیرہ کو زندگی بخشتا ہے۔ غرض ایک بے حقیقت گھاس کے تنکے سے لیکر کسی بڑی سے بڑی چیز تک کو اگر غور کی نظر سے دیکھا جائے تو اچھی طرح معلوم ہو سکتا ہے کہ

ہر ایک چیز ایک دوسرے کے فائدے کے لئے بنائی گئی ہے۔ پھر کیا یہ انصاف نہین ہے کہ انسان جو اشرف المخلوقات ہے اور جسکے فائدے کے لئے یہ تمام چیزین ایک پھول سے لیکر ستارون سے مرصع نیلگون آسمان تک بنائی گئی ہین۔ جسکو دنیا کی ہر ایک چیز پورا پورا اختیار دیا گیا ہے۔ کیا از روئے انصاف اوس کے لئے یہ امر ضروری نہین ہے کہ وہ محض اپنے آپ کو ہی فائدہ پہونچانے کی بجائے اپنی زندگی دوسرون کو فائدہ پہونچانے کے لئے وقف کردے۔ اور دیگر اشیاء سے صرف اپنی غرض پوری کرنے کے بجائے اور چیزونکو اپنے وجود سے مستفید کرے۔ یا دوسرے لفظون مین خود غرضی کو چھوڑ دے

پابندئ وقت

آدمی مین بہت سی خاصتین اچھی ہین۔ چنانچہ اون مین سے۔ ایک پابندئ وقت ہے۔ پابندئ وقت کسے کہتے ہین؟ کسی کام کو وقت مقررہ پورا کرنے کو کہتے ہین۔ جو آدمی وقت کا پابند ہوتا ہے۔ ہمیشہ وقت مقررہ پر اپنے فرض منصبی کی انجام دہی کے لئے تیار رہتا ہے جو طالب العلم وقت کا پابند ہوتا ہے۔ وقت مقررہ پر آپ سے آپ مدرسہ مین جاکر اپنی جماعت مین بیٹھ جاتا ہے۔ اور سبق سنانے کے واسطے تیار رہتا ہے وہ اسکول مین ہنستا ہوا آتا ہے۔ کیونکہ وہ ہمیشہ اپنے اسکول کا کام اچھی طرح تیار کرکے لاتا ہے۔ جو لڑکا اس عمدہ عادت کو لڑکپن مین سیکھ لیتا ہے وہ جوانی اور بڑھاپے مین اچھا رہتا ہے پابندی وقت کے میوے ہمیشہ شیرین ہوتے ہین۔ اگر ایسے شخص سے آپ کہین کہ فلان

جگہ فلان وقت مجھے ضرور ملنا تو وہ ضرور وقت مقررہ پر آپ سے
ملیگا۔ اور کبھی آپکو نا امید نہ کرے گا۔ اگر آپ اوسکے سپرد کوئی کام
مقرر کرینگے تو وہ اوسے اپنے وعدے پر ضرور کرلائیگا۔

پابندئ وقت سے اور بھی بہت سے فائدے ہوتے ہین چنانچہ
صحت و تندرستی۔ مال و دولت۔ اور خوشی و راحت جیسی بڑی بڑی
نعمتین اسی کی بدولت حاصل ہوتی ہین۔ برعکس اسکے جو شخص وقت کا
پابند نہین ہوتا۔ وہ ہر ایک موقع پر ہمیشہ دیر کرکے آتا ہے۔ ٹھیک
وقت پر کبھی حاضر نہین ہوتا۔ ایسے لوگون مین ایک بڑا نقص یہ ہوتا ہے
کہ وہ ہمیشہ دن چڑھے تک پڑا سویا کرتا ہے۔ جس سے اوسکی طبیعت
ہمیشہ پژمردہ رہتی ہے۔ اور اُسے دقتون کا سامنا ہوتا رہتا ہے
اُسے جلدی جلدی غسل کرنا پڑتا ہے۔ پھر بعجلت تمام آدھا پونا
کھانا جلدی جلدی نگل جانا پڑتا ہے۔ اور اس وجہ سے اُسے
بدہضمی کی بھی اکثر شکایت رہتی ہے۔ پھر جلدی جلدی کپڑے
پہنکر اُسے اپنے کام پر بھاگنا پڑتا ہے۔ مگر باوجود ان باتون کے
جب وہ دفتر مین پہنچتا ہے تو دیکھتا ہے کہ اُسے بہت دیر ہوگئی۔
اوس کے افسر اُسے ڈانٹتے ہین۔ اور دفتر والے اوس پر ہنستے ہین
اگر اُسے ریل کی سواری کے لئے اسٹیشن پر جانا پڑتا ہے تو اکثر
گاڑی چوک جایا کرتی ہے۔ اور اوسے مجبوراً دوسری گاڑی کا انتظار
کرنا پڑتا ہے۔ ایسے شخص پر ہر جگہ لعن طعن پڑتی رہتی ہے۔ اور
اپنے دوستون اور اعزا و اقربا کی نگاہون مین ذلیل ہوجاتا ہے
کیونکہ وہ جو اون سے وعدے کرتا ہے کبھی پورے نہین کرتا۔

ایسا شخص جب دفتر سے اُٹھتا ہے تو ادہر ادہر گھومتا گھامتا لوگون کے پاس بیٹھتا اُٹھتا جاتا ہے۔ اوسکی بیوی گھر مین کھانا تیار کرکے اسکا انتظار کرتی رہتی ہے۔ جب وہ آتا ہے تو اسوقت کھانا سرد ہوجاتا ہے۔ بال بچے انتظار کرتے کرتے سوجاتے ہین۔ بدنصیبون کیطرح وہ ٹھنڈے کھانے کو تنہا بیٹھ کر زہر مار کرتا ہے۔ اور اوسکی افسردگی اور پژمردگی دیکھکر سب گھر والونکو رنج ہوتا ہے۔

اس طرح جنھین پابندی اوقات کا خیال نہین ہوتا وہ اپنی زندگی کو بھی تلخ کرتے ہین۔ اور اپنے ساتھ اوروں کی زندگی بھی خاک مین ملاتے ہین۔ جو بادشاہ کاہل اور سُست ہوتے ہین۔ اور وقت کی پابندی نہین کرتے وہ ذلت کے ساتھ تخت سے اُتار دئے جاتے ہین۔ یہی حال لڑائی کا بھی ہے۔ اگر ایک جنرل دوسرے جنرل سے مقررہ وقت ومقام پر نہ مل سکے تو ظاہر ہے کہ لڑائی کا کیا نتیجہ ہوگا؟ اگر ریل گاڑی والے اپنے وقت مقررہ کے پابند نہ ہوتے تو کتنے حادثے آئے دن پیش آتے رہتے۔ بہت سے ایسے ہین جو صرف وقت کی پابندی نہ کرسکنے کی وجہ سے دنیا مین نیک نام اور اقبالمند نہ ہوسکے۔ عمدہ موقعون کو وہ ہاتھ سے کھو بیٹھتے ہین اور ساری عمر حسرت سے ہاتھ ملتے رہتے ہین۔

بُرے الفاظ

خوش ہین وہ لوگ جو کلمات بد اپنی زبان سے نہین نکالتے اور اپنی زبان کو اپنے قابو مین رکھتے ہین۔ فحش بکنے سے بچون کا بہت

نقصان ہوتا ہے۔ وہ اپنے تیز فہم اور سادہ دل کو سیاہ کر دیتے ہین
جس سے آیندہ نقصان اُٹھاتے ہین۔ عموماً دیکھا جاتا ہے کہ ہمارے
ہندوستانی بچّون کے والدین اس بات کو پیار سے دیکھتے ہین کہ بچے
انکو گالی گلوچ دیا کرین۔ صاحبو! دیکھئے! جنھون نے اپنے بچون کو پہلے ہی
سے عادات بد کی طرف مائل کر دیا۔ وہ بچے اپنے آیندہ زمانے مین
کیسے کیسے گل کھلائینگے۔ کیسا بیہودہ لاڈ ہے۔ کہ بچہ آئے گئے کو بُرا
بھلا کہے۔ اور اسکے والدین کھڑے دیکھین مسکرائین اور فرماوین کہ
لو بھئی ہمارا فرزند ارجمند ابھی سے بہت ہوشیار ہو گیا ہے کہ ہر ایک کو
عجیب الفاظ سے بلاتا ہے۔ جو سنتا ہے بہت خوش ہوتا ہے۔ دراصل
بچے مین یہ بہت بڑا عیب ہے۔ خوبی یہ ہے کہ لڑکے کو ادب سکھلاؤ
بدصحبت سے بچاؤ۔ آپ کے لاڈ سے لڑکا بدخلق اور بے ادب بنجاتا ہے
حالانکہ اصلی لاڈ و پیار سے لڑکا مودب ہونہار اور خوش خلق بنتا ہے
مگر ہمارے انڈین جنٹلین گمراہ ہو کر اپنے ناز کو ترجیح دیتے ہین۔ خواہ
ان کے لڑکے تمام عمر اس خراب عادت سے ذلیل اور خوار ہی
ہوتے رہین۔

جناب والاشان! آپ اگر اپنی اولاد کو انسانیت سکھلانا چاہتے ہین
تو ان کے بچپنے کو اپنی عالی نظرون سے نہ گرائے۔ بچپن کے زمانہ مین
بچون کے دل ایک سادہ لوح کی مانند ہوتے ہین جسطرح سادہ لوح پر
کھنچے سے حرفون کے نشانات کو ہم نہین مٹا سکتے اور وہ اوس پر دیرپا
ہو جاتے ہین۔ اسی طرح بچون کے دلون کو اوسوقت بُری یا بھلی عادت کی
طرف رغبت دین۔ وہ عادت ان کے دلون پر ثبت ہو جاتی ہے۔ اور

پھر اوسکو چھوڑنا مشکل ہوجاتا ہے۔ یہ والدین کا فرض ہوتا ہے کہ بچون کو بچپن مین راہ راست پر چلاوین۔ کیونکہ ان معصوم بچارون کو کیا معلوم ہوتا ہے۔ اون کو تو اپنے پرائے کی کچھ سدھ نہین ہوتی بزرگو! میری آخری سمع خراشی ہے کہ اپنی اولاد پر ظلم نہ کرو اور اون کو عمر بھر کے لئے کج خلق اور بے شعور نہ بناؤ۔ بلکہ انکو عالی دماغ۔ لائق ہر دلعزیز۔ خوش خلق بنانے کی کوشش کرو۔ تاکہ وہ تمہارے ناز کا باعث بنین اور تمہارے پیچھے تمہارا نام مہ واختر کیطرح روشن کرین

لوگ کیون مفلس ہین؟

ان کے خیالات ان کے کیسہ کی بہ نسبت زیادہ وسیع ہین۔

ان کا خیال ہے کہ دنیا ہماری بدولت پرورش پا رہی ہے۔

وہ اپنے اخراجات کا حساب کتاب نہین رکھتے۔

نئی نئی تجویزین بنانے والون اور ترقی کرنے والونکے دھوکومین وہ آسانی سے آجاتے ہین۔

وہ اس ضرب المثل کے۔ کہ آرام سے مقدم قرض کا ادا کرنا ہے برعکس عمل کرتے ہین۔

انکی عیش وعشرت کے مشاغل بے شمار اور بہت زیادہ روپیہ خرچ کرنے والے ہین۔

روپیہ پیسہ کو پس انداز کرنا ان کے نزدیک اچھا کام نہین۔ یہ جلد دولتمند ہوجانے کیواسطے کوشش کرتے ہین اور اپنی آسودگی کو خطرہ مین ڈالتے ہین۔

وہ اپنے دوستون کو اپنی فیاضی اور نیک نہادی پر بھروسہ کرکے
پڑا رہنے دیتے ہین۔
وہ اس کام کو کرنے کی کوشش کرتے ہین جسکی دوسرونکو ان سے
امید ہے لیکن اس کا خیال نہین کرتے کہ آسانی کے ساتھ ہم کیا
کرسکتے ہین۔
والدین کفایت شعار ہین لیکن بچون کے خیالات فضولخرجی کیطرف
مائل ہین۔
جو کام وہ کل پر ملتوی کرسکتے ہین اس کو آج نہین کرتے۔
معاہدون اور اقرارنامون کو تحریر مین لے آنا وہ ضروری
نہین سمجھتے۔
بمقابلہ محنت کرنے کے قرض لینے کو وہ ترجیح دیتے ہین اور
یہ خیال کرتے ہین کہ محنت کرنا ہماری شان کے خلاف ہے۔
ان کو یہ خیال بھی نہین آتا کہ اپنے مکانون کو تھوڑے سے روپیہ
کے عوض مین رہن کردینے سے وہ ہمیشہ کے لئے بے خانمان
ہوجاتے ہین۔
وہ اپنے دوستون کے ضمانت نامون پر اپنی دستخط کردیتے
اور ان کے قرض کی ادائگی کے ذمہ دار بنجاتے ہین۔
جب ان کی چیزون کی حفاظت و نگہداشت ان سے نہین ہوسکتی تو
ان کو خطرناک حالت مین چھوڑ دیتے ہین۔
وہ سوچتے رہتے ہین کہ ایام بارش کیواسطے کچھ پس انداز کرینگے
ابھی بہت کافی وقت ملیگا حتے کہ بارش شروع ہوجاتی ہے۔

افسر خاندان ایک ینگ شخص ہے۔ لیکن اوس نے کاروباری طریقہ سے کام کرنا نہین سیکھا۔

لڑکیون کی صرف خواہش ہے کہ ہمارا شوق اعلیٰ درجہ کے لباس اور بیش قیمت زیورات کا پورا کیا جاوے۔

ان کو اس کا یقین نہین کہ فضول خرچی کی عادت تمام خاندان مین مصرفانہ اطوار پیدا کردے گی۔

وہ اپنے پچاس روپیہ کی آمدنی پر اپنے ایسے ہمسایہ کی سی ظاہری شان و شوکت بنانے کی کوشش کرتے ہین۔ جسکی دو سو روپیہ کی آمدنی ہو۔

ہتھیار برقی چھتریان۔ چندہ کی کتابین تصویرین یا اور مختلف قسم کی چیزین۔ غرضکہ ہر ایک شئے جس کا روپیہ باقساط ادا کرنا پڑے جب ان کے سامنے آجاتی ہین تو وہ ان کو خرید لیتے ہین۔ یا ان مین چندہ دیتے ہین۔

جس کام سے وہ بخوبی واقف ہین اوس مین کچھ زیادہ ترقی کرنیکے قابل تو ہوتے نہین۔ لیکن یہ خیال کرنے لگتے ہین کہ کبھی ایسے کام مین روپیہ لگا دینے سے دولت جمع ہو سکتی ہے۔ جس سے وہ بالکل واقفیت نہین رکھتے۔

سچائی

سچائی جس کے معنے سچ بولنا ہے۔ ایک ایسا لفظ ہے جو کہ ہر ایک شخص کو کیا بڑا اور کیا چھوٹا کیا بوڑھا اور کیا بچہ کیا امیر اور کیا غریب سب کو

عزت دیتا ہے۔ اس نکتہ سے آدمی دیانت دار اور شریف بنجاتا ہے اور دنیا مین اچھا سمجھا جاتا ہے۔ مگر اب تو تمام لوگ کہتے ہین کہ جھوٹ کے بغیر ہمارا کوئی کام نہین نکلتا۔ دوکاندار کو دیکھو کہ اگر کوئی شخص کسی چیز کا بھاؤ پوچھے۔ خواہ وہ اُسے خریدے یا نہ خریدے۔ دوکاندار جھوٹ ضرور بولتا ہے۔ اور قسمین کھاتا ہے۔ سچ بولنا اگرچہ بعض مرتبہ برا معلوم ہوتا ہے مگر اس کا پھل ہمیشہ اچھا ہوتا ہے۔ ایک شخص کا مقولہ ہے کہ "سچ گرچہ تلخ است مگر پھل شیرین دارد" اور اسی طرح جو کہ جھوٹ بولتا ہے اوسکو جھوٹ بدلہ ملجاتا ہے۔ جیسا کہ اسکے لڑکے کو جس نے لوگون سے ٹھٹھا کیا تھا۔ اس کو بدلہ مل گیا تھا اگر وہ سچ بولتا تو شیر کی کیا مجال تھی کہ اتنے لوگون کے سامنے اسکو کھا جاتا۔ جو شخص جھوٹ بولتا ہے اس کا ایسا ہی نتیجہ ہوتا ہے مفصلہ ذیل ایک کہانی ہے۔ جس سے معلوم ہو جائے گا کہ جو شخص سچ بولے گا اس کا کیا حال ہو گا۔ ایک ہونہار لڑکا تھا جسکو ماں باپ بہت پیار کرتے تھے۔ ایک دن اُسے کھیلنے کے لئے ایک آری دی وہ اس کو لیکر بہت خوش ہوا اور اوسی وقت باپکے باغ مین گیا جس مین کہ اس کے باپ نے بڑے شوق سے دو تین پیڑ لگائے ہوئے تھے۔ اور جسقدر اس مین ہری ہری ٹہنیان تھین سب اوس نے آری سے کاٹ لین۔ جب باپ شام کو باغ مین گیا تو باغ اجڑا ہوا پایا۔ خفا ہو کر بیٹے کو کہنے لگا کہ سچ بتا باغ کو کس نے اُجاڑا ہے۔ وہ باپ کے خوف سے بہت ڈرا۔ مگر باپ کے سامنے کچھ جھوٹ نہ بولا۔ اس نے کہا کہ یہ کسی کی خطا نہین ہے۔ صرف

میری خطا ہے۔ اس بات سے باپ اس کا بہت خوش ہوا۔ پیار کیا۔ اور اسے دعا دی۔ اگر تم سے بھی کوئی قصور ہو جائے تو ضرور اقرار کر دو۔ جیسے ایک انگریزی کا مقولہ ہے۔ کہ کسی قصور کو جھوٹ بولکر چھپا لینے سے یہ بہتر ہے کہ اس کا صاف اقرار کر دیا جائے۔

سچ بولنے سے ہرگز نہ ڈرو۔ اس سے تم کو بہت ہی فائدے ہین جو خطا کا صاف اقرار کرتے ہین۔ ان کا قصور اکثر معاف ہو جاتا ہے۔ جو لوگ اپنی خطا کو نہین مانتے سب لوگ انہین برا جانتے ہین ؎

ہمیشہ سچائی کو رکھو عزیز کہ سچ کے برابر نہین کوئی چیز

دیکھو اگرچہ اس لڑکے نے بڑا قصور کیا تھا۔ لیکن سچ کہہ دیا تھا اسلئے باپ اسکو کچھ کہنے کی بجائے بہت خوش ہوا۔ اسلئے اے بھائیو آپ کو کوشش کرنی چاہیئے کہ ہمیشہ سچ بولو۔ اگر سچ بولوگے تو سب لوگ آپکو اچھا جانینگے اور تعریف کرینگے۔

دوستی

والدین اکثر اپنے بچون کو نصیحت کیا کرتے ہین کہ جب کبھی تم کسی کو اپنا دوست بناؤ تو ذرا دیکھہ بھال کر بنانا۔ مگر انکو نصیحت کرتے وقت یہ خیال نہین رہتا کہ دوست ہمیشہ خود بخود میسر ہو جاتے ہین۔ اور تلاش و جہان ہین سے نہین ملا کرتے سچے دوست کا ملنا فی زمانہ بہت ہی مشکل ہے اور دوست ایسے ہی کو بنانا چاہیئے جو خوش اخلاق دیانت دار اور صاحب دل ہو۔ جسکے سامنے آدمی اپنے دل کی ہر بات بلا تکلف کہہ سکے۔ حتی کہ بآواز بلند سوچ سکے اور اس سے کچھ پوشیدہ

رکھنے کی ضرورت نہ سمجھے۔ دوستی اس محبت کا نام ہے جو مرد عورت۔ خوبصورت بدصورت۔ جوان بوڑھا۔ ہم مذہب غیر مذہب والے کسی کو نہین دیکھتی۔ صرف صداقت۔ دانائی حلم و بُردباری۔ خوش نیتی۔ پاکبازی اور اسی قسم کی خوبیون کو دیکھتی ہے۔ اور اونکی متلاشی رہتی ہے۔ خودبینی دوستی کے لئے سَم قاتل کا اثر رکھتی ہے۔ جو شخص صبح سے شام تک اپنے آپ ہی سے مشغول رہیگا اور اپنے آپ کو "کچھ چیز" سمجھے گا وہ کسی کا دوست نہین ہوسکتا۔ اور نہ کوئی اوس کا دوست رہسکتا ہے۔

دوست بنانے کے لئے کوئی خاص قواعد نہین ہوسکتے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ برسون لوگ ساتھ رہتے ہین۔ اور آپس مین کسی قسم کی رنجش بھی نہین ہوتی۔ تاہم ان مین دوستی نہین پیدا ہوتی۔ ایک کنبے والے سب آپس مین ملے جلے رہتے ہین۔ مگر یہ ضروری نہین کہ اون مین آپس مین دوستی ہو اور ایک دوسرے پر وہی اعتبار ہو جو دوستون مین ہوتا ہے۔ یہ بھی ہوتا ہے کہ کسی کی شکل دیکھی یا کسی سے پہلی ملاقات ہوئی اور فوراً اوس سے دوستی ہوگئی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دوستی اور محبت مین بڑا فرق ہے۔ محبت کے دو کلیہ قاعدے ہین یا تو یہ مدت تک آپس مین ساتھ رہنے سے پیدا ہوجایا کرتی ہے۔ یا بعض لوگونکے خیال کے موافق آنکھین چار ہوتے ہی فوراً اپنا اثر دکھانے لگتی ہے دوستی اس سے بالکل مختلف ہے۔ یہ ایک درخت کے بیج کی طرح رفتہ رفتہ پرورش پاتی ہے۔ اور اس کی ترقی کے لئے اچھی زمین اور باقاعدہ آبپاشی کی ضرورت ہے۔ ورنہ یا تو یہ بیج پھوٹتا ہی نہین اور اگر پھوٹ چکا ہو تو اچھی طرح نشوونما نہین پاتا۔ ساتھ ہی اس درخت کو

کسی مالی کی ضرورت نہین ہے۔ جو ہمیشہ اسکو چاہتا اور قلم کرتا رہے
یہ خود رو پودا ہے اور صرف قدرت کے مالی کی مدد چاہتا ہے جون جون
انسان دوسرے کو پہچانتا جاتا ہے۔ اس کی عادات و خصلات اُسکے
اخلاق و مذاق سے واقف ہوتا جاتا ہے۔ اوسکی دوستی ترقی پاتی
جاتی ہے۔ گویا دوستی کا انحصار ایک آدمی کے دوسرے آدمی کو جاننے
اور اچھی طرح اوس سے واقف ہونے پر ہے۔ اور چونکہ اس کام کیلئے
بہت عرصہ درکار ہے۔ اسی وجہ سے دوستی ہمیشہ ایک مدت مدید مین
قایم ہوا کرتی ہے۔ دوستی ایک ہیرا ہے کہ جسکو جتنے عرصہ تک فان
کے آفتاب کی پار ہونے والی شعاعون کے سامنے رکھا جائے گا
اتنا ہی وہ روشن و منور ہوتا جائیگا۔ بعض آدمیون کا خیال ہے کہ
دوستی اکثر ہم مذاق اور ہم خیال ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔
ایسا ممکن ہے مگر ضروری نہین۔ بلکہ اگر ممکن ہوئی تو شاید دیر پا بھی
نہین۔ اور نہ اس سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ مختلف المزاج آدمی
آپس مین دوست نہین ہو سکتے۔ دوستی کے لئے ہم مذاق اور مختلف المزاج
دونون کے مابین ہونا چاہئے۔ اگر ہمارا دوست بالکل ہمارے ہمخیال
اور بالکل ہم جیسا ہے تو اس سے بدتر کچھ نہین ہو سکتا۔ وہ ہمارے لئے
ہر بات مین ہر خیال مین محض صدائے گنبد ہوگا۔ اور اس سے زیادہ
اور کچھ کام نہین دے سکتا اور نہ کچھ فائدہ پہونچا سکتا ہے۔ دونون
طبیعتون مین اختلاف ہونا چاہئے۔ مگر ساتھ ہی اس اختلاف مین
تضاد کی بو ہونی چاہئے۔ اور کوئی ایسا رشتہ رہنا چاہئے جس سے
دونون طبیعتین ملی رہین۔ اور وہ کیا رشتہ ہے۔ یہ معلوم کرنا دشوار ہے

اور اسی مین اس رمز کا حل ہے۔

دوستی مین سب سے بڑا فائدہ اپنے دل کے بوجھ کو ہلکا کرنا ہے انسان کے دل مین طرح طرح کی باتین اور خیالات ہوتے ہین جنکو وہ سوائے دوست کے سامنے بیان کرنے کے دوگنی ہوجاتی ہے اور رنج آدھا رہجاتا ہے۔ ہماری خوشی سے دوست خوش ہوتا ہے۔ اور اسکے خوش ہونے سے ہم کو دوبالا خوشی حاصل ہوتی ہے ہمارے رنج سے ہمارا دوست رنجیدہ ہوتا ہے۔ یا ہمارے رنج کا ایک حصہ ہمسے بانٹ لیتا ہے۔ اور اس طرح ہمارا رنج کم رہجاتا ہے۔ دوستی زندگی کے لئے وہ اکسیر ہے جو جسم کو قوت اور روح کو فرحت بخشتی ہے۔ دوستی وہ آب حیات ہے جو انسان کو زندگی جاوید سے مالامال کرتا ہے اور ابدالآباد تک اس کا نام صفحۂ ہستی پر قایم و برقرار رکھتی ہے۔ حیف ہے اس شخص پر جو دنیا مین سچا دوست نہین رکھتا اور بدنصیب ہے وہ شخص کہ جسے دوست ملتا ہو اور وہ اُسے نہ ملے یا مل چکا ہو۔ اور وہ اُسے چھوڑ دے ایسا کرنا گویا نصیحت غیر مترقبہ کو لات مارنا ہے۔ مگر اکثر لوگ سچے دوست کی تلاش اور جستجو مین ایسے محو خیال ہوجاتے ہین کہ اون مین سچے دوست اور مکار دوست مین تمیز کرنے کی قوت نہین رہتی۔ اور اس سے اُنکو بہت تکلیف پہنچتی ہے۔

کردنی خویش آمدنی پیش

ایک دن سیاہ گوش جنگل مین پھر رہا تھا۔ اس نے ایک چوہے کو ایک درخت کی جڑ کاٹتے ہوے دیکھا۔ لیکن چوہے کو اس نقصان کی

کچھ پرواہ نہ تھی۔ جو کہ وہ پہونچا رہا تھا۔ اچانک ایک سانپ منہ کھولے ہوے
چوہے کی طرف آیا اور چوہے کو ثابت نگل گیا۔ اسکے بعد سانپ کنڈلی
مار کر سایہ مین بیٹھ گیا۔ اوسی وقت ایک کچھوا وہان سے گذر رہا تھا اسکی
نظر سانپ پر پڑی۔ اس نے سانپ کو سر سے پکڑ لیا۔ اور سانپ خارپشت کے
جسم سے ٹکرا ٹکرا کر چھید چھید ہو گیا۔ اور بڑے عذاب مین مر گیا۔ جب
خارپشت اسکو دیکھا اور اوس نے اسکو سر سے پکڑ لیا۔ اور اپنے تیز
دانتون سے اوسکو چیر پھاڑ کر اوسکے گوشت کا ایک عمدہ کھانا بنایا
جب لومڑی اسکو کھا چکی تو ایک کتے نے اوس پر حملہ کیا اور اوسکو
کھا کر ایک درخت کے نیچے سو رہا جب کتا گہری نیند سو رہا تھا تو ایک
چیتے نے اوس پر حملہ کیا اور اوسکو ہلاک کر کے کھانے لگا۔ عین
اوسیوقت ایک شکاری نے اوسکے جگر مین تیر مارا اور چیتا اسی جگہ
گر کر مر گیا اور شکاری نے اوس کا چمڑا لے لیا۔ اسی وقت ایک سوار
وہان سے گزر رہا تھا۔ اس نے چمڑا لینا چاہا شکاری نے سوار کیساتھ
مقابلہ کیا۔ سوار نے تلوار کھینچی اور شکاری کا گلا کاٹ دیا اور وہان سے
چل دیا۔ گھوڑا تھوڑے قدم ہی چلا تھا کہ وہ سر کے بل جا پڑا اور سوار کی
گردن ٹوٹ گئی سیاہ گوش نے یہ دیکھکر کہا کہ ہر ایک نے اپنے کئے کی
سزا پائی ہے۔ اگر چوہا درخت کو نقصان نہ پہونچاتا تو سانپ اسکو نہ کھا جاتا
اگر سانپ چوہے کو نہ کھاتا تو خارپشت اسکو نہ مارتا۔ اور اگر خارپشت
سانپ کو نہ کھاتا تو اس پر لومڑی حملہ نہ کرتی۔ اور اگر لومڑی خارپشت پر
حملہ نہ کرتی تو اسکو کتا نہ مار ڈالتا اور اگر کتا لومڑی کو نہ مار ڈالتا تو اسکو
چیتا نہ پھاڑتا۔ اور اگر چیتے نے کتے کی جان بچائی ہوتی تو اسکو شکاری

نہ مار ڈالتا اور اگر شکاری نے چیتے کو نہ مارا ہوتا تو سوار اسکا سر کاٹتا اور اگر سوار نے شکاری کو قتل نہ کیا ہوتا تو اسکی گردن نہ ٹوٹتی۔

نتیجہ جیسا کوئی کرے گا ویسا پائے گا۔

دولتمند کس طرح بنتے ہین

انگلینڈ مین ایک دانا آدمی نے اشتہار دے رکھا تھا کہ مین ہر ایک شریف مفلس کی مدد کرنے کو تیار ہون۔ اتفاق سے اس کے پاس ایک آدمی جو شراب تماکو اور ناس کا استعمال کرتا تھا گیا اور کہنے لگا کہ مین شریف مفلس ہون۔ میری مال سے مدد کیجئے اشتہار دہندہ نے جواب دیا کہ مین مدد تو دونگا مگر پہلے میری ایک بات مان لو مفلس نے کہا بہت خوب۔ وہ بولا کہ اسی وقت گھر کو چلے جاؤ اور شراب کا استعمال ترک کردو۔ اور پھر تین ماہ کے بعد آنا۔ مفلس شراب کا استعمال بالکل ترک کرکے تین ماہ بعد آیا۔ اشتہار دہندہ نے کہا کہ اب ایک اور بات مانو اور پھر تین ماہ کے بعد میرے پاس آنا جسطرح ہو سکے گا مین تمہاری مدد کرونگا۔ مفلس نے کہا بتائیے۔ اُس نے کہا کہ گھر کو جاؤ اور تماکو اور ناس کا استعمال قطعی ترک کردو۔ چنانچہ وہ مفلس گھر آیا اور اسکی ہدایت کے مطابق اوس نے عمل کیا۔ اور پھر تین ماہ گذرنے کے بعد اس آدمی سے مدد لینے کے واسطے نہ گیا مفلس کے ایک دوست نے یہ دیکھ کر کہا کہ تو نے فلان شخص سے مدد لینے کا وعدہ کیا تھا۔ اب کیون اوس سے مدد نہین لیتا۔

اوس نے جواب دیا کہ جب سے ناس تماکو شراب کا استعمال

قطعی چھوٹ گیا ہے تب سے مین مفلس نہین رہا۔ پس مین بے فائدہ مانگنے کیون جاؤن۔

سچ ہے بیہودہ ضروریات کو بڑہانا اپنے آپ کو مفلس بنانا ہے ہمین چاہیئے کہ ہمیشہ ایسی بیہودہ باتون سے پرہیز کرین۔ پھر فارغ البالی ہاتھ باندہے ہمارے سامنے کھڑی رہیگی۔

نیکی و بدی

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اپنے اصحاب کیساتھ ایک دفعہ کسی کوچہ سے گذر رہے تھے کہ آپ نے راستہ مین چند کانٹے پڑے دیکھے۔ آپ نے جھک کر فی الفور اپنے ہاتھون سے وہ کانٹے دور پھینکدیئے۔ صحابہؓ نے عرض کی کہ یا حضرت! کیا اس کام کا بھی ثواب ملے گا۔ آپ نے فرمایا۔ بیشک یہ بڑے ثواب کا کام ہے اسی طرح پر بدی بھی خواہ اس کی مقدار تھوڑی ہو۔ اس کا بدلہ ملے گا ہم روزمرہ سیکڑون کام ایسے کرتے ہین۔ جو اچھے نہین۔ اے دوستو! سوچو تو اون کا نتیجہ کسقدر بُرا نکلے گا۔ دوزخ کے عذاب سن سن کر کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ پس ہمین خیال کرنا چاہیئے کہ ہمیشہ نیکی کے کام کرین اور بدی سے بچے رہین۔

ایک سچ بولنے والا لڑکا

شیخ عبدالقادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ مسلمانون مین ایک نہایت نیک بخت بزرگ اور نامور گذرے ہین۔ کہ جنکی خانقاہ بغداد مین مشہور ہے

یہ ایران کے صوبہ گیلان مین پیدا ہوے۔ اور وہین پرورش پائی۔ لیکن بچپن ہی مین باپ کا سایہ سر سے گذر گیا تھا۔ اسلئے یہ آپ ہی کی کھیتی باڑی کرکے اپنی والدہ کی خدمت کیا کرتے تھے۔ مگر اُسی زمانہ مین اِن کی طبیعت کھیل کود سے اُچاٹ ہوگئی۔ اور یہ لکھنے پڑھنے اور خدا کی عبادت مین مصروف رہنے لگے۔ ایک دن اِن کا دل ہل چلانے سے ایسا بیزار ہوا کہ انہون نے اسی وقت اپنی والدہ کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کیا کہ مین چاہتا ہون کہ بغداد مین جاکر علم پڑھون اور خدائے تعالے کے نیک بندون کی خدمت سے فائدہ اٹھاؤن۔ آپ مہربانی کرکے مجھے اجازت دین۔ شیخ صاحب کی والدہ نے جب انہین اپنے ارادہ پر مستقل پایا تو جانے کی اجازت دیدی۔ لیکن رخصت کرنے سے پہلے وہ خدا کی نیک بندی اپنے گھر مین سے اسّی دینار نکال لائین۔ اپنے بیٹے سے کہا کہ بیٹا ان مین سے آدھے تیرا اور آدھے تیرے بھائی کا حق ہے اور اِن کے چالیس دینار ان کے لباس مین بغل کے نیچے سی دئے اور یہ نصیحت کرکے رخصت کیا کہ بیٹا خواہ کچھ ہو جائے۔ کبھی جھوٹ نہ بولنا۔

اپنی ماں سے رخصت ہوکر نوجوان نیک بخت فرزند ایک قافلہ کے ساتھ بغداد کو روانہ ہوا۔ ابھی آدھا راہ نہ گئے تھے کہ ہمدان کے قریب چالیس ڈاکو قافلہ پر آن پڑے۔ اور سب لوگون کا مال اسباب لوٹنے لگے۔ ایک ڈاکو نے اِن سے بھی پوچھا کہ میان لڑکے تمہارے پاس بھی کچھ ہے؟ انہون نے کہا چالیس دینار ہین۔ اوس نے پوچھا کہان ہین۔ تو انہون نے کہا میری بغل مین سئے ہوے ہین۔ ڈاکو نے

سمجھا کہ یہ لڑکا بالکل مفلس معلوم ہوتا ہے۔ یہ مجھ سے ہنسی کرتا ہے۔ اور مار دھاڑ کے ہنگامہ مین کسی اور کی طرف متوجہ ہو گیا۔ جب ڈاکو لوٹ کا مال جمع کر کے اپنے سردار احمد بدوی کی خدمت مین جمع ہوے تو وہان کسی طرح اون کا بھی ذکر آ گیا۔ اوس نے کہا اس لڑکے کو جلدی پکڑ لاؤ کہ دیکھین اس کے پاس کچھ ہے بھی۔ چنانچہ ایک ڈاکو انہین پکڑ کے لے گیا۔ سردار نے پھر وہی سوال کیا کہ تمہارے پاس کچھ مال ہے؟ شیخ عبدالقادر نے فرمایا کہ میرے پاس چالیس دینار میرے لباس مین سئے ہوئے بغل کے نیچے ہین۔ اور جب کپڑا پھاڑ کر دیکھا گیا تو ٹھیک چالیس دینار برآمد ہوے۔ ڈاکوؤن کے سردار نے حیران ہو کر پوچھا میان لڑکے یہ تو بتاؤ کہ جس چیز کو تم نے اسقدر احتیاط سے اپنی بغل کے نیچے چھپا کر رکھا ہوا تھا تم نے ہمارے پوچھنے پر اوسے کیون بتلا دیا ہونہار لڑکے نے کہا کہ جب مین گھر سے روانہ ہوا تو میری ماں نے فرمایا تھا کہ "ہمیشہ سچ بولنا" سو مین کس طرح اوس کے حکم کے خلاف جھوٹ بول سکتا ہون۔ اس پر سب ڈاکوؤن نے موثر ہو کر اپنے گناہ کے پیشہ سے توبہ کر لی۔

دنیا مین کتنے چھوٹے اور بڑے بچے ہین جو اپنی ماں باپ کے حکمون کو ایسی اچھی طرح مانتے ہین۔ پیارے پڑھنے والو۔ ذرا اپنی نسبت اپنے جی مین غور کرو کہ تم اپنے آپ کو کس قدر قصوروار پاتے ہو۔ ماں اور باپ ہمیشہ تمہاری بھلائی کی بات کہتے ہین تمہین لازم ہے کہ اون کا کہنا جان و دل سے مانا کرو۔ اور اون کی نافرمانی کا خیال دل مین نہ لاؤ۔

گنا ہے۔ اور ان کی نسبت فرمایا ہے ؎

گر بغیر ہی رود از ملک خویش　　سختی و محنت نکشد پارہ دوز
در بخرابی فتد از مملکت　　گر سنہ خفتد ملک نیم روز

کیونکہ جو لوگ کوئی ہنر یا پیشہ جانتے ہین۔ وہ جہان جاتے ہین اپنے ہاتھون کی مزدوری سے روٹی کما سکتے ہین۔ بخلاف جو لوگ کوئی ہنر یا دستکاری نہین جانتے۔ وہ مصیبت کے وقت بھوکے مرنے لگتے ہین خواہ وہ بادشاہ یا امیر کے بیٹے ہی کیون نہ ہون۔ اسلئے ہر انسان کو چاہئے کہ کچھ نہ کچھ دستکاری سیکھ لے تو اچھی ہے۔

یورپ کے ملکون مین دستور ہے کہ بچون کے اکثر مدرسون مین دستکاریان سکھلائی جاتی ہین۔ بڑہئی اور لوہار کا کام تو عموماً سکھلایا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب یوروپ سے نو آبادیان بسانے والے لوگ امریکہ آسٹریلیا یا افریقہ کے کسی ملک مین جاکر آباد ہوتے ہین اور جنگلون مین آبادیان بساتے ہین تو وہ بڑہئی وغیرہ کا کام اپنے ہاتھ سے کر لیتے ہین۔ کیونکہ اگر وہ اپنے ہاتھ سے کام کرنا نہ جانتے تو کبھی اتنی عظیم الشان آبادیان نہ بسا سکتے۔ جیسی کہ اب امریکہ اور آسٹریلیا مین نظر آتی ہین۔

ہندوستان مین بعض لوگون کے نزدیک دستکاری سیکھنا شرفا کے رتبہ سے گرا ہوا کام ہے۔ عام لوگون کا خیال یہ ہے کہ دستکار اور پیشہ ور لوگ ایسے شریف نہین ہوتے جیسے کہ خاندانی امیر ہین۔ بخلاف خاندانی امیرون کے باپ دادون نے بھی محنت اور کوشش سے ہی یہ رتبے حاصل کئے تھے۔ یوروپ کے ملکون مین کوئی دستکاری

یا پیشہ سیکھنا عیب مین داخل نہین - عام لوگون کو تو جانے دیجئے یورپ کے بادشاہ تک مختلف پیشے سیکھتے ہین - بلکہ قریب قریب عام رواج ہے کہ یورپ کے ہر ایک شاہزادے کو کوئی نہ کوئی دستکاری جاننی ضروری ہے - سب سے پہلے حضرت قیصر ہند و بادشاہ انگلستان ایڈورڈ ہفتم کو ہی لیجئے کہ جن کی وفادار رعایا ہونے کی ہمین عزت حاصل ہے - زمانہ شہزادگی مین انہون نے جُرابین بننا سیکھا تھا - ان کے دونون شہزادون نے کہ جن مین سے ایک اسوقت ولیعہد سلطنت اور پرنس آف ویلز ہین - اور دوسرے انتقال کر چکے ہین - باقاعدہ طور پر دوسرے ملاحون کی طرح جہازرانی اور ملاح کا کام سیکھا تھا - اور کئی سال تک جہازون مین زندگی بسر کرکے ملاحون کی زندگی کا تجربہ حاصل کیا تھا - یہ دونون شہزادے ایسے ہی اچھے جہازی رسّے بٹا کرتے تھے - جیسے کہ کوئی اور ملاح بٹ سکتا تھا - زار روس بہت اچھا ہل چلا سکتے ہین - اور بوائی کٹائی مین بہت اچھے دہقانون کے کان کاٹتے ہین - قیصر جرمنی - کمپازیٹری - یعنے چھاپا خانہ کے حرف جوڑنے مین کمال رکھتے ہین - اٹلی کے سابق بادشاہ ہمبرٹ خوب جوتے سی سکتے تھے - سویڈن کے بادشاہ اوسکا جو یورپ و ایشیا کی نو دس زبانین بول سکتے ہین - اور بڑے عالم ہین - لکڑہارے کے کام مین مشاق ہین حضور قیصرہ متوفیہ وکٹوریا اپنے ہاتھ سے جالیا کاڑھتی اور رضائیان سیتی تھین - اسی طرح یورپ کے اور بہت سے شہزادے کئی ہنر جانتے ہین - اگر ادن مین سے آج خدانخواستہ کوئی محتاج ہو جائے تو اپنی دستکاری سے اپنی روٹی کما سکیگا -

مسلمانون کے بزرگون مین بھی دستکاریان اور تجارت عزت کی چیز مین سمجھی جاتی تھین۔ اور وہ ادنی سے ادنی محنت کے پیشہ کو کہ جس سے دیانت سے روٹی کمائی جاسکے۔ بیعزتی کی بات نہین سمجھتے تھے۔ مثلاً ابو طالب حضرت محمد صاحب کے چچا اور خلیفہ اول حضرت ابو بکر عطر بیچتے تھے۔ اور کبھی غلہ بھی بیچتے تھے۔ حضرت عمر امینٹین اپنے ہاتھہ سے بناتے تھے۔ سعد بن ابی وقاص وزبیر بن عوام تیر بناکر بیچتے تھے۔ عاص بن ہشام ابو جہل کے بھائی اور ولید بن مغیرہ لوہار کی دوکان کرتے تھے۔ عثمان بن طلحہ جسکو حضرت محمد صاحب نے کعبہ کی کنجی سپرد کی تھی درزی کا کام کرتے تھے۔ عتبہ بن ابی وقاص بُرہئی کا کام کرتے تھے۔ امام ابو حنیفہ ریشمی کپڑے بنوانے اور بیچنے کا کارخانہ رکھتے تھے۔ غرض شریف لوگ کسی دیانت داری کے پیشہ اور دستکاری سے عار نہین کرتے تھے۔ یہی خیال ہندوستان کے نوجوانون مین پیدا ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ خداوند تعالے دستکار اور محنتی کو عزیز رکھتا ہے۔

تین دن کی قیمت

جب کولمبس نئی دنیا کی تلاش مین نکلا۔ اور سمندر مین چلتے ہوے بہت دن گذر گئے۔ مگر نئی دنیا کا کوئی نشان نہ ملا تو اسکے جہازونکے ملاحون نے گھبراکر بلوہ کردیا۔ اس سفر سے کہ جس کو وہ حماقت کا کام کہتے تھے۔ گھر کو واپس لوٹ جانے پر اڑ گئے اور صاف الفاظ مین کہدیا کہ اب نئی دنیا کہین نہین ملیگی۔

لیکن اون کے افسر کو نئی دنیا کے ملجانے کی قوی امید تھی۔ تاہم مصلحت وقت کے خیال سے اوسکو راضی ہونا پڑا۔ اور اوس نے وعدہ کرلیا کہ اگر تین دن کے اندر کوئی خشکی نہ ملی۔ تو وہ ضرور واپس چلا جائے گا۔ مگر خوش نصیبی سے وہ تین دن ختم ہونے کے پہلے ہی نئی دنیا اونکی آنکھونکے سامنے آگئی۔

وہ آخری تین دن ثابت قدمی کا نتیجہ تھے۔ کہ جن کی بدولت وہ لوگ ذلت اور آفت سے بچگئے۔ اور گو یہ تین دن ایام سفر کا بہت چھوٹا حصہ تھے۔ تاہم کولمبس کے نزدیک وہ نئی دنیا اور اس کی زندگی سے بھی زیادہ بیش قیمت تھے۔ سالہا سال کی محنت اور تکلیف کا نتیجہ انہین تین دن کی بدولت وصول ہوا۔ اور وہ سب بالکل برباد ہوجاتی اگر کولمبس باغیون کا کہا مان کر اس سفر سے واپس ہوجاتا۔ انسان کو چاہئے جبتک کامیاب نہ ہوجائے ہمت نہ ہارے۔ شاید کہ کامیابی مین تھوڑا عرصہ باقی ہو۔

غصہ کا نتیجہ پشیمانی ہے

ایک شخص نے اپنے کتے کو شکار مین بہت سدہایا تھا۔ اور اوسکو اپنے ساتھ شکار مین لے جاتا تھا۔ ایک دن وہ شخص خود تو شکار کے لئے جنگل کو گیا لیکن کتے کو گھر کی رکھوالی اور اپنے چھوٹے لڑکے کی نگہبانی کے لئے چھوڑ گیا۔ وہان سے لوٹا تو کتا تو دور ہی سے دوڑ کر اوس کے پیرون سے لپٹ گیا۔ مگر اوسکی نظر اپنے لخت جگر پر نہ پڑی۔ کتے کو خون مین بھرا ہوا اور تمام انگنائی مین خون کی چھینٹین دیکھکر اوسکو یقین ہوگیا کہ بیشک اسی کتے نے میرے فرزند کو مار ڈالا ہے۔ طیش کی

حالت مین کُتّے کی طرف دیکھ کر بولا او نمکحرام تو نے یہ کیا غضب کیا۔ وہ غریب بے زبان کیا جواب دیتا؟ منہ تکتا رہگیا۔ اوس نے غضب مین آکر آؤ دیکھا نہ تاؤ جھٹ پٹ تلوار نکال کر بیچارے بے گناہ کو دو ٹکڑے کر ڈالا۔ اور اوس نے چیخ کر جان دیدی۔ کُتّے کے چیخ کی آواز کھوئے ہوے لڑکے کان مین پڑی۔ جو پاس ہی کی کوٹھری مین سویا تھا۔ آواز سنکر لڑکے نے کُتّے کو یہ سمجھکر پکارنا شروع کیا کہ شاید کوئی آدمی میرے جان نثار کُتّے کو مارتا ہے۔ وہ شخص لڑکے کی آواز سنکر جب گھر مین گیا تو پلنگ ہی کے پاس ایک مردہ بھیڑیا پایا۔ لڑکے نے بیان کیا کہ آپ کے جانے کے بعد اس بھیڑئے نے مجھ پر سخت حملہ کیا۔ اگر ہمارا وفادار کُتّا نہ بچاتا تو یہ مجکو مار ہی ڈالتا۔ اس شیر کُتّے نے اوس کو مار گرایا گو وہ خود بھی ایسا زخمی ہوا کہ سارا بدن خون سے تر بتر ہو گیا۔ اس کیفیت کو سنکر۔ اگرچہ اوس شخص کو پشیمانی ہوی۔ مگر کیا کر سکتا تھا؟ کیونکہ تیر کمان سے چھوٹ چکا تھا۔ اور کام ہاتھ سے جاتا رہا تھا۔

پیارے بھائیو سمجھو کہ اگر یہ شخص پہلے ہی لڑکے کو تمام گھر مین تلاش کر لیتا۔ اور غصہ مین جلدی نہ کرتا تو اوس کو اپنے جان نثار دوست کُتّے کے لئے رونا نہ پڑتا۔ اسلئے ہر شخص کو لازم ہے کہ غصہ مین بے سمجھے بوجھے کام نہ کرے۔

بچپن

ایک بُڈھے سے کہ جس کی پیٹھ سالون کے بوجھ سے جھکی ہوی تھی جب بچون نے پوچھا کہ بڑے میان کیا ڈھو ڈھو رہے ہو تو اوس نے

نے جواب دیا کہ بچپن اور جوانی۔ اس مختصر جواب مین اس بڈھے نے
اپنی ساری عمر کے تجربہ کا لب لباب بتلا دیا۔ اس قصہ کو مین نے
جب پہلی بار سنا تھا تو اسوقت یہ سوال پیدا نہ ہوا تھا کہ بچپن بھی ایسا
عمدہ زمانہ ہے کہ جسکی تلاش اور خواہش ایک بڈھے زمانہ دیدہ کو بھی
ہوسکتی ہے۔ مگر جون جون عمر گذرتی جاتی ہے۔ بچپن کی قدر دل مین
بڑھتی جاتی ہے۔ آجکل بچون کو خود شاید اس بیش قدر زمانہ کی قدر معلوم
نہ ہو۔ اور اگر پوچھا جائے تو گمان غالب ہے کہ زیادہ تر بچے ایسے
ملین گے جو ایک دم سے بڑے ہونے کی آرزو رکھتے ہون۔ اس مین
کوئی تعجب کی بات نہین۔ کیونکہ کسی نعمت کی قدر اوس کے ہوتے ہوئے
نہین ہوتی۔ بلکہ اوس کے گذرنے کے بعد اس کی قدر معلوم ہوتی
ہے۔ مشہور ہے کہ ؎

قدر ہر نعمت است بعد زوال

بچپن واقعی ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ مگر اس نعمت مین ایک
خوبی اور ایک برائی ہے۔ لطف تو یہ ہے کہ امیر و غریب ہر ایک کو یہ
دولت نصیب ہوتی ہے۔ اور کوئی اس سے محروم نہین رہتا۔ مگر خوبی
یہ ہے کہ یہ نعمت صرف ایک مقررہ زمانہ تک رہکر چلی جاتی ہے۔
ہمیشہ نہ کبھی کسی کے پاس رہی اور نہ رہے گی۔ پس بچون کو چاہئے کہ
اس سے پہلے کہ یہ تھوڑے دنون کی دولت ان کے ہاتھ سے
نکل جائے۔ جہان تک ممکن ہو اس سے فائدہ اٹھالین۔

بچپن کو اگر ساری زندگی کی جڑ اور بنیاد کہین تو بجا ہے۔ کیونکہ
جسطرح کسی درخت کی سرسبزی اور شادابی کے لئے جڑ کی مضبوطی

لازمی ہے۔ یا کسی مکان خواہ عمارت کی پایداری کے واسطے اوس کی بنیاد کی پختگی ضروری ہے۔ اسی طرح بلکہ اوس سے بھی زیادہ عمر کی درستی بچپن کی کسی عمدگی پر منحصر ہے۔ اور گو کہ بچپن ہمیشہ قایم نہین رہتا اوس کا بھلا یا بُرا اثر زندگی بھر ساتھ رہتا ہے۔

بچپن مین سب باتون کی درستی کا موقع اور وقت ملتا ہے۔ چھوٹے اور نرم پودے کی طرح طبیعت بھی ملائم ہوتی ہے۔ جدہر چاہو اسے موڑ لو۔ غرض انسان کے بچّے کو نیک یا بد بنانا اسی زمانہ مین اختیار ہے آیندہ بہتری کے سازوسامان اور تیاریان کرنے کے لئے بچپن سے زیادہ مفید کوئی زمانہ نہین ہے۔

دنیا کے بڑے بڑے اور نامور آدمیون نے اپنی زندگی کے عظیم کام بچپن ہی مین کر ڈالے ہین۔ شروع کی سچائی اور خداترسی۔ اطاعت اور فرمانبرداری محنت و مشقت سے آیندہ ہمیشہ کام نکلا ہے اسوقت کی غفلت اور سُستی۔ نافرمانی اور گستاخی۔ جھوٹ اور فریب کے عوض کسی وقت رونا پڑتا ہے۔ اور ذلت اور خواری اٹھانا اور درد دُکھ سہنا پڑتا ہے۔ اور عمدہ باتون سے جن کا شمائد آیندہ کسی وقت تفصیل وار ذکر کیا جائے گا۔ اور ہر ایک کے فائدے ظاہر کئے جائین۔ مگر اسوقت بچون کو صرف اتنا جتانا منظور ہے کہ وہ آج کل عمر کی سب سے ضروری منزل مین ہین۔ اور اگر اس پہلی ہی منزل مین اُنھون نے راہ راست کی پرواہ نہ کی تو پھر ہمیشہ کے لئے گمراہ اور منزل سے کوسون دور بھٹکتے پھرینگے۔

بچون کو کیا بعض والدین کو بھی یہ خیال رہتا ہے کہ بچپن کے

عیب اور گناہ معافی کے قابل اور در گذر کے لایق ہین۔ پھر کیا عجب ہے کہ اگر بچے یہ سمجھین کہ ابھی کیا بگڑتا ہے۔ جب بڑے ہونگے تو دیکھا جائے گا۔ مگر یہ خیال بالکل جھوٹا اور سراسر لغو ہے۔ بچپن کا نیک یا بد اثر ایک ایسا پکا نقش ہو جاتا ہے کہ پھر کسی طرح بھی مٹائے نہین مٹتا۔

تخم ریزی کے وقت جیسے اور جس قسم کے بیج بوئے جائینگے اوسی قسم کی پیداوار ہوگی۔ اسی طرح بچپن مین جو کچھ کیا جائیگا اس کا ثمرہ آیندہ ملے گا۔

آجکل کے لڑکے لڑکیون کو اپنی درستی کا بڑا موقع حاصل ہے اس موقعہ کو بیکار نہین جانے دینا چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ بڈھے ہو کر وہ بھی اس بڈھے کی طرح کہ جس کا ذکر اوپر آچکا ہے اپنے پچھلے دنون کی تلاش اور جستجو مین حیران و پریشان رہین۔ اور بیکار رنج و افسوس کرین۔ کیونکہ زندگی بہر بہر یہ موقعہ ہاتھ آنے کا نہین ؎

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہین

صحبت کا اثر

دنیا مین کوئی ایسی چیز نہین ہے۔ جس مین کسی قسم کی تاثیر نہ ہو۔ جہان پتھر مین ایک چیز رکھنے سے ایک عرصہ کے بعد پتھر اور مٹی مین مٹی اور نمک مین نمک ہو جاتی ہے۔ تو وہان اس بات کا سمجھنا کیا مشکل ہے۔ کہ خوشبودار اشیا کی تاثیر سے بوئے خوش اور بدبودار سے گندہ مغزی حاصل ہوتی ہے۔ ایک بزرگ کہتا ہے کہ اگر گھوڑے کو

گدھے کے پاس باندھوگے تو اگرچہ رنگ نہ بدلے گا مگر دولتیان مارنی سیکھ لے گا۔ پس اس سے دو ہی قسم کے اثر یعنے نیک یا بد معلوم ہوے۔ اور اس تاثیر سے انسان بھی خالی نہین ہے۔

پیارے بھائیو۔ اگر ہم جھوٹون۔ چورون۔ قمار بازون۔ شہدون اور ناکارون کی صحبت رکھین گے تو ہم پر فوراً بُرا اثر ہو جائے گا کیونکہ بہ نسبت نیکی کے بدی آدمی مین جلدی سرائت کر جاتی ہے۔ اب یہ سوال ہے کہ نیک کام کا اثر جلدی کیون نہین ہوتا۔ کیون؟ نیکی ایک سادہ چیز ہے۔ اور انسانی دل غریبون کی دور کرنیوالی ہے۔ اور بظاہر اسکی قدر کم ہے۔ البتہ اس سے عاقبت سنورتی ہے جو ظاہر انظر نہین آتی۔ پھر آخرکار نیک صحبت کا بھی کچھ نہ کچھ اثر ضرور ہو جاتا ہے۔ فرض کرو کہ ایک شخص تحصیل علم کرتا ہے۔ اور پڑھنے والون کے ساتھ صحبت رکھی ہے تو ضرور اسکی بول چال نشست برخاست بھی کسیقدر پڑھنے والون کی سی ہو جائیگی۔ اسلئے بہتر ہے ہمین داناؤن۔ عالمون۔ عقلمندون اور تجربہ کارون کی صحبت رکھنی چاہئے۔ کیونکہ ایک شاعر کا قول ہے ؎

صحبت صالح ترا صالح کند　　صحبت طالح ترا طالح کند

نتیجہ۔ ہمین بد صحبت سے علیحدہ رہکر نیک صحبت سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔

سچی کا بول بالا

بنی اسرائیل مین ایک زاہد شخص تھا۔ جو غریب ہونے کے علاوہ عیالدار بھی تھا۔ بیچارے کی گذران بھی مشکل سے ہوتی تھی۔ صرف

جو اوس کی بیوی بٹیان سوت کا تا کرتین۔ وہ اُسے بیچ کر دوسرے دن کے لئے روٹی لے آتا۔ اور جو کوئی پیسہ بچتا اوسکی روکھی سوکھی روٹی اپنے بال بچون کے لئے خریدتا۔ جس سے بعض دن اُن بیچارونکا ٹھیک طرح سے پیٹ نہ بھرتا۔ ایک دن ایسا ہوا کہ یہ گھر سے سُوت لیکر نکلا تو راستے مین اُسے ایک فقیر ملا جس نے اُسے سفید پوش دیکھکر سوال کیا۔ میان عابد نے سُوت بیچکر اوسکی قیمت فقیر کے حوالے کی اور گھر خالی ہاتھہ واپس آیا۔

جب اوسکے بچون نے اُسے خالی ہاتھ گھر آتے دیکھا تو سوال کیا کہ ابّا جان کھانا نہین لائے؟ اوس نے سارا ماجرا کہہ سنایا جس پر اُسکی بیوی بولی تو پھر اب ہم کیا کرینگے۔ ہمارے پاس تو کوئی ایسی چیز بھی نہین جسے بیچکر اور روٹی خرید لین۔ صرف یہ ٹوٹی ہوی ہنڈیا اور مصلّا ہے۔ انہین جاکر بیچو اور کچھ کھانے کے لئے لاؤ۔ بچون نے تو صبح سے کچھ بھی نہین کھایا۔ خیر بیچارہ زاہد مصلّے اور ہنڈیا لے بازار گیا۔ لیکن بھلا اون خستہ خراب چیزون کو کون خریدتا تھا۔ آخر نا چار ہوکر لوٹنے کو تھا کہ ایک مچھلی والا اُسے ملا۔ جسکے پاس ایک سڑی ہوی مچھلی باقی تھی۔ جسکو کسی نے نہین خریدا تھا۔ مچھلی والے کا میان زاہد سے سودا بنگیا۔ اور یہ مصلّے اور ہنڈیا۔ اوس کے حوالے کرکے مچھلی گھر لے آئے۔ گھر والی نے کہا کہ ہم اس سڑی ہوی مچھلی کو کیا کرین۔ زاہد بولا کہ دھو دھا کے بھون لو۔ اللہ کا دیا ہوا رزق ہے جب اُنہون نے اوس کا پیٹ چاک کیا تو اوس مین سے ایک موتی نکلا۔ بیوی نے میان کو خبر کی۔ میان بولے اگر اوس موتی مین سوراخ

ہے تو وہ کسی شخص کا مال ہے۔ اور اگر نہین تو خدا کی عنایت کردہ چیز ہے
جب دیکھا تو موتی مین کوئی سوراخ نہین تہا۔ صبح ہوتے ہی میان زاہد
موتی لے اپنے ایک دوست جوہری کے پاس گئے۔ اور اوسے
شناخت کے لئے دکھایا۔ جوہری نے کہا دوست یہ موتی کہان سے
ہاتھ لگا۔ زاہد نے جواب دیا اللہ تعالے نے دیا ہے۔ تب جوہری
بولا کہ اسکی قیمت ایک ہزار روپیہ ہے۔ لیکن تاہم تم میرے فلان
دوست کے پاس لے جاؤ۔ کیونکہ وہ مجہ سے زیادہ ماہر ہے۔ اور لدار
بھی ہے۔ اور اِن موتیون وغیرہ کی پرکھ اوسکو اچھی یاد ہے
پس زاہد اوس سے موتی لے کر اوس کے پاس گئے اور اُسے
دکھایا تو اوس نے کہا کہ یہ دس ہزار سے زیادہ قیمت کا نہین۔ اور
مزدورون کے ہاتھ روپیہ اٹھوا کر اُنہین عابد کے ساتھ کیا اور کہا کہ
گہر تک پہونچا آئین۔ جب یہ گہر پہونچے تو ایک فقیر نے آکر سوال کیا کہ
اللہ کے دئے مین سے ہمین بھی دلواؤ۔ زاہد نے کہا بھائی آدھا تم
لے لو۔ کیونکہ مین بھی کل تمہارے جیسا تہا۔ اور یہ کہہ کر آدھا گن کر
اوس کے حوالے کیا۔ جب حصّہ بانٹ چکے تو سائل نے کہا۔ یہ لو اپنا
روپیہ اور خدا تمہین اس مین برکت دے۔ مین تو صرف تمہارے
خدا کا بہیجا ہوا قاصد تہا۔ تاکہ تمہین آزماؤن۔ کہ دولت کے ملتے ہی
کہین بہول تو نہین گئے۔ زاہد نے کہا خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ۔
اوس نے ہم غریبون کو خوش حال کیا۔ جو کسی لایق نہ تھے۔ اسکے بعد
میان زاہد اور اون کے بچے ہمیشہ اپنی زندگی بہر عیش مین رہے۔

مندرجہ بالا کہانی سے صاف ظاہر ہے کہ سخاوت خداوند کریم کو

کس حد تک پسند ہے۔ اور سختی کبھی بہو کا نہین رہتا۔

گورنمنٹ کے فرایض

انسان کی اخلاقی۔ دماغی۔ اور جسمانی حالتون مین بہت بڑا اختلاف ہے۔ اور اس قسم کے کل اختلافون کی وجہ سے مختلف سوسائٹیان ہوتی ہین۔ مختلف قوانین ہوتے ہین۔ جنکے ذریعہ سے حکومت کیجاتی ہے۔

اپنی اپنی حالتون کے موافق انسان کے مختلف گروہون نے علمی لیاقت اور تاریخی شہرت وغیرہ حاصل کی ہے پس ہر گورنمنٹ کا غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ منجملہ اور علوم و فنون کے خود گورنمنٹ ایک ایسا علم ہے جسکے قواعد مقرر ہین۔

حکومت کے فرائض مین محکوم رعایا و ملک کی اخلاقی اور خارجی حالتون کا دیکھنا اور اوس کی درستگی پر پوری قوت سے مائل ہونا داخل ہے۔ اور کفایت شعاری (سیاست مدن) گورنمنٹ کا ضروری جزو ہے۔ کہ جسکے بغیر انتظامات ملکیہ بیکار ہوتے ہین۔

کسی سوسائٹی کو باضابطہ چلانے کے لئے جو قواعد مقرر کئے جاتے ہین۔ انہین کو قانون کہتے ہین۔ اور جس شکل یا واقعات سے ان قوانین کا استعمال ہوتا ہے۔ اوسکو گورنمنٹ کہتے ہین۔ ممکن ہے کہ دو ملکون کا ایک ہی ضابطہ یا قانون ہو۔ اور پھر بھی دونونکی گورنمنٹین بالکل جدا ہون۔ یا برخلاف اس کے کہ دو ملکون کی گورنمنٹین ایک ہون۔ مگر قوانین مین اختلاف ہو۔ چنانچہ۔ اس زمانہ کی جدید ریاستون

مین ہر دو اختلافات کے ساتھ گورنمنٹین موجود ہین پس گورنمنٹ کے تین جدا جدا مفہوم ہوتے ہین۔

(۱) گورنمنٹ ضابطہ و قانون بناتی اور اس کا تحفظ کرتی ہے۔

(۲) گورنمنٹ وہ شئے ہے جس سے احکام و قوانین کا نفاذ ہوتا ہے۔

(۳) گورنمنٹ اس مجموعہ انتظامی کا نام ہے جو حکومت کرتا ہے۔

مقاصد گورنمنٹ

اگر مقصد گورنمنٹ تاریخ سے دریافت کرنا چاہین تو حاکم اور فرمانبردار کے حقوق اور فوائد کی نگرانی کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ مگر عقل مین یہ بات نہین آتی کہ گورنمنٹ کا مقصد حاکم کا فائدہ ہے۔ بلکہ اس سے زیادہ وسیع اور عمدہ غرض ثابت ہوتی ہے۔ گورنمنٹ کے معنے عرصہ دراز سے عام بہلائی اور بہبودی کے لئے جاتے ہین۔ بلکہ اگر سچ پوچھا جائے تو گورنمنٹ کے معنے سب سے بڑھکر نیکی کے ہین۔

اگر اس امر کی تحقیقات کی جائے کہ وہ کون کون بہلائیان ہین جو گورنمنٹ کے وجود سے ہوئین یا ہونی ممکن ہین۔ تو منجملہ اورون کے دو ایسی بہلائیان ہین جن سے کوئی شخص انکار نہین کر سکتا۔ اور وہ دونون محض انسانی وجود پر مبنی ہین۔

(۱) عامہ خلایق کے معاملات متدن وغیرہ کا سلجھنا۔

(۲) عامہ خلایق کے متدن کا ترقی کرنا۔

گورنمنٹ کا ایک اور تیسرا بہت بڑا مقصد ملک کی محافظت بمقابلہ دوسرے گورنمنٹ کے ثابت ہوتا ہے۔ جس سے اس ملک کے

ہر فرد بشر کی حفاظت ہوتی ہے۔
مختصر الفاظ مین یہ کہا جا سکتا ہے کہ گورنمنٹ کا ایک ہی مقصد ہے اور وہ یہ ہے کہ عمدہ قوانین بنانے اور جاری کرنے کے قبل اسکے ہر پہلو کو دیکھہ لینا چاہیئے۔ اور بعد نفاذ کے اس کے تحفظ مین زور دینا چاہیئے۔ پھر حسب اقتضائے طبایع اہل ملک ترمیم و تنسیخ ہوتی رہے گی۔

اقسام گورنمنٹ

عام طور سے گورنمنٹ کی تین قسمین بیان کی جاتی ہین۔
(۱) بادشاہت جس مین ایک شخص اپنی مرضی سے حکومت کرے۔
(۲) امارت جسمین چند امرائے ملک ملکر حکومت کرین۔
(۳) جمہوری جسمین کل رعایا ملکر حکومت کرے۔
یہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ عمدہ گورنمنٹ کے لئے تین اجزا کی ضرورت ہوتی ہے۔

(۱) بادشاہ اور عدالت۔
(۲) گروہ امراء۔
(۳) حقوق اور فوائد عام رعایا۔

اب یہ خیال ہوتا ہے کہ آیا کوئی طریقہ ایسا عمل مین آسکتا ہے کہ سلطنت مین ان تینون اجزا کا شمول عمدہ طور سے رہے اور سلطنت کو کسی اتفاقیہ خرابی سے حفاظت ہو۔
واضح ہو کہ عمدہ گورنمنٹ وہ کہلائی جائیگی جسکی رعایا آزاد، روشن خیالی اور خوش اطوار ہوگی اور جو اپنے فرائض کو بخوبی سمجھکر کامل آزادی

کیساتھ پورے طور سے قواعد کی پابندی کرے گی حقیقت مین اگر ایسی حالت ہو تو سمجھنا چاہیئے۔ وہ گورنمنٹ اپنے جملہ مقاصد مین کامیاب ہوگئی۔ اوس کے لئے یہ ضرورت نہین ہے کہ وہ مجرمون کو سزا دے بلکہ یہ ضرورت ہے کہ ایسے قواعد جاری کرے جنسے جرائم کا انسداد ہو تمام رعایا کو اچھی طرح دلنشین کردے کہ جرائم قانونی اور دیگر افعال بد نہایت خراب اور بدنام کنندۂ ملک ہین۔ اور خوش اطوار اور نیک کردار لوگون کے ساتھ کامل آزادی اور صفائی کے ساتھ برتاؤ ہوگا۔ اور جرائم کے مرتکب ہمیشہ اور بہت جلد اپنے کیفر کردار کو پہونچین گے۔

سلطان محمود غزنوی کا پیارا غلام ایاز

کہتے ہین کہ سلطان محمود غزنوی اپنے غلام ایاز سے بہت محبت کرتا تھا۔ چنانچہ مشہور شعر ہے ؎

محمود غزنوی کہ ہزاران غلام داشت — عشقش چنان گرفت غلام غلام شد

کہتے ہین۔ سلطان محمود سے کسی نے یہ سوال کیا کہ آپکے پاس ہزارون غلام ہین۔ مگر جو محبت آپ کو ایاز سے ہے وہ کسی اور سے نہین۔ بادشاہ نے جواب دیا کیا کرون اسکی عادات ہی کچھ ایسی ہین کہ وہ میرا غلام نہین ہے۔ بلکہ مین اوس کا غلام ہون۔ یہ کھکر بادشاہ نے حکم دیا کہ سب امیر و وزیر شکار کے لئے تیار ہون۔ فوراً حکم سنتے ہی سب لوگ تیار ہوگئے۔ گھوڑون پر سنہری رو پہلی زین ڈالی گئی۔ اور شکاری جانور ساتھ لیکر سب آدمی جنگل کو چلے۔ تھوڑی سی دیر شکار سے دل بہلایا۔ اس کے بعد بادشاہ نے سب سپاہ کو جمع کیا

اور اشرفیون کی تھیلیاں لیکر کہا کہ آج مین شکار سے بہت خوش ہوا اس واسطے۔ اب مین انعام تقسیم کرتا ہون۔ حکم دیا کہ سب تھیلیاں کھول کر اشرفیاں لٹا دی جاوین۔ ادنی سے اعلی ایک اشرفیون پر پل پڑے بادشاہ گھوڑا بھگا کر شہر کو چلا۔ جب تھوڑی دور گیا تو گھوڑے کو روکا اور پیچھے مڑ کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایاز ساتھ آرہا ہے۔

سلطان محمود:۔ ایاز! کیا تم نے اشرفیاں نہین لوٹین؟"

ایاز:۔ مین آپکا غلام تھا نہ کہ اشرفیون کا!"

سلطان محمود:۔ ارے ایسا موقع ہاتھ سے کھو دیا"

ایاز:۔ مین نے اشرفیون کو چھوڑا اور اشرفیاں دینے والے کا ساتھ دیا۔ آپ میرے واسطے اشرفیون سے کئی درجہ بڑھکر ہین"

یہ معقول جواب سنکر سلطان محمود نے تمام فوج کو بلایا اور کہا کہ تم طمع زر سے اسقدر کور ہو گئے تھے کہ کسی نے میری رفاقت نہ کی۔ اگر خدانخواستہ کوئی دشمن مجھ پر حملہ کرتا تو گویا تم نے مجھے دیدہ و دانستہ موت کے حوالہ کر دیا تھا۔ اب ایاز میرے پیچھے آیا۔ اور اس نے اشرفیون کی کچھ پروانہ کی۔ یہی وجہ ہے کہ۔ مین اسے دل سے چاہتا ہون۔ ایسا جان نثار کوئی اور بھی ہے؟ ہرگز نہین۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سلطان محمود غزنوی نے ایک قیمتی زیور بنوایا۔ جو لعل و جواہر سے مرصع تھا۔ اسکے بعد ایک ایک وزیر امیر ملازم کو بلایا۔ کہ اسے توڑ دو۔ مگر کسی نے جرات نہ کی۔ جب ایاز کو بلایا اور کہا کہ مین تمہین حکم دیتا ہون کہ تم اس زیور کو چکنا چور کر دو۔

ایاز نے فوراً حکم کی تعمیل کی۔ چند منٹ بعد بادشاہ نے بہت خفا ہو کر

کہا کہ تو نے زیور کیون توڑا۔
ایاز نے جواب دیا "قصور ہو گیا معاف فرمائیے"۔
لیکن یہ نہ کہا کہ آپ نے ہی حکم دیا تھا۔ کیونکہ اس مین ایک طرح کی بے ادبی تھی۔ پس اپنے ہی قصور کا اعتراف کیا۔
یہ وجوہات تھے۔ جنکی وجہ سے ایاز کی اس درجہ خاطر و مدارات کی جاتی تھی۔ عزیزو! بیشک ایاز جان نثار غلام تھا۔ اور ایسے غلام دنیا مین بہت کم ہوتے ہین۔

آدمی بات سے پہچانا جاتا ہے

کوئی بادشاہ وزیر اور ایک غلام کو لیکر شکار کے لئے چلا۔ اس نے اس کے پیچھے گھوڑا دوڑایا۔ شکار نظر سے غائب ہو گیا۔ بادشاہ نے وزیر و غلام سے کہا کہ تم لوگ الگ ہو کر اسکی جستجو کرو۔ اور خود اُسی طرف چلا۔ راستہ مین ایک اندھا فقیر تکئے مین بیٹھا تھا۔ بادشاہ نے اوسکے پاس جاکر پوچھا "کیون سائین! ادھر سے کوئی شکار گیا ہے" فقیر نے کہا "حضور آہٹ تو معلوم ہوی تھی۔ آپ اسطرف کو (ہاتھ کے اشارہ سے) تشریف لیجائیے۔
اسکے بعد وزیر بھی شکار ڈھونڈھتا اسطرف آنکلا۔ اور فقیر سے پوچھا اے فقیر اس راستہ سے کوئی گذرا ہے؟ کہا ہان ابھی بادشاہ شکار کے پیچھے گئے ہین تم بھی میرے دائین ہاتھ کو جاؤ۔
پھر غلام بھی شکار کی جستجو کرتا تکئے کے پاس آیا۔ اور فقیر کے قریب جاکر کہا او اندھے اس راہ سے کوئی گیا ہے؟ فقیر نے کہا ہان۔ وزیر ابھی

گئے ہین - تو بھی ادہر ہی جا -

غرض تینون جب ایک جگہ جمع ہوے تو ہر ایک اپنے راستہ کا حال بیان کرنے لگا - سب کو حیرت ہوی کہ اندہے نے بادشاہ و وزیر اور غلام کو کیونکر پہچانا - وہان سے واپس ہوتے ہوے سب اِسکے پاس جمع ہوے - اور بادشاہ نے پوچھا کہ سائین اللہ آپکو ہر ایک کا حال کس طرح معلوم ہوا - اس نے عرض کی کہ حضور آدمی بات سے پہچانا جاتا ہے سچ ہے ؎

تا مرد سخن نگفتہ باشد عیب و ہنرش نہفتہ باشد

کبھی بات پرائی ہوتی ہے

مولوی ناصر علی کا لڑکا غلام علی بڑا لڑاکوا اور زبان دراز تہا جسے جی چاہتا گالی دے بیٹھتا - اور ساتہیون سے تو سیدہی بات کرنا جانتا ہی نہ تھا - لیکن ساتھ ہی اس کے اوس کی ایک عادت یہ بھی تھی کہ کہنے کو تو بات کہہ جاتا - مگر پیچھے اپنے دل مین پشیمان ہوتا - اور جسے گالیان دی ہوتین - یا بُرا بہلا کہا ہوتا اوسکی جاکر منت خوشامد کرتا اور معافی مانگتا تہا - غلام علی کی اس عادت کی خبر مولوی ناصر علی کو بھی ہوی - ایک دن انہون نے موقع پاکر غلام علی کو اپنے پاس بلایا اور کہا " غلام علی مینے سنا ہے کہ تم لوگون کو خواہ مخواہ گالی دے بیٹھتے ہو " غلام علی نے سچ سچ اقرار کرلیا کہ " ہان ابّا جان ہے تو یہی بات " مولوی ناصر علی نے پہر پوچھا " کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ اس سے اون لوگون کا جن کو تم گالیان دیتے ہو دل نہین دُکھتا ہوگا

تم کو معلوم ہے کہ دل دُکھانا کتنا بڑا گناہ ہے؟" غلام علی نے کہا نہین۔ ابا جان غصہ مین مین زبان پر جو کچھ آتا ہے بک تو دیتا ہون۔ مگر پھر جب غصہ ٹھنڈا پڑ جاتا ہے اور مین سوچتا ہون کہ مین نے یہ کیا کیا تو پھر جا کر معافی بھی مانگ لیتا ہون۔ اس مین دل دُکھنا کیسا؟ مولوی ناصر علی نے کہا" اچھا ایک کام کرو جاؤ بازار سے کچھ شکر خریدو۔ اور لوٹتے ہوئے اوسکو بکھیرتے آؤ۔ یہانتک کہ مکان پر پہونچتے پہونچتے سب شکر بکھر جائے" غلام علی نے ایسا ہی کیا۔ اوس نے سیر بھر شکر خریدی اور مکان تک سب بکھیر دی۔ اور باپ کے پاس ہاتھ جھاڑ کر آ کھڑا ہوا۔ باپ نے پوچھا" کیون بیٹا! میرے کہنے کی تعمیل کی؟" غلام علی نے کہا جی ہان۔ مینے جتنی شکر لی تھی راستہ مین سب بکھیر دی" مولوی صاحب نے کہا" اچھا پھر لوٹ کر جاؤ اور ساری شکر جمع کر کے میرے پاس لاؤ" بیٹا باپ کا یہ عجیب حکم سنکر سخت حیران ہوا۔ مگر مجبور تھا کیا کرتا۔ جانا پڑا گیا۔ واپس جا کر راستہ مین دیکھا تو شکر کا نشان بھی باقی نہین ہے۔ البتہ کہین کہین یون ہی نام کو سفیدی باقی ہے۔ آخر چٹکی دو چٹکی جتنی ملی اٹھا لایا اور باپ کے سامنے لا رکھی۔ باپ نے کہا" بیٹا کیا اتنی ہی شکر تم نے خریدی تھی؟" بیٹے نے جواب دیا" نہین ابا جان خریدی تو مین نے بہت تھی۔ مگر آپ کے حکم سے سب بکھیر دی۔ اور ہوا اُسے اُڑا لے گئی" اب مولوی صاحب نے کہا" دیکھو غلام علی یہی کیفیت ہمارے الفاظ کی ہے جو منہ سے نکلکر پھر واپس نہین آ سکتے جس طرح ساری شکر کو تم اکٹھی نہ کر سکے۔ اسی طرح ناممکن ہے کہ سب لوگ جن کو تم گالیان دیتے ہو معاف کر دیتے ہون۔ بلکہ سو مین

وہ بھی مشکل ایسے ہوتے ہونگے جو کھدیتے ہونگے کہ ہان ہم نے معاف کر دیا۔ پھر دیکھو یہ شکر جو تم اٹھا کر لائے ہو یہ بھی خالص نہین ہے اس مین آدھی سے زیادہ مٹی ملی ہوی ہے۔ اسی طرح جو لوگ زبانی کھدیتے ہین کہ ہم نے معاف کر دیا دل سے۔ وہ بھی معاف نہین کرتے ہونگے۔ کسی نے سچ کہا ہے کہ "کہی بات جو وہ پرائی ہوی" الفاظ جو شہد سے زیادہ میٹھے ہین انہین کو اگر تم بُری طرح استعمال کرو تو زہر سے زیادہ کڑوے ہوجاتے ہین۔ آیندہ اسکا کبھی دل مین خیال نہ لاؤ کہ لوگ ہمین معاف کر دیتے ہین اور بُری بات منہ سے نکالنے سے پرہیز کرو"

اس مثال کا غلام علی کے دل پر ایسا گہرا اثر ہوا کہ اوس روز سے پھر اوس نے کسی کو گالی ندی۔ بلکہ سب سے نہایت عزت کے ساتھ پیش آنے لگا۔

بے صبری کا علاج

غریب آدمیون کے جھونپڑون کیطرف جاؤ۔ اور دیکھو کہ وہ کیسے تنگ مکانون مین رہتے ہین۔ کیسے ٹوٹے پھوٹے اسباب سے گذارا کر رہے ہین۔ کیسا خشک اور موٹا کھانا کھا کر خدا کا شکر کرتے ہین اون سے پوچھو کہ تم کیا کھاتے ہو اور کتنی دیر محنت کرتے ہو۔ پس یقین ہے کہ جب تم ان تکالیف کا مقابلہ اپنے بود و باش سے کروگے تو تم خدا کا لاکھ لاکھ شکر ادا کروگے کہ تم اون سے ہزار درجہ بہتر ہو۔ اسلئے انسان کو چاہیئے کہ ہمیشہ اپنے سے چھوٹے رتبہ والے کیطرف

دیکھے اور اپنی حالت کو اُس سے بہتر دیکھکر خدا کا شکر کیا کرے۔

کوئی پیشہ ذلیل نہین

اے لوگو! بعض لوگ یہ سمجھے ہین کہ جو لوگ کم درجہ کے پیشے اختیار کئے ہوے ہین وہ نہایت ذلیل ہین۔ حالانکہ ایسا سمجھنا سخت غلطی اور بے عقلی ہے۔ اگر غور سے دیکھا جاوے تو معلوم ہوگا کہ کوئی پیشہ بھی ذلیل نہین ہے۔ تم عام خیال کے بموجب۔ جولاہون۔ موچیون اور مہترونکو ذلت کی نگاہ سے دیکھتے ہوگے۔ مگر تمہارا اس طرف دھیان بھی نہ جاتا ہوگا کہ ان پیشے والون کی ذات سے جن کو تم حقیر سمجھے ہوے ہو کسقدر فائدہ پہونچتا ہے۔ تم ذرا سوچو تو اگر جولاہے کپڑے بننا اور موچی جوتے بنانا چھوڑ دین تو تمہین کس مصیبت کا سامنا ہوگا اور کتنی تکلیف اٹھانا ہوگی۔

یہ بیچارے پیشے والے خواہ وہ بادی النظر مین کتنے ہی ذلیل ہون بڑے کام کی چیز ہین اور انکی ذات سے بنی نوع انسان کو بیحد نفع پہونچتا ہے۔ کسان کاشتکاری کرتا ہے۔ اور ہمین روٹی ملتی ہے۔ جولاہا کپڑے بنتا اور درزی انہین سیتا ہے اور ہم پہنتے ہین۔ موچی جوتے اور بوٹ تیار کرتا ہے۔ دھوبی ہمارے میلے کپڑے دھوتا اور صاف کرتا ہے۔ مہتر گھرون کو پاک اور غلاظت سے محفوظ رکھتا ہے۔ غرضکہ ہماری روزمرہ کی تمام ضروریات انہین لوگون کے ہاتھون پوری ہوتی ہین۔ اگر یہ لوگ اپنے کامون کو چھوڑ کر گھر بیٹھ جائین تو کیا ہم خود ان ضرورتون کو پورا کر سکتے ہین۔ ہرگز نہین اکثر ایسا دیکھا گیا ہے کہ

جب کسی بات پر ناراض ہوکر دھوبیون یا مہترون نے ہڑتال دی ہے اور اپنا کام چھوڑ دیا ہے تو تمام شہر بلبلا اُٹھا ہے۔ اور بالآخر اونہین منت وسماجت کرکے منایا ہے۔ غرضکہ ان ذلیل پیشے والونکا دنیا پر بہت احسان ہے۔ اور ہمارے لئے اس سے بڑھکر اور کونسا گناہ ہوگا کہ ہم اپنے محسنون کو بُرا کھکرا اپنے تئین محسن کُش ٹھرائین۔ یاد رکھو کہ ان تمام پہلوؤن پر نظر کرکے ذلیل سے ذلیل پیشہ بھی ذلیل نہین کہا جاسکتا کسی کا کیا اچھا قول ہے کہ "پیشہ حبیب اللہ ہے"

اسوقت مجھے ایک حکایت یاد آئی ہے جس کا اس مضمون کے ضمن مین بیان کردینا خالی از لطف نہ ہوگا۔

شیخ بو علی سینا مسلمانون مین ایک بہت بڑا حکیم و فلسفی گذرا ہے اسکی وقعت کا حال اسی سے معلوم ہوگا کہ آجتک اوس کا کوئی ہم پلہ نہین ہوا۔ اور اوس نے اپنے علم و فضل کے بدولت معلم ثانی سا معزز اور موقر لقب حاصل کرلیا ایک وقت جبکہ وہ عہدۂ وزارت پر ممتاز تھا ایک راستہ سے گذر رہا تھا اوسکے نوکر چاکر اور شاہی حشم و خدم اس کے جلو مین تھے۔ اوس نے ایک خاکروب کو دیکھا کہ اپنے کام مین مشغول ہے۔ اور نہایت بے فکری کی حالت مین یہ شعر پڑھ رہا ہے ؎

گرامی داشتم اے نفس از آنت کہ یکسان نگذرد بر دل جہانت

یعنے اے نفس مین تجھے اسلئے عزیز رکھتا ہون کہ دنیا کے حالات سے تجھے کوئی صدمہ نہ پہونچے۔ شیخ یہ سنکر مسکرایا۔ اور اس سے طنزاً کہا کہ بیشک اس سے بڑھکر اور تو اپنے نفس کی عزت

کیا کرے گا کہ اپنی ساری عمر اس ذلیل پیشے کو نذر کردی۔ خاکروب یہ سنکر شیخ سے مخاطب ہوا اور کہا کہ ذلیل پیشے محنت و مشقت کرکے روٹی کمانا ہمت و جوانمردی کی بات ہے اور دوسرے کی غلامی کرنی اور غیرون کا بار احسان اٹھانے سے یہ کہین افضل و اعلیٰ ہے خاکروب کا یہ پُرمعنی جواب سنکر شیخ اپنے دل مین بہت خفیف ہوا اور کوئی جواب نہ بن پڑا شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے اسی موقع پر فرمایا ہے ؎

بدست آہک تفتہ کردن خمیر　　بہ از دست بر سینہ پیش امیر

اس حکایت سے جسکے صحیح ہونے مین کلام نہین اور جسکی صداقت پر تاریخین شاہد ہین۔ یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ سب پیشے والے حلال روٹی کھاتے ہین۔ کیونکہ اُسے وہ اپنی طاقت بازو سے حاصل کرتے ہین۔ اور وہ کسی کے شرمندۂ احسان نہین ہوتے۔ اگر اخلاقی پہلو سے دیکھا جاوے تو اصلی اور حقیقی شرافت کا یہی معیار ہے۔

اے لوگو۔ عزت اور بزرگی حاصل کرنے مین کوئی پیشہ حارج نہین ہوتا۔ قدیم و جدید تواریخ مین اس قسم کی بیشمار مثالین ملسکتی ہین کہ ایک شخص نہایت پست حال سے اپنی دانائی اور علم کی امداد سے عروج پاگیا۔ مسلمانون مین بہت سے بزرگان دین جن کے مقلد اور پیرو آجکل ہزارون موجود ہین مختلف پیشے اختیار کئے ہوئے تھے لیکن اون پیشون کی وجہ سے انکی وقعت و عزت مین کوئی فرق نہین آیا۔ چنانچہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بزازی کا پیشہ اختیار کئے ہوئے تھے۔ حضرت شمس الائمہ رحمۃ اللہ علیہ حلوائی کی دوکان کرتے تھے۔ اور امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ جیسا آپکے نام سے ظاہر ہے

غزّال تھے۔ یعنے سوت بیچتے تھے۔ اسی طرح یورپ کے مشاہیر مین اسی قسم کی بہت سی مثالین ملسکتی ہین۔ تم نے اپنے اخبار مین ابراہیم لنکن۔ اور جنرل گارفیلڈ وغیرہ کے حالات پڑھے ہونگے۔ اور اُنسے تمہین معلوم ہوا ہوگا کہ اون مین سے کوئی کاشتکار رہا کوئی درزی اور کوئی معمولی درجہ کا سپاہی۔ اور وہی آخرکار سلطنت امریکہ کے پریسیڈنٹ منتخب ہوئے۔

بہرحال انسان کی بزرگی اور عزّت کا دارومدار اوسکے پیشے پر نہین۔ بلکہ اوسکی عقل و دانائی اور فہم و فراست پر ہے۔ اور اسلئے ہمین کوئی حق نہین کہ ہم بلا وجہ اپنی کوتاہ نظری کے باعث پیشے والونکو ذلیل و حقیر سمجھین بلکہ اِس کے برخلاف ہمین اون کا احسانمند اور ممنون ہونا چاہئے۔ اُنھون نے گویا انسانی سوسائٹی کی اہم ضروریات بہم پہونچانے کا بیڑا اٹھایا ہے۔

بات چیت کا طریقہ

ہماری زبان کے الفاظ اور اُنکے بولنے کا طریق ہماری حیثیت کو بہت جلد دوسرون پر ظاہر کردیتا ہے۔ اور شریف رذیل۔ شہری دیہاتی۔ تعلیم یافتہ۔ جاہل ہر ایک انسان کا پتہ جلد اس زبان کے الفاظ سے لگ جاتا ہے۔ ایسی حالت مین اگر کوئی شخص چاہے کہ میری حیثیت اور اصلی حالت کی نسبت کوئی شخص بُری رائے قائم نہ کرے تو اسے اپنے کلام کی درستی کی طرف خاص توجہ کرنی چاہئے۔ لیکن کتنے بچے ایسے ہین جن کو اپنی بول چال کی درستی کا خیال ہوگا۔ کسی

محفل یا مجلس مین جب ہم شرکت کے لئے جاتے ہین تو اپنے جسم کو سر سے پاؤن تک آراستہ کرکے جاتے ہین۔ تاکہ دوسرون کی نظرون مین ذلیل نہ ہون۔ لیکن اگر اس تمام آراستگی کے ساتھ ہمارا کلام ہماری حیثیت سے گرا ہوا اور اس ظاہری ٹیپ ٹاپ کے خلاف ثابت ہو۔ تو وہ تمام ظاہری آرایش مات ہوجاتی ہے۔ اور لوگون کی نظرون مین ہم ضرور بے وقر دکھلائی دینے لگتے ہین۔

بھری محفل مین لڑنا جھگڑنا تو خیر ایک بہت ہی قابل اعتراض بات ہے۔ مگر اور چھوٹی چھوٹی باتین جیسے کسی کی بُرائی کرنا وغیرہ باتین بھی ایسی ہین۔ جو دانا ؤن کی نظرون مین ہمین حقیر کرنے والی ہین۔ اور ہماری حیثیت پر ایک بدنما دھبا لگاتی ہین۔ پس نہایت ضروری ہے کہ ہم اپنی بات چیت کو درست اور شریفانہ بنائین تاکہ ہم واقعی شریف اور مہذب سمجھے جاسکین۔

ہم نے دیکھا ہے کہ بہت سے نیچے درجے کے بچون کا کلام بعض امیر بچون سے بہت بہتر ہوتا ہے۔ جس کا یہ باعث ہے کہ امیر بچے اپنے آپ کو معزز جان کر اور نوکرون چاکرون پر اپنا رعب داب بٹھانے کے لئے سخت سست لفظون کو بے دھڑک استعمال کرتے رہتے ہین۔ اور یہ جانتے ہین کہ ہم جسقدر تلخی یا سختی سے انکے ساتھ پیش آوینگے اسی قدر ہماری بڑائی سمجھی جائے گی۔ اور لوگونکے دلونمین ہمارا رعب بیٹھے گا لیکن غریب بچے جانتے ہین کہ ہماری ایسی ویسی بات کوئی نہین سہ سکے گا۔ اسلئے وہ نہایت سنبھل کر بات کرتے ہین۔

بعض بچے نوکرون سے تمیز کے ساتھ بات کرنا اپنی ہتک جانتے ہین اور اس طرح نوکرون کے ساتھ بُری طرح پیش آکر اپنی زبان بگاڑ لیتے ہین

انہین یاد رکھنا چاہئے کہ غیر مہذب اور کڑوے الفاظ کا اسقدر اثر اور عیب نہین ہے جسقدر پیار کے میٹھے الفاظ کا۔ ممکن ہے کہ غصّے کی حالت مین ہم کوئی نامناسب الفاظ بول بیٹھین۔ مگر ہمین پھر دوسرے وقت اپنی ایسی حالت پر ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہئے اور جسقدر بُرے لفظ زبان پر چڑھے ہوے ہون۔ اِن کو اپنی زبان سے اتارنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اور انکی بجائے نرم اور مناسب الفاظ زبان پر چڑھانے چاہئین۔

اگر کسی کا دل جلانے کے لئے ہم بُرے یا سخت الفاظ استعمال کرینگے۔ تو اگرچہ ان سے دوسرے کا دل ضرور جلے گا۔ مگر اس سے زیادہ نقصان خود ہم کو پہونچے گا۔ کیونکہ ہمین ایسے الفاظ استعمال کرنے کی عادت پڑے گی۔ جو نہ صرف ہمین نقصان پہونچائیگی۔ بلکہ وہ ہم کو بھی دوسرون کی نظرون مین ذلیل کریگی۔

تمباکو نوشی اور اُس کے نقصانات

دیکھا جاتا ہے کہ مدراس کے بہت سے طلباء تمباکو پیتے ہین۔ اور اون کی کچھ روک ٹوک نہین ہوتی۔ اسی وجہ سے اون کے جسم کمزور اور چہرے نہایت زرد ہو جاتے ہین۔ اور فی الجملہ اونکی صحت بھی اچھی نہین رہتی۔ اگرچہ ہم اونکو بھی سختی سے ملامت کرتے رہتے ہین مگر زیادہ تر قابل ملامت اون کے والدین ہین جو اپنی اولاد کے حال کی ایسی نگرانی نہین کرتے جیسی والدین کو اولاد کی کرنی چاہئے ہم دیکھتے ہین کہ بچے عام گذرگاہون پر ہاتھون مین سگار لئے ہوئے

دھوئین اڑاتے پھرتے ہین۔ اور اُنہین کوئی روکتا ٹوکتا نہین۔ اِس سمِّ قاتل کے اثر سے اُنہین طرح طرح کے مرض خصوصاً امراض قلب لاحق ہو جاتے ہین۔ جن سے اون کے تمام دوسرے اعضا پر مصیبت آجاتی ہے۔ جب ان کی چھٹپن مین یہ حالت ہے تو خدا جانے بڑے ہوکر کیا غضب ڈھائینگے۔ شاید ہماری یہ تحریر لوگون پر اثر کرے اور وہ اپنی اولاد کی خبر لین جو کل جوان ہونگے۔ اون کی صحبت کی محافظت چھٹپن ہی سے ضروری ہے تاکہ اونکی آیندہ زندگی اچھی اور مبارک ہو۔ خدائے تعالے ہمین اور اُنہین توفیق خیر عطا فرمائے

آہستہ کھانے مین تندرستی ہے

بچپن کی عمر مین ایک بڑی بھاری غلطی یہ ہوتی ہے کہ انسان جلد جلد کھانے لگتا ہے۔ جسکے خمیازہ مین اوسکو بہت سی تکالیف برداشت کرنی پڑتی ہین۔ عوام کے نزدیک یہ بالکل غیر ضروری بات معلوم ہوگی۔ لیکن اس سے پرہیز کرنے پر تندرستی کا دارومدار ہے۔ جس زمانہ مین انسان خوب جوان ہو۔ اوس کے تمام دانت سالم ہون اور غذا آہستہ آہستہ چبا کر باریک حصون مین تقسیم نہ کرے اور نہ تھوک کی رطوبت اوس کے ہر ایک جزو مین آمیز ہو۔ اُسوقت بھی غلطی کے نتیجہ سے نہین بچ سکتا۔ ایسی حالت مین ثقیل غذا کا آدھا لقمہ جو سالم صورت مین معدہ کے اندر پہونچ گیا ہے۔ بڑا نقصان پیدا کرتا ہے۔ بعض ناواقف انسان اس غلطی کی بدولت برسون تکلیف مین مبتلا رہتے ہین۔ اونکی تندرستی خراب ہوجاتی ہے۔ اُن کو

اپنی صحت یا بی کی کوئی صورت نظر نہین آتی - درحالیکہ اونکی بیماری کا علاج بالکل سہولت سے اونکے ہاتھ مین ہوتا ہے - غذا کی سالم گولیان معدہ مین پہونچکر مقامی خراش پیدا کرتی ہین - اور معدہ مین استر لگانے والی نازک جھلّی کو اسقدر خراب کر دیتی ہین کہ اگر ہاضمہ کا فعل بالکل بند نہین ہو جاتا - تو اوس کے ضعیف ہو جانے مین کچہ کلام باقی نہین رہتا - جلد کھانے مین ایک دوسری خرابی یہ ہے کہ انسان معمولی مقدار سے زیادہ کہا جاتا ہے - حالانکہ کہانے والے کو زیادہ کھانے کی خواہش نہین ہوتی - بلکہ اصل وجہ یہ ہوتی ہے کہ غذا اچھی طرح ہضم اور جزو بدن نہ ہونے سے طبیعت کاذب خواہش کے ساتھ تندرستی کے زمانہ سے زیادہ مقدار چاہتی ہے - جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ معدہ زیادہ پھیل کر جوف شکم مین پھسل جاتا ہے - اور بھری ہوی غذا اچھی طرح خالی نہین کر سکتا - اُس کے اندر ہاضم سیال (گیسٹرک جوس) کم مقدار مین پیدا ہوتا ہے - اور معدہ کے بیکار اور سُست پڑ جانے سے تمام جسم کی پرورش مین خرابی آجاتی ہے - اسلئے غذا کو خوب چبا کر نگلنا بہت ضروری ہے - مسٹر گلیڈسٹون مشہور وزیر انگلستان کہا کرتا تہا کہ بعض لوگ جو غذا خوب چبا کر نہین کہاتے - شاید وہ سمجھتے ہین کہ اون کے معدہ مین بھی دانت ہین -

حصۂ سوم

دریا

بڑھے چڑھے ہوے دریا سے ایک نے پوچھا
کدھر چلا ہے بڑے شد و مد سے سیلانی

وطن کہان ہے ترا کس طرف کو دھاوا ہے
گذر کریگا یہ کس سرزمین پر پانی

جو اسقدر متفکر ہے گھومتا پھرتا
جنون سوار ہے کیا کیون ہے یہ پریشانی

وہ ولولہ وہ اُمنگ اور وہ جوش اور وہ خروش
وہ گونجتی ہوئی لہرونکی زمزمہ خوانی

اُبھارتی ہے دلونکو ترے اُمنگ کی لہر
غرض شباب پہ ہے تیرا جوش طغیانی

رواں سراب پہ ہے تو اس آب و تاب کیساتھ
چمکتی رن مین ہے جسطرح تیغ ہا پانی

دیا جواب یہ دریا نے بُردباری سے
زمین ہے مری مان قابل ثناخوانی

پہاڑ ہے مرا منبع وہی مرا مخزن
ہے وا یہ بارش گرما کا خوشنما پانی

فریب دیتی تھی لہرون کو کمسنی میری
فنود چشمہ تھی اک میری پاکدامانی

ڈھکا ہوا تھا جو جنگل کے بیل بوٹونسے
ہوا جہان کی تھی عشرت فزائے روحانی

مین ایک روز دم صبح شوخ و دیوانہ
گرجتا صورت شیر نر بیابانی

ترنگین بہرتا ہوا اپنے نہر سے نکلا
زمین کاٹتا ہر جا تھپیڑون سے پانی

گذر ہوا مرا ناگاہ ایک گلشن مین
تھا جسکے پھولون پہ قربان حسن نورانی

نہال باغ تھے دل سے نہال دیکھکے رنگ
فریفتہ تھا مری جھپ پہ سرو بستانی

وہان ہر ایک شجر بار دار جھک جھک کر
بشوق وصل مری کرتا تھا ثنا خوانی

ہری بھری ہوئی شاخون پہ طائرونکا غول
ہر اک تھا محو خوش الحانی و غزلخوانی

جوانی تھی مری آب حیات کا چشمہ
سمان دکھاتی تھی قدرت کا میرے عریانی

اُدہر گلونکا بھی جوبن عجب بہار پہ تھا
نسیم طرفہ دکھاتی تھی چال مستانی

وہ پھول جنکے کہ تھی رنگ و بو پہ قدرت لوٹ
ابھی تک اون سے رہا اتصال روحانی

ہے اختتام پہ اب میرا قدرتی منظر
نہین رہی مری لہرونمین وہ درخشانی

بھرے تھے نغمہ سرائی سے طائرونکے جو کان
وہ سُنتے اب ہین سمندر کا جوش طغیانی

قریب ہے وہ زمانہ گھر کہ قبر بنے
وہین جہان کہ سمندر کا ہے روان پانی

جھوٹا آدمی

کبھی جھوٹا آدمی تو نہین ذی وقار ہوتا
وہ ہمیشہ سب کے آگے ہی ذلیل و خوار ہوتا

کھو بات مانے کیسے کوئی جھوٹے آدمی کی
کہے سچ بھی وہ تو جھوٹا ہے بُرا شمار ہوتا

کوئی نیک سمجھے اچھا کسی جھوٹے کو بھلا کیا
کہ بدون اِن بھی تو جھوٹا ہے بُرا شمار ہوتا

نہین شرم کرتا جھوٹا کبھی جھوٹ بولتے دم
کھُلے جھوٹ پر جب اوسکا تو ہے شرمسار ہوتا

نہ ہو جھوٹ کھلنے پر بھی جو خجل وہ بیحیا ہے
نہین اُس سے بڑھکے عیبی کوئی بدشعار ہوتا

کبھی بھول کر بھی یارو نہ کسی سے جھوٹ بولو
وہ ہے کون جھوٹ جسکو نہین ناگوار ہوتا

کرو دوستی نہ یارو کسی جھوٹے آدمی کی
نہین صدق دل سے ہرگز وہ کسی کا یار ہوتا

یادِ وطن

عالم غربت مین بھی مجھ کو وطن کی یاد ہے
یعنے بلبل کو قفس مین بھی چمن کی یاد ہے

محو ہو سکتا نہین دل سے کبھی گھر کا خیال
بھول جاؤن اُس کو تھوڑی دیر کو بھی کیا مجال

چٹکیاں لیتی نہیں ہی دلمیں کب یاد وطن
ہر گھڑی رہتی ہی لب پر سیر فریاد وطن

کیا کہوں غربت مین میری کیسی ہوتی ہی بسر
ہے کھٹکتی دل مین گہر کی یاد مثل نیشتر

یاد آتی ہین وطن کی جب مجھے دلچسپیان
جاری آنکھونسے مری ہوتا ہی بحر سیکران

یاد آتی ہین جو سمن دوستونکی صحبتین
از سر نو تازہ ہو جاتی ہین دل کی حسرتین

یاد آتی ہے وطن کی جو ہوائے خوشگوار
فرط مایوسی سی مین بہرتا ہون آہین بار بار

یاد آیا میکہ مین اپنے وطن مین تا مقیم
ہر گھڑی رہتے تھے ہمراہی مین باران صمیم

ہائے وہ بچھڑے ہوے احباب یاد آتے ہائے
ہائے وہ منظور خاطر دوست پیارے ہائے ہائے

ہائے وہ یارون کے مجمعے اور اونکے جمگھٹے
بزم انجم کی بھی رونق جنکے باعث سی گھٹے

ہائے وہ پر لطف باتین اور وہ بذلہ سنجیان
ہائے رنگین مجلسین اور وہ رنگینیان

کر دیا مجھ کو جدا گھر سے فلک نے آہ آہ
کیون نہ فرط رنج سے ہو حال دل یکسر تباہ

مین وطن سے کیا گیا گویا کہ دنیا سے گیا
اب کہان حاصل ہی مجکو زندگی کا وہ مزا

چھٹ گیا ہے عندلیب پر محن سی گلستان
پھر رہا ہے اب تک آنکھونمین مگر سارا سمان

یاد ہے ہر چیز تیری مجھ کو اے پیاری وطن
کوہ جنگل دشت صحرا بحر و بر گلزار بن

ایک ساعت بیخبر مین تجھ سے ہو سکتا نہین
صفحۂ دل سے کبھی نقش وہ ہو سکتا نہین

یاد ہین اب تک مجھے وہ تیری گلیان یا ہین
اے وطن مجکو وہ تیری رنگ لیان یاد ہین

رہتے ہین ہر وقت تیرے کوچے وہ پیش نظر
بچپنے مین کھیلتا تھا مین جہان شام و سحر

تیرے اُن باغونکو مین ہرگز نہین بھولا ابھی
جنمین با صد شوق جھولا کرتا تھا جھولا کبھی

یاد ہے اب تک مجھے تیری فضائے دلستان
یاد ہے اب تک مجھے تیری بہار بیخزان

تیرے غنچونکا چٹکنا یاد ہے اب تک مجھے
تیرے پھولون کا مہکنا یاد ہے اب تک مجھے

بلبلونکا تیری اب تک مجکو گانا یاد ہے
اور کلیون کا تری ہنسنا ہنسانا یاد ہے

ہین میسر یہ کہان غربت مین تفریحین بھلا
وہ زمانہ ہی گیا وہ دن گئے وہ دل گیا

ضایع نہ کر تو ہرگز یہ وقت قیمتی ہے

نازک ہے زندگی کا۔ رشتہ جناب عالی
کیون پھر رہے ہو پھر تم۔ اسطرح لاابالی
ضایع نہ کر تو ہرگز یہ وقت قیمتی ہے

خطرہ سے آدمی کی ہستی نہین ہے خالی

اک گلبہ بان کا خیمہ۔ برباد ہو رہا ہے
پابند رنج و غم کا۔ آزاد ہو رہا ہے
ضایع نہ کر تو ہرگز یہ وقت قیمتی ہے

دن ہو چکا۔ دل اپنا ناشاد ہو رہا ہے

غفلت مین عمر ہے ہے! اکس طرح پر گنوائی
عیش و طرب مین غافل۔ ناحق ہوئی خدائی
ضایع نہ کر تو ہرگز یہ وقت قیمتی ہے

عقبی کا غم نہین کچھ۔ دنیا نہ ہاتھ آئی

یہ زندگی ہے اپنی۔ اب تو برائے چندے
پورے کبھی نہونگے۔ دنیا کے کام دھندے
ضایع نہ کر تو ہرگز یہ وقت قیمتی ہے

کچھ نیک کر کمائی۔ مولی سے ڈر تو بندے

منظور بہتری ہے۔ اپنی تو کر بھلائی
دن ڈھل چکا ہے بالکل۔ لی دیکھ رات آئی
ضایع نہ کر تو ہرگز یہ وقت قیمتی ہے

خلق خدا کی خدمت۔ کیا خوب ہے کمائی

یہ وقت قیمتی ہے۔ سائین کی سن صدا کو
کر اختیار دل سے۔ تسلیم کو رضا کو
ضایع نہ کر تو ہرگز یہ وقت قیمتی ہے

کر ترک خود پسندی۔ اور یاد کر خدا کو

قول و عمل سے دل سے۔ ہر اک پہ مہربان ہو
ضایع نہ کر تو ہرگز یہ وقت قیمتی ہے

مصروف زہد و تقوی۔ باقی مین ہر زبان ہو

ہوا اپنی دُھن کا پکّا۔ گو اک طرف جہان ہو
ضایع نہ کر تو ہرگز یہ وقت قیمتی ہے

اے جانے والو! ٹھیرو۔ آتے ہین ہیچ ہم بھی
بوجھون سے ہم لدے ہین۔ اُٹھتا نہین قدم بھی
کچھ وقت لگتا ہے۔ لیلین ذرا تو دم بھی
ضایع نہ کر تو ہرگز یہ وقت قیمتی ہے

اے میری روح! اب اُٹھ۔ تیار ہو سفر کو
نقارۂ اجل یان۔ بجتا ہے اب نہ تو سو
دھبہ بدی کا اپنے۔ دامن سے جلد لے دھو
ضایع نہ کر تو ہرگز یہ وقت قیمتی ہے

موسم خزان ہے سر پہ۔ مرجھائے پھول سارے
آتے نہین نظر اب۔ وہ خوشنما نظارے
طے کر لیا سفر کو۔ کشتی لگی کنارے
ضایع نہ کر تو ہرگز یہ وقت قیمتی ہے

دوستی

خواب مین آیا نظر آج مجھے شکسپیر
اور کہنے لگا اُٹھ سوتا ہے کیا ڈھانک کے سر
مین جو کہتا ہون ذرا غور سے سن او غافل
اور کر پھر خدا اس کے نتیجہ پہ نظر
جو کرے تیری خوشامد وہ ترا دوست نہین
وہ مصیبت مین کبھی کام نہ آئے یک سر
اوسکو کچھ کام نہین تیری وفاداری سے
اپنے مطلب کو خوشامد کا بنا ہے خوگر
تو جو مسرف ہے تو فیاض کہے وہ تجھ کو
اور ترغیب برائی کی تجھے دے یکسر
پاس زر دیکھے تو وہ تجھ کو بنائے آقا
یہ جو اکثر ہوا دھوکہ تو نہ سمجھے نوکر
بیوقوف اس سے زیادہ نہین کوئی ہرگز
جسکی تعریف کرے مُنہ پہ وہ خوش ہو سن کر

ہے مکار و غدار و فسوں گر عیار — غلطی کو تری بتلائے خوشامد سے ہنر

دوستی اس کی ہے سچی جو ہر اک حال مین — ایک سا دوست رہے تجھکو نہ چھوڑے دم بھر

درد تیرے ہو تو ہمدرد ہو تیرا وہ بھی — رنج تجھکو ہو تو اُس پر بھی نمایان ہو اثر

جو خوشامد سے ترے ساتھ گزارا بھرتا ہے — اُسکے پھندے مین نہ تو بھول کے پڑنا کیسر

اور جو دوست ہے وہ دل مین سمجھتا ہے تجھے — اُسکی رہتی ہے سدا تیری بھلائی پہ نظر

بات گو اسکی ہو معلوم تجھے سخت کبھی — لیک وہ رکھتی ہے باطن مین محبت کا اثر

بھائی بھائی کا نہ دے ساتھ تو پھر تو ہی بتا — دوستی کا ہو زمانہ مین بھروسہ کس پر

جو ضرورت پہ محبت سے کرے تیری مدد — وہ ترا دوست ہے بیشک و شبہ اے منظر

زبان

کیون نہ ہو تو قابل وصف اے زبان — تجھ پہ ہی موقوف ہے لطف بیان

ہو اگر تجھ مین صداقت کی صفت — اور ہی ہو جاتی ہے کچھ تیری شان

کذب سے گھٹ جاتی ہے وقعت تری — راز ہو جاتا ہے جب تیرا عیان

تجھ مین ہووے نرمی و لینت اگر — رہتے ہین سب لوگ تجھ سے شادمان

تیری اچھی بات گویا قند ہے — ہے بجا شیرین تجھے کہنا زبان

تجھ مین سختی اور درشتی ہو اگر — ہو تنفر سب کو تجھ سے ہر زمان

تیری نسبت یہ مقولہ ہے صحیح — مندمل ہوتا نہین زخم زبان

تجھ سے ہی ہوتا ہے دنیا مین فساد — تجھ سے ہی ہوتا ہے پھر امن و امان

ہے تجھی پر خیر و شر کا انحصار — تجھ سے ہی وابستہ ہے سود و زیان

اے زبان شیرین بھی ہے تو تلخ بھی — تیرا مسکن نیک و بد کا ہے دہان

تو جو ہو پابند اپنے قول پر
پہر نہین ہونے کا تجھ سے کچہ زیان
دم مین خوش کر دیتی ہے انسان کو تو
رنج پہر دیتی ہے تو ہی بیگمان
آبرو دارون کو بعزت کرے
اور بڑہائے بے ہنر کی عزّو شان
الغرض اچھے بُرے دنیا کے کام
پاتے ہین انجام تجھ سے لے زبان
تجھ مین ہو گر راستی کی اک صفت
اس سے بڑھ جائینگی تیری خوبیان
تم قرین فتح ہوگے اے ذہین
گر رہو ہر وقت پابند زبان۔

بچون کے لئے نصیحتین

بچو تمہین سمجہاتے ہین مانو ہماری بات تم
ضائع نہ کرنا کہیل مین اپنی کبھی اوقات تم
لکھو پڑہو گے تو تمہین چاہینگے اپنے غیر سب
اچھے رہوگے تم کرو مانا باپ کا ہر دم ادب
اچھونکی صحبت مین رہو جھگڑا شرارت چھوڑ دو
تم سے جہانتک ہوسکے کام اچھے ہی اچھے کرو
اوس کا ادب بھی تم کرو تمسے بڑا گر کوئی ہو
چھوٹا جو تمسے ہو کوئی تم مہربان اُسپر رہو
ہر روز کا اپنا سبق تم یاد کر لو وقت پر
گر تم کرو گے کاہلی پچتاؤگے پھر عمر بہر
تم علم کی جانوگے قدر اُسوقت جب ہوگے جوان
عزت تمہاری سب کرینگے جاؤگے تم تب جہان
تم دیکھتے ہو رات دن بے علم کی عزت نہین
کیسا ذلیل و خوار ہوتا ہے جو جاتا ہے کہین
ملتی ہے دولت علم سے ہوتی ہے عزت علم سے
افسوس ہوگا عمر بہر کیجے جو غفلت علم سے

ہو تربیت ماں باپ کی پہلے تو بچون کو ذہین
تعلیم پہر استاد کی اون کو بنائے گی متین

قسمت کا زینہ

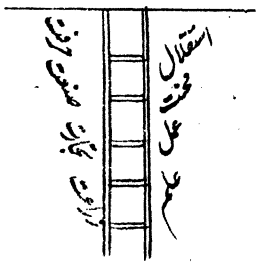

صاحبو علم سے حاصل ہو جہانکی دولت
علم ہر قوم کو ہے باعث خیر و برکت

علم ہر قوم کو پہنائے لباس تزئین
علم ہر جسم کو دے فخر کا زیبا خلعت

ایشیا کو تہا اسی علم نے گلزار کیا
اب ہے یورپ کو اسی علم سے حاصل عزت

علم کے زور سے چلتی ہین مشینین صدہا
دیوتا بنکے کلین کرتی ہین ٹکی خدمت

کام سورج سے لئے علم نے ایسے ایسے
دیکھکر ہوتا ہے انسان جبین محو حیرت

روشنی برق و حرارت کو مسخر کرکے
ہم کو دکھلائے نئے معنی خرق عادت

تار برقی نے دیا مغرب و مشرق کو ملا
آن کی آن مین جاتی ہے خبر برق صفت

ریلوے نے کیا آسان سفر کو ایسا
جس سے ہر ایک مسافر ہے رہین منت

ہم سے لیتے ہین کپاس اور ہین دیتے کپڑا
آٹھ مین ایک ہمین ملتی ہے ان سے قیمت

آخرش اس کا سبب کیا ہے؟ وہی علم و عمل
جس سے ہر باب مین حاصل انہین فتح نصرت

ہم سے ہر ایک تجارت مین تفوق انکو
ہم سے ہر باب مین ممتاز ہے انکی صنعت

مفلسی نے ہمین لاچار کیا ہے بالکل
غیر کہینچے لئے جاتے ہین ہمان کی دولت

ہم ہین ہر باب مین افلاس سے دبتے جاتے
توڑدی بے عملی نے ہے ہماری طاقت

سیکڑون چیزین ہین اس ملک مین ایسی پیدا — اون مین تھوڑا سا کر غور تو کھینچو دولت
کوئی لکڑی مین ہنر ملک کا اپنے دکھلائے — کوئی مٹی کے کھلونون مین دکھائے جدت
الغرض علم کو تم اپنے عمل مین لاؤ — مستقل طور سے دکھلاؤ تامل محنت
علم کو صرف ترقی زراعت مین کرو — تاکہ ہو زندگی ملک کی پیدا صورت
صنعتین زندہ کرو ملک مین پاؤ جتنی — ہو تجارت مین کوئی شق اسی صرف ہمت
عقل سے اپنے ہر ایک پیشے کی اصلاح کرو — ترک کردو سے نقصان کی جو پاؤ علت
نکلے کالج سے جو علامۂ دوران بن کر — اسکو لازم ہے دکھائے وہ عمل کی قدرت
صنعت و علم مین جو بات ہو حاصل تم کو — اسکو ظاہر کرو دنیا مین بقدر حاجت
آخرش زندگی ملک کا سامان کیا ہے؟ — تا کجا ملک کو مدہوشی خواب غفلت
حق تعالی نے تمہین عقل رسا بخشی ہے — مشکلین حل ہین جو کر جاؤ ذرا سی ہمت

دسترخوان کی ہڈی

ایک شب مین حسب معمول آکے دسترخوان پر — ڈالتا تھا ہاتھ کھانے کے ہر اک سامان پر
دال روٹی گوشت چاول اور ٹکیا کباب — ان خدا کی نعمتون سے تھی بھری ہر ایک قاب
ہر غذا کے چند لقمے کھا چکا تھا کئی بار — اور جاری تھی نوالون کی برابر پھر پھار
اتفاقاً ایک ہڈی گوشت مین لپٹی ہوی — قاب کے اک گوشہ مین آئی نظر چھپی ہوی
لیکے روٹی کا نوالا دابنا چاہا اوسے — اور دانتونکے سہارے چابنا چاہا اسے
سخت قصہ دابنا یا چابنا تو درکنار — انگلیون سے پھسلی جاتی تھی وہ ہڈی بار بار
جب کسیصورت نہ قابو اوسپر اپنا چل سکا — اک نوالے سے اٹھا لاکر الگ اوسکو دھرا
گوشت اس ہڈی مین تھا جتنا چھڑا کر کھالیا — جو مزا ملتا تھا اس سے مجھکو وہ سب پا لیا

چونکہ اوس ہڈی مین کچھ حصّہ چبانے کا بھی تھا
اسلئے دانتونکو شوق اُسکے دبانے کا بھی تھا

حملہ آور اوس پہ جب دانتونکے کیلے ہو گئے
سارے انجر بنجر اُس ہڈی کے ڈھیلے ہو گئے

بیکسی سے جب وہ دانتونکے شکنجے مین کسی
صبر کی طاقت تھی جتنی اُسمین وہ سب چل بسی

بلبلا کر گڑگڑا کر اوس نے یہ فریاد کی
اے ستمگر حد بھی ہے آخر کوئی بیداد کی

ہون جفائین ایک دو تو صبر بھی کوئی کرے
اپنے دلکو مار کر کچھ جبر بھی کوئی کرے

ہائے تو نے تو کسی قابل مجھے چھوڑا نہین
کیا ستم باقی رہا ہے مجھ پہ جو توڑا نہین

میری جان زار کو دیکھ اور اپنے جور کو
پھر کسی منصف سے پوچھ اس طرز کو اسطور کو

جو ستم پیشہ کسی مظلوم کو کلپائے گا
یاد رکھ وہ بھی نہ اک دن حشر تک کلپائیگا

ہائے مین مظلوم ہون ایسی نہین جسکی نظیر
خود بڑہا یا مجکو انسان نے کیا خود ہی حقیر

کون ہے ایسا جو میرا بندۂ احسان نہین
کیا کوئی انسان نہین ہے یا کوئی حیوان نہین

دے جواب اسکا کوئی گر ہین کسی مندین دانت
نفع کیا مجھ سے نہین پاتی ہے جسکی آنت آنت

بے مرے تم جی سکو دنیا مین یہ ممکن نہین
کونسا عضو بدن ہے جسکی مین ضامن نہین

سر نہین سینہ نہین بازو نہین ٹانگین نہین
انگلیان پہنچے نہین پہلو نہین جانگین نہین

کچھ تو کرنا چاہئے محسن کشو! میرا خیال
میرے احسان سے تمہارا بندھ رہا ہے بال بال

ہو بشر یا جانور کہتی ہون سب سے برملا
ہر طرح کھاتی ہے مخلوق خدا میرا دیا

یہ غلط دعویٰ نہین اپنا سراسر ٹھیک ہے
بادشاہونکے مقدر مین بھی میری بھیک ہے

چیل کوّے بھیڑیے گدھ شیر کتّے لومڑی
یہ تو سب کمبخت کھاجاتے ہین میری کمو پری

بعض لوگون کا خیال خام یہ ہوگا ضرور
ہین مسلمان ہی مرے پکے عدو نزدیک دور

کیا مسلمان اور کیا ہندو غرض ہر قوم مین
شیخ مین کائستھ مین افغانیون ڈوم مین

کون ہے ایذا نہ پہونچاتا ہو جو مجھکو ذرا
ناخون سے گوشت کرتا ہے جدا ہر اک مرا

مینے یہ مانا کہ سب ہندو نہین ہین گوشت خور
لیکن اونکا مجھسی دُکھیا پر تو چل جاتا ہے زور

پڑھتے ہین ہندو میڈیکل کالجون مین کیا نہین
آپریشن مختلف اعضا کا کیا ہوتا نہین ؟

آپریشن مین بڑی آتی ہے کمبختی مری
موم ہوجاتی ہے ایسے وقت مین سختی مری

کوئی بھی مانے برا مین تو سناؤنگی کھری
میرے حق مین کچھ بلا سے کم نہین ہی سرجری

جسطرف جاؤ عبث ہر جاؤ جہان ڈالو نظر
پاؤگے تھوڑے بہت میرے ہی اجزا جابجا گر

موٹھ چھڑیونکی۔ قلم چاقو۔ قلمدان اوزول
چین گھڑیونکر برش آئینے خطرن خاکدہول

سیکڑون چیزین ہین جو بنتی ہین میری ذات سے
بچ نہین سکتی کسیصورت کسی کے ہات سے

حق بجانب ہی دیا جائے جو ان باتون پہ فورس
میری ہی مٹی وہ ہے بنتا ہی جس سے فاسفورس

خیر اب کرتی ہون مین دفتر شکایت کا تو بند
اک نصیحت کرتی ہون سن لو کہ وہ ہی سودمند

چاہتے دوسرون کو نفع پہونچانا اگر
اُن کی خاطر اپنی ہستی تم مٹادو پیشتر

تم نے علم اعداد کا بھی کچھ پڑہا ہوگا ضرور
دیکھلو ہے ایک جبتک ایک ہی کا ہی ظہور

ٹکیا جب ایک دوا دسکی جگہ پیدا ہوے
اور آگے ضرب دیکر دیکھو کیا سے کیا ہوئے

حیف ایسی موت سے ڈرتے ہو ابتک دوستو
بکرے کی ماں خیر مانگے بھی تو کبتک دوستو

بس یونہین میری طرح مٹ مٹکے اے ذیشان تم
دوسرونکو نفع پہونچاتے رہو ہر آن تم

قائل احسن کر دیا باتون نے اس بے جا نکی
یون تو کہنے کیلئے ہڈی ہے دستر خوانکی

بُرے لڑکے

بُرے لڑکے بھلا اپنے سبق کب یاد کرتے ہین
مگر لہو و لعب مین وقت کو برباد کرتے ہین

نہین ہندوستانی کام لیتے کچھ دماغون سے
اُدہر یورپ مین آئے دن نئی ایجاد کرتے ہین

کمانیکا جو نام آئے تو سب ہٹ جاتے ہین پیچھے
بزرگونکی مگر دولت کو کیا برباد کرتے ہین

وبا و قحط و طاعون کے ستم اب اُٹھ نہیں سکتے
خدایا تجھ سے اونکے ظلم کی فریاد کرتے ہیں

ترقی غیر ممکن ہے اگر تعلیم ناقص ہو
بجا ہے لیڈران قوم جو ارشاد کرتے ہیں

نہیں کچھ سعی کرتے ہم فلاح و خیر کی عادل
مگر قسمت سے کیا کیا شکوۂ بیداد کرتے ہیں

جھوٹ بولنا

سچ بولنے کی چاہیئے انسان کو عادت
جھوٹے سے ہر اک شخص کیا کرتا ہے نفرت

جو جھوٹ کا عادی ہے وہ ہے خوار ہمیشہ
دنیا میں کچھ ہوتی نہیں کذّاب کی عزت

ہے جھوٹے پہ اللہ کی بس ہر گھڑی لعنت
کذّاب کو کیا کرتے ہیں سب لوگ ملامت

ہے دھوبی کے کتّے کی طرح گھاٹ نہ گھر کا
اسکے لئے ہے دین میں دنیا میں بھی ذلّت

تعلیم

تعلیم کی ضرورت انسان کے لئے ہے
در کار مال و دولت انسان کے لئے ہے

گر یہ نہیں تو رکھنا تم یاد بات میری
ہر ہر قدم پہ ذلّت انسان کے لئے ہے

چند مفید قاعدے

(۱) پیارے بچو ہمیشہ سچ بولو
سچ شجاعت ہے جھوٹ نامردی

اپنی باتون مین شک نہ آنے دو
بات شک کی کبھی نہین اچھی
جھوٹ اک مرتبہ جو بولا۔ پھر
کون سنتا ہے سچی بات اوسکی
(۲) تم نہ ہولے سے بھی قسم کھاؤ
اور نہ بیٹھو خراب صحبت مین
بُرے الفاظ گھر سے باہر سے
دور کردو اگر ہو طاقت مین
نہ کرو کام تم کبھی ایسا
فرق آتا ہو جس سے عزت مین
(۳) نہ کرو بات بدتمیزی سے
نہ کرو تم کلام چلّا کر
بدمزاجی۔ غرور۔ خوب نہین
نہ چلو راستے مین بل کھا کر
نیک۔ برتاؤ نیک ہے سب مین
جس جگہ چاہو دیکھ لو جا کر
(۴) ہو ملاقات اجنبی سے اگر
اُس سے باصد ادب کلام کرو
اپنے اُستاد اور بزرگون کو
جھک کے تعظیم سے سلام کرو
رہو سنجیدہ اور شائستہ
نیک اسلاف کے سے کام کرو
(۵) چھوٹے بچون سے اور ضعیفون سے
گفتگو تم کرو عنایت کی
راستہ چھوڑ دو بڑون کے لئے
یہی پہچان ہے شرافت کی
گو بڑے کام کر نہین سکتے
ڈالو عادت مگر سخاوت کی
(۶) گر کسی کام کو کہے کوئی
کرو تم جلد حکم کی تعمیل
دو نہ تکلیف اُسے تقاضے کی
کرو تعمیل حکم مین تعجیل
جو نہین مانتا بڑون کا کہا
ہے وہ ہر شخص کی نظر مین ذلیل
(۷) نہ دکھاؤ کسی کا ہرگز دل
تم سے رنجیدہ ہو قوی نہ ضعیف
دوسرون کی خوشی کے کام کرو
خواہ ہو تم کو اس مین کچھ تکلیف
نہ کرو تم کسی سے خود غرضی
نہین انسان اس طرح کا شریف
(۸) کرو سب سے سلوک ویسا ہی
چاہو تم اپنے واسطے جیسا

تم کو برتاؤ جو پسند نہ ہو — نہ کرو دوسرون سے بھی ویسا
یہ طریقہ ہے زندگی کا خوب — کام بے اسکے چل نہین سکتا
(۹) نرم الفاظ مین کرو انکار — کرسکو گر نہ کوئی کار ثواب
نہین کوئی مزاج ایسا سخت — نرم کردے نہ جسکو نرم جواب
غصہ کتنا ہی سخت ہو اوس کو — نرم الفاظ رد کرینگے شتاب
(۱۰) گفتگو مین کسی کی دخل نہ دو — یہ بہت ہی خراب عادت ہے
بات تہذیب کے خلاف ہے یہ — اور انجام کار رخفت ہے
تم کو کچھ فائدہ نہین اس سے — اور غیرون کو اس مین کلفت ہے
(۱۱) جب کوئی شخص لکھ رہا ہو کچھ — یا ہو پڑھنے مین آدمی مشغول
اسکے پیچھے سے تم نہ دیکھو اسے — کہ تمہارا یہ دیکھنا ہے فضول
بے خیالی مین بھی اگر یہ بات — لوگ تم کو کہین گے نامعقول
(۱۲) کرو ہر کام کو سلیقہ سے — جس سے ہر شخص کا ہو دل خورسند
رہو پابند وقت اے بچو — تم کو دنیا کہے گی دانشمند
ضایع کرتا ہے اپنا وقت عزیز — نہین جو شخص وقت کا پابند

اخلاقی قطعے

خیال و خواب ہین دنیا کے سارے راحت و رنج — لگائے ان سے نہ دل مرد عاقل و دانا
پڑا ہی کرتے ہین ہر وقت عکس زشتو ن کو — اثر کسی کا نہین آئینہ مین رہ جاتا

قول دانا ہے کہ مطلب یہ ہے آزادی سے
سب فراغت سے رہین ہو نہ پریشان کوئی
خواہش دل کیموافق کرین ہم ایسے کام
اپنے ہمجنس کا جن سے نہ ہو نقصان کوئی

اپنے مطلب کی بہت باتین بناتے ہین جو
ایسے یارون کو سمجھتے نہین ہم یار کبھی
کام پڑجائے تو صورت نہ دکھائین برسون
جو گرجتے ہین برستے نہین زنہار کبھی

پھول اخلاق کے انسان جو شگفتہ رکھے
دشت مین ہو تو مزہ اُس کو چمن کا آئے
جھک کے ہر اک سے ملے کام ہر اک کے آئے
ہو جو غربت مین بھی تو لطف وطن کا آئے

ایک نکتہ مین بتا دون بہر تسخیر قلوب
گر تجھے منظور ہے تجھپر زمانہ جان دے
ابر کے مانند عالی ہمتی سے کام لے
دے ضرورت پر جسے جو کچھ دیے احسان دے

انسان یا بہت سے دلون کو ملا سکے
یا کوئی شئے مفید خلایق بنا سکے
ہم تو اسی کو علم سمجھتے ہین کام کا
پڑھنے کو مستعد ہین جو کوئی پڑھا سکے

علم کی طاقت

جہان مین علم ہے مجموعۂ صفات بشر
جہان مین علم کو حاصل خزائن ہنر
جہان مین علم نے یورپ کو کر دیا روشن
وہان کے ذرّے چمکنے لگے ہین جون اختر
یہ ریل کیا ہے نتیجہ ہے علم کامل کا
یہ تار کیا ہے کہ شمہ ہے علم کا یکسر

بنے عمل سے ہین دریائے علم سے نکلے | سمندرون مین جواب چل رہے ہین اسٹیمر

غرضکہ علم کی طاقت کی حد نہین کوئی
اسے جو روک سکے ایسی سد نہین کوئی

ہوے ہین علم سے کمزور صاحب طاقت | ہوے ہین علم سے محتاج صاحب دولت
کیا ہے علم نے بجلی کو بند مٹھی مین | دکھائی علم نے ذرہ مین مہر کی طلعت
بنائی علم نے ڈائن ہے ایسی ڈائنامیٹ | جو ایک دم مین اڑا ڈالے کوہ قاف کی چھت
کئے وہ جنگ کے آلات علم نے پیدا | کہ فتح موت نے پائی حیات پر حیرت

جہان مین عالم دانا وہ کیمیا گر ہے
کہ اسکے سامنے ناچیز نقرہ و زر ہے

ہوا ہے علم سے امریکہ صاحب دولت | ہوئی ہے علم سے جرمن کی اسقدر شہرت
کیا ہے علم نے انگلش کو اسقدر دانا | ملی ہے علم سے جاپان کو اسقدر عزت
ہوا ہے علم سے حاصل فرونغ یورپ کو | ملی ہے علم سے یورپ کو اسقدر دولت
دکھایا علم سے جاپان نے روس کو نیچا | وگرنہ چیونٹی کو ہاتھی کے ساتھ کیا نسبت

اگر یہ ملک بھی علم و عمل کا خوگر ہو
تو وجہ کیا ہے کہ یورپ کا یہ نہ ہمسر ہو

غافل لڑکا

کہا ماں نے لڑکے سے کھانا تو کھا کر | ہے وقت آگیا اب مدرسہ کو جا
چلا گھر سے لڑکا مدرسہ کو جب | ہوا راہ مین شوق کھیلین تو اب

کتابون سے مجھ کو ہے نفرت بہت
ہے لہو و لعب سے بس الفت بہت

پرندے درختون پہ ہین گا رہے
کوئی آ رہے ہین کوئی جا رہے

گل و برگ خوش رنگ ہم دیکھتے
ثمر شاخ مین ہم ہین کم دیکھتے

مویشی ہین چرتے چہ اگاہ مین
خوشی آج ملتی ہے کیا راہ مین

مدرسہ مین حاضر جو ہون گے ابھی
نہ پائی خوشی ہوگی ایسی کبھی

اگر آئے ہوتے دو میدان مین
کتابون کو رکھدیتے جزدان مین

مگس تو مرے ساتھ کھیلے اگر
نہ پہونچیگا تجھ کو یقیناً ضرر

مین کھیلون اگر شہد دے مجھ کو تو
اُسی کی ہے مجکو بہت جستجو

بہت جلد مکھی روانہ ہوی
تلاش شہد مین ہوا ہو گئی

کسی سگ سے لڑکا مخاطب ہوا
کہا کھیل تو ساتھ میرے نہ حا

نہین کھیل کا مین قدردان ہون
مین مالک کے گھر کا نگہبان ہون

چمن کے پرندون سے کہنے لگا
شجر کے تلے کھیلنے کو تو آ

کہا ہے پرند ایک ہے اس گھڑی
مجھے گھونسلہ کی ضرورت پڑی

کہا بیل سے یہ کہ اے جانور
خوشی ہو مجھے ساتھ کھیلے تو گر

دیا اوسکو ہے بیل نے یہ جواب
مین کھیلون تو ہل کون کھینچے جناب

نہ پیدا ہو غلہ نہ روٹی پکے
نہ مان تم کو کھانے کو کچھ دی سکے

جو ہے سست کھانا وہ پاتا نہین
گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہین

نصیحت پسند آئی لڑکے کو جب
سبق پڑھنے پھونچا مدرسے وہ تب

نصیحت متین آج یاد دلی
یقین جان لو زہر ہے کاہلی

ہمیشہ سچ بولو

سچ بولنا زمانہ مین جس کا شعار ہے
سچ پوچھئے اگر تو وہی باوقار ہے

ہندی مثل ہے یہ کہ نہین آنچ سانچ کو
کاذب کلام پاک سے درخور و نار ہے

ہے موجب رضائے خدا راہ راستی
سعدی کے قول سے یہ سخن آشکار ہے

ہے حسن راستی سے تو آراستہ اگر
تجھسا نہین جہان مین کوئی وصعدار ہے

جسکو فنی جہکو کہتے ہین وہ حق کو ہی پسند
ناحق پسند سفلہ ہے ابتر ہے خوار ہے

بے آبرو ہے دونون جہا مین دروغگو
اور راست گو مثال دُر آبدار ہے

جسمین کہ راستی نہین ویران ہی سربسر
جس دل مین راستی ہے وہی پُربہار ہے

سچ ہے دروغ کو نہین کونین مین فروغ
ہے روسیہ وہان تو یہان شرمسار ہے

تو بن کرائے شفوق عمل راستی قبول
تو قیر کا جہان مین اگر خواستگار ہے

خوش مزاجی

خوش مزاجی سی ہے دلکو مسرت ہردم
شاد و بشاش رہے اور طبیعت ہردم

بدمزاجونکی نہ کچھ پوچھئے کیا درگت ہو
اون پہ ہوتی ہے مگر ملک کی لعنت ہردم

جو کہ دنیا مین ہین خوش باش و شریف و لائق
اونکی ہوتی ہے ہر اک ملک مین عزت ہردم

خوش مزاجی سی ہر اک کام ہو پورا تیرا
تازگی دل کو ملے اور ہو طاقت ہردم

خوش مزاجونکی تو دنیا مین ہو تعریف سدا
بدمزاجون پہ ہو نفرین و ملامت ہردم

بہ مزاجی سے رہو دور خدا را یارو	یاد رکھو یہ ہے خادم کی نصیحت ہر دم

نصیحت نامہ

اے ننھے ننھے بچو! اکو نپل ہو کس شجر کی؟ — کلیاں ہو کس چمن کی کرنیں ہو کس قمر کی
ہو کس کے دست و بازو ہو کس کے دلکی تہنڈک — کس ہاتھ کی عصا ہو کس آنکھ کی ہو عینک
کس بزم کی ہو رونق ہو کس کے دلکی فرحت؟ — ہو کس چراغ کی لو ہو کس کا جوش الفت
کس آنکھ کی ہو تیلی کس دل کی روشنی ہو — کس تیغ کے ہو جوہر کس قاف کی پری ہو
تارے ہو کس فلک کے پتلے ہو کس اثر کے — کس شام کی شفق ہو ہو نور کس قمر کے
نور نظر ہو کس کے لخت جگر ہو کس کے — تم بال و پر ہو کس کے اور مال و زر ہو کس کے

ہو اُس شجر کی کونپل ہیں جسمیں بار اور گل — ہو اُس چمن کے غنچے سرسبز ہے جو بالکل
ہو اُس قمر کی کرنیں جو آسمان پر ہے — ہو اُس کے دست و بازو جو لامکان پر ہے
ہو اُسکے دلکی تہنڈک جو علم کا ہے مصدر — اُس ہاتھ کی عصا ہو جو ہے سبھوں کے اوپر
اُس آنکھ کی ہو عینک جو سب کو دیکھتی ہے — اُس بزم کی ہو رونق جلووں سے جو بھری ہے
ہو اوسکے دلکی فرحت جو ہے سبھوں کا ماوا — ہو اُس چراغ کی لو جس کا ہے سب اوجالا
اُس آنکھ کی ہو تیلی جو ہر طرف ہے نگران — اُس دل کی روشنی ہو جو دل ہے شاد و خنداں
اوس تیغ کے ہو جوہر ہے جس کا کاٹ پورا — اُس قاف کی پری ہو جو ہے بجانے کس جا
ہو اُس فلک کے تارے جو حد لامکان ہے — پتلے ہو اُس اثر کے جو آرزوئے جان ہے
اُس شام کی شفق ہو جسکی سحر نہیں ہے — ہو نور اُس سحر کے جسکی خبر نہیں ہے

ہو نور اُس نظر کے جو سب پہ پڑ رہی ہے — ٹکڑے ہو اُس جگر کے جو شیر سی قوی ہے
تم بال و پر ہو اُس کے جو عرش پر مکین ہے — تم مال و زر ہو اُسکے جو صاحب نگین ہے

وہ کون جس کا جلوہ ساری جہان مین ہے — ہان ہان وہ جسکا چرچا کون و مکان مین ہے
آنکھون سے وہ نہان ہے ہر چیز سے عیان ہے — وہ ہر جگہ ہے لیکن کیا جانے کہان ہے
مٹی مین اوس کا جلوہ پتھر مین اُسکا جلوہ — پانی مین اوسکا جلوہ اخگر مین اُسکا جلوہ

ہر چیز سے وہ پُر ہے ہر چیز سے وہ خالی — مین کیا کہون کہ کیسا رتبہ ہی اوسکا عالی
وہ کون ہی خدا ہے وہ جسکے سب ہین بندے — جھوٹے ہین اُس کے آگے سارے جہانکے دہندے
تم اُسکے ہو کھلونے جو سب کا ہے مربّی — تم اُسکے ہو تجلی جو سب کی ہے تجلی
جو سب کا ہی مصور تصویر ہو تم اوس کی — کتبے ہین جسکے یہ سب تحریر ہو تم اوسکے
جلوہ ہے تم مین اُسکا تم اوسکی روشنی ہو — تم کیا ہو محض لاشے۔ تم کیا ہو بس وہی ہو
ہر گہر کی تم سے رونق ہر جا کی تم سے رونق — دنیا کی تم سے رونق عقبیٰ کی تم سے رونق
تم چرخ قدس کے ہو واللہ چاند سارے — قدّوسیون کی ہو تم چشم و چراغ سارے

تم جانتے ہو تم کو بھیجا ہے کیون جہان مین — منظور ہے کہ ڈالے وہ تمکو امتحان مین
دیکھو سنبھل کے چلنا دنیا مین تم نہ پھسلنا — گر بزم قدس مین پھر تم چاہتے ہو جانا
تم امتحان دینے آئے ہو جب زمین پر — لازم ہے پاس لیکر تم سانس لو وہین پر
وہ پاس قدر جسکی دونو جہان مین ہے — جسکی پڑھائی ہر جا اور ہر زبان مین ہے
وہ کیا ہے معرفت ہی وہ کیا ہی اُسکا عرفان — وہ کیا صداقت دل وہ کیا خلوص ایمان
انصاف۔ عدل۔ نیکی۔ اللہ کی عبادت — تحصیل علم و حکمت صبر و قناعت
تقوی خدا پرستی زہد اور نیکوکاری — اکل حلال و ہمت حلم اور بردباری

ماں باپ کا ادب ہو اوستاد کا ادب ہو	لب پر ہو حق کا کلمہ ہر وقت یاد سب ہو
ہر چیز مین ٹٹولو قدرت کے راز کو تم	ہان چھپٹیرے رہنا فطرت کے ساز کو تم
ہر چیز مین خدا ہے ہر چیز مین خودی ہے	ہر چیز مین ہے نیکی ہر چیز مین بدی ہے
ہر بات مین بُرائی ہر بات مین بھلائی	ہجران مین وصل اوسکا اور وصل مین جدائی
ہر چیز یاد اوسکی سب کو دلا رہی ہے	ہر چیز یاد اوسکی دل سے بھلا رہی ہے
معبد کی قید کیا ہے ہر جا ہے اوسکا جلوہ	مین کیا بتاؤن تمکو کیسا ہے اوسکا جلوہ
کہتے ہین جسکو دنیا وہ خواب ہے طلسمی	آنکھین کھلین تو آیا ہمکو نظر نہ کچھ بھی
جو چیز ہے یہانکی وہ کام کی نہین ہے	امید صبح کی ہے تو شام کی نہین ہے
جو کچھ کہ ہے یہان پر وہ سب ہی اعتباری	ہستی مین نیستی ہے اور نیستی مین ہستی
شادی ہو یا غمی ہو سب کا خیال جھوٹا	گھر بار کیا ہے دھوکا اور جاہ و مال جھوٹا
جو چیز ہے یہانکی حادث ہے فی الحقیقت	اُس کے سوا کسیکو ہرگز نہین قدامت
اے چھوٹے چھوٹے بچو اے ہولے بھالے بچو	اے پیارے پیارے بچو اے روپنوالے بچو
دنیا مین آئے ہو تم دنیا سے جاؤ گے تم	دیکھو اُسی کو جاکر پھر منہ دکھاؤ گے تم
تم سو کے اُٹھ رہے ہو اور اُٹھ کے سوؤ گے پھر	تم رو کے ہنس رہے ہو اور ہنس کے رؤو گے پھر
رونے کی یہ جگہ ہے ہنسنا نہ تم یہان پر	جانا ہے تمکو دیکھو پھر اُسکے آستان پر
دنیا سے دل لگایا تو پھر یہین رہو گے	توبہ کہین کے ہرگز پھر تم نہین رہو گے
گر تم رہو زمین پر تو جاؤ آسمان پر	رہتے ہو گر مکان مین تو جاؤ لامکان پر
اُسکو ہی تم نہ ڈھونڈو وا ہے جو سبھون کا	ہان تم اُسی کو پوجو ملجا ہے جو سبھونکا

تم دیر مین نہ پھٹکو گر جا مین تم نہ جاؤ
لیکن جہان رہو تم بس اُس سے دل لگاؤ

ہان ہان اُسی کو پوجو جہان ہان اُسی کو دیکھو
ہان ہان اُسی کو تم سب خالق سبھون کا جانو

یہ مدعا نہین ہے دنیا کو چھوڑ دو تم
جلوت مین بھی ہو خلوت یہ آرزو کرو تم

مشغول غیر ہو کر تم حق کے پاس جاؤ
کھہ اُٹھے وہ بھی تم سے اے پیاری بچے آؤ

اسے پیارے بچو دیکھو تم یاد اسکو رکھنا
اپنی طرف سے پیارو تم شاد اوس کو رکھنا

ایسا کرو کہ تمکو وہ گود مین بٹھالے
جھولا تمہین جھلائے ہاتھون پہ وہ اوچھالے

مذمت میخواری

پہلے تو کچہ آدمی کو پیار کرتی ہے شراب
رفتہ رفتہ ہر طرح پھر خوار کرتی ہے شراب

ہے نتیجہ نشہ خواری کا ہمیشہ شور و شر
سوتے فتنہ کو سدا بیدار کرتی ہے شراب

آج آفت مال پر ہے کل ہے آفت جان پر
زیست سے انسان کو بیزار کرتی ہے شراب

اہل عزت میکشی سے ہوتے ہین خوار و ذلیل
سچ یہ ہے اقبال کو ادبار کرتی ہے شراب

منہ سے لگتی ہے تو پھر چھٹتی نہین کافر کبھی
اور پینے کیلئے اصرار کرتی ہے شراب

جز علاج موت ہو سکتی نہین اسکی دوا
جب کسی میخوار کو بیمار کرتی ہے شراب

فالج و لقوہ و سل ضعف جگر ضعف دماغ
جسم مین پیدا بہت آزار کرتی ہے شراب

منہ سے بو آتی ہے نفرت کرتی ہے خلقت تمام
میکشو مکروہات دن بیکار کرتی ہے شراب

ذلت و خواری سے رسوائی سے الفت ہے اسے
عزت و شرم و حیا سے عار کرتی ہے شراب

تندرستی دین و ایمان آبرو اور جان و مال
چھوڑتی کچہ بھی نہین جب وار کرتی ہے شراب

تھین ابھی اخلاص کی باتین کہ جوتی چل گئی	دم کے دم مین یار کو اغیار کرتی ہی شراب
میکشونکے حال پر ہے اک زمانہ طعنہ زن	ہائے کیا رسوا سر بازار کرتی ہی شراب
ناچتے ہین بیخودی مین کس مزے سے بادہ کش	بیحیا بے شرم بداطوار کرتی ہے شراب
موت جب آتی ہے تو روتے ہین اپنے حال پر	میکشونکو نزع مین ہشیار کرتی ہی شراب
اے سراج اپنی زبان کو بند کر خاموش ہو	میکشونکو دوجہانمین خوار کرتی ہے شراب

پابندی اوقات و علم

کہو ہاتھ سے نہ وقت کو ای یار غمگسار — دیتا ہون آگہی تجھے ہو جلد ہوشیار
یہ وقت ہے عزیز نہ کہو اسکو زینہار — جاتا رہا جو ہاتھ سے روئیگا زار زار

کر غور کچھ جو عقل تری دور بین ہے
یہ وقت چند روز ترا ہمنشین ہے

جاتا ہے وقت خواندگی بیدار جلد ہو — ہرگز نہ اپنے وقت کو بیہودگی مین کھو
دنیا کے جتنے کھیل ہین اُن سب سے ہاتھ دھو — کر یہ سخن قبول اگر تجھ مین عقل ہو

منہ پر اوٹنا علم کامل اپنے خوشخصال
دیکھا کرینگے لوگ ترا حُسن اور جمال

جن عالمون نے علم کا پودا دیا لگا — آخر کو سینچ سینچ کے پھل بھی لیا اوٹھا
اس علم ہی نے تخت پہ اونکو دیا بٹھا — لیکن اُنھون نے وقت کو مہمان لیا بنا

وہ خوش ہے جسکا اس پہ ہی دار و مدار ہے
کھویا ہے جس نے اس کو بہت شرمسار ہے

اے وقت تیرے جانے سے سب بیقرار ہین — تجہ بن ہزارون آدمی اب لفگار ہین
کتنے ہی تیرے ہجر مین اب اشکبار ہین — اور کتنے ہی ہین ایسے کہ جو سوگوار ہین

یارب کسیکا وقت نہ ضایع ہوا کرے
ہر اک کو اسکی قدر ہمیشہ رہا کرے

تو چاہتا ہے بننا اگر صاحب کمال — سن میری بات پنبہ ذرا کان سے نکال
بیکار اپنی عمر کے کھویون نہ ماہ و سال — ورنہ نجائے گا ترا پھر عمر بھر ملال

رکھہ اب خیال علم کا ہر وقت اے عزیز
بیشک بنہائے گا تجھے یہ زیور تمیز

اس علم مین ہین دو ستو کتنی ہی خوبیان — حاجت نہین کہ پھر کرون ہر ایک کو بیان
لکھنے سے میری نظم کے سب ہو گئین عیان — ناچار ختم کرتا ہون اب اسکو مہربان

ظاہر مین گو یہ نظم اودھوری سی بند ہے
پر اصل مین نبات ہے شکر ہے قند ہے

دیکھین تو ہم بھی کس طرح کرتی نہین اثر — افضل کی ہے یہ نظم تجھے بھی ہی کچھ خبر
یہ شوق بھی اسیکا ہے اسپر بھی غور کر — سن لے اسے بھی ہون جو تری گوش جان کر

گو اس جہان سے سعدی و عرفی گذر گئے
پر علم سے وہ نام زمانے مین کر گئے

جنت الفردوس

ذکر جنت کا سنا ہے ترے منہ سے اکثر — وان کے بچونکو تو کہتی ہے گروہ خوشتر

پیاری امان و فرح بخش زمین ہے کس جا ڈھونڈ کر اس کو نہ ہم دور کریں غم اپنا
کیا وہ واں ہے گل نارنج جہاں ہے کھلتا یا جہان مہندی کی شاخوں پہ ہے جھنڈا اڑتا

وہ نہیں واں وہ نہیں واں مرے پیارے بچو

کیا وہ واں ہے جہاں اگتے ہیں شجر خرمے کے خرمے پکتے ہیں جہاں چرخ منور کے تلے
یا چمکتے ہوئے بحروں کے جزیروں کے میان بوئے گل باد میں گلزار بساتے ہیں جہاں
اور مرغان نوا سنج و نوادر خوش رنگ اپنے پر رکھتے ہیں رنگین مثال ارژنگ

وہ نہیں واں وہ نہیں واں مرے پیاری بچو

کیا کسی خط دیرین میں ہے واقع وہ زمیں ریگ زریں پہ جہاں بہتی ہیں نہریں سیمیں
لعل و یاقوت ہے چمکاتے شعاع روشن اور کرتا ہے جہاں کان کو ہیرا روشن
موتی مرجان کے جزیروں سے چمکتے ہیں جہاں کیا وہاں ہے مری امان وہ زمیں شادان

وہ نہیں واں وہ نہیں واں مرے پیارے بچو

آنکھ نے ہے نہ تو دیکھا اُسے پیارے بچے کان نے ہیں نہ سنے اسکے خوشی کے نغمے
خواب کہلا نہ سکے ایسا فضا بخش جہان موت اور غم کا نہیں زہرہ کہ داخل ہو وہاں
ساعت سال کا جھگڑا نہیں رکتا وہ دیار آسمان سے کہیں دور اور دہن گور کے پار

وہ نہیں واں وہ نہیں واں مری پیاری بچو

نصیحت

بہن کو بھائی سے الفت چاہئے چاہئے باہم محبت چاہئے
جبکہ دونوں اک شجر کے ہیں ثمر پھر تو خوب آپس میں الفت چاہئے

بہن سے بھائی اگر ہووے بڑا
بہن کی اوسکو حفاظت چاہئے

منحصر چھوٹے بڑے ہونے پہ کیا
تم کو ہر حالت مین الفت چاہئے

ہے بُری صحبت بُری اس سے بچو
کھیلنے کو نیک صحبت چاہئے

جھوٹ اور غیبت کی عادت ہے بُری
اس سے سب بچون کو نفرت چاہئے

اچھی صورت کی نہو پروا ذرا
ہان مگر اک نیک سیرت چاہئے

کیا عجب ہے نام تم روشن کرو
بس ذرا تھوڑی سی ہمت چاہئے

جلد بازی کی بھی ہے عادت بُری
کام مین صبر و سہولت چاہئے

سچ کہو سب کی بھلائی مین رہو
جھوٹ چغلی سے عداوت چاہئے

مال و زر پر فخر کرنا ہے فضول
نیک نامی کی بھی عادت چاہئے

سیکھ اوا چھون سے اچھی عادتین
اور بدونسے تم کو عبرت چاہئے

قوم کو حاجت مدد کی ہے مدام
اسلئے قومی حمیت چاہئے

بچون کو سو کر سویرے اٹھنا چاہئے

نو کے بجتے ہی سو رہو پڑ کر
خواب راحت سے اٹھو وقت سحر

جو کہ سوتے ہین نصف شب کے بعد
وہ نہین اُٹھتے پانچ کے اندر

دیر سے سونا دیر سے اٹھنا
دونون باتین بُری ہین کچھ ہے خبر

غور کرتا ہے کم - مزاج خراب
جاگنا محفلون مین یہ شب بھر

مول لیتے ہین دام دیکے مرض
جاتے ہین ناٹکون مین جو اکثر

لڑکپن

جو لڑکون کو دیکھا تو معصوم پایا
خدا نے انہین اک نمونہ بنایا

جو ظاہر ہے ان کا وہ باطن ہے انکا
سمجھتا انہین دوست اپنا پرایا

ہے لڑکے کی تشبیہ غنچے سے سچی
ہے باطن مین خوشبو کو اُسنے چھپایا

جو غنچے کے دل مین ہی باہر ہی ظاہر
وہی رنگ باطن کا ظاہر نے پایا

کیا بند نیکی کو مٹھی مین اپنے
بدی نے نہین راستہ جس مین پایا

جوانی

آدمی کا جبکہ ہوتا ہے شباب
مست اپنی دہن مین ہوتا ہی وہ شباب

اس کے اندر جسم کی ہے روشنی
جوش سے اوپر اوہر آئے جناب

چہرہ اس کا ہو دنگ مین رشک گل
رنگ اس کا تیرگی سے ہو خراب

لیک اندر اسکے ہو ظلمت نہان
باطن اسکا تیرگی سے ہو خراب

چاہیے اسوقت انسان کو ضرور
خود کو دیکھی غیر کا دیکھے نہ خواب

جذب باطن مین کرے اس نور کو
جس سے دل روشن ہو مثل آفتاب

ہو حیا و شرم کا پابند وہ
رندی و مستی سے رکھے اجتناب

بڑھاپا

جوانو یاد رکھو تم بڑھاپا جبکہ آتا ہے
تو اس کی ظاہری باتونکو باطن مین چھپاتا ہے

جوانی مین جو ہوتی روشنی انسانکی صورت پر
اسی کی شمع وہ باطن کی کمرہ مین جلاتا ہے

اگر تا یکیان ظاہر مین ہون تو انکو باطن مین
کشش سی کھینچ لیجا کر اوسی اندھا بناتا ہے

جو ظاہر ہے جوانی کا وہ باطن ہی بڑھاپے کا
جو باطن ہی بڑھاپے کا وہ دم کیسا تھہ جاتا ہے

بڑھاپے مین جوانی کے نتایج ہم کے چھپتے ہین
جوانی کھولتی جو بات وہ اسکو چھپاتا ہے

کم فرصت بچہ

سنتے تھے کہ یان راحت و آرام بہت ہے
پر تجربہ کہتا ہی کہ یان کام بہت ہے

دن رات مین فرصت نہین آتی ہین مشاغل
ممکن نہین ہو جاؤن مین دم بھر کوئی غافل

اس پر بھی مرے کام مکمل نہین ہوتے
عقدے جو مرے کام مین ہین حل نہین ہوتے

لو آج ہی منبوقت سی ہونے لگی بارش
شیشونپہ در یچونکی ہوئی بوندونکو لغزش

اوس وقت سی بندہ ہمہ تن چشم تماشا
دیکھا کیا اک ٹکٹکی باندھے ہی نقشا

اک وقت مین اک کام پہ پر کی نہ قناعت
نادانی سے سر پر پڑی یہ اک نئی محنت

اک گیت زبان پر جو کہین ہو گیا جاری
دوپہر اسی راگ کے دھندے مین گذاری

تھے اسکے سوا اور بھی بہتیرے مشاغل
طے اور بھی کر ڈالے کئی مین نے مراحل

آئینے پر ایسا کوئی پھونکا دیا دم
وہ جسکے اثر سے ہوا اک آن مین پُر نم

اوس نم کو وہین صورت تصویر بنایا
تصویر کو اک لحظہ مین پھر خود ہی مٹایا

پر فرش زمین پر جو توجہ ہوئی مائل
تعمیر کئے اُس پہ مکان رہنے کے قابل

ٹوٹی ہوی کشتی جو مری اسپہ پڑی ہے
اب اُس کی مرمت کی مجھے فکر پڑی ہے

دعوت جو خیالی مرے یان ہوتی ہے اکثر
پھر اُس مین ملاتے ہین مجھے ساری تونگر

اتنے ہین تردد مری اک ننھی سی جان کو اب کیل کی فرصت کوئی ڈھونڈی تو کہان ہے	فارغ جو ہین کیا جانین وہ اس درد نہان کو مصروف ہون مصروف یہی ورد زبان ہے

آگے بڑھے چلو

ہر ایک چاہتا ہے کہ آگے بڑھے چلو — اک یہ ہی مدعا ہے کہ آگے بڑھے چلو
دل مین یہ ولولہ ہے کہ آگے بڑھے چلو — اک یہ ہی مدعا ہے کہ آگے بڑھے چلو
لب پر یہی صدا ہو کہ آگے بڑھے چلو

میدان تمہارے ہاتھ ہے آگے بڑھے چلو — اک دو قدم کی بات ہے آگے بڑھے چلو
دیکھو نہ دن کہ رات ہے آگے بڑھے چلو — حامی خدا کی ذات ہے آگے بڑھے چلو
لب پر یہی صدا ہو کہ آگے بڑھے چلو

لہو و لعب پہ دھیان نہ کھو بڑھے چلو — شور و شغب پہ دھیان نہ کھو بڑھے چلو
غفلت اے میری جان نہ کھو بڑھے چلو — یہ کام ایک آن نہ کھو بڑھے چلو
لب پر یہی صدا ہو کہ آگے بڑھے چلو

میدان ہے صاف کوئی نہین روک درمیان — جو تو مین بڑ گئی ہین قدم اُنکے ہین عیان
اک راہبر بھی واقف منزل ہے ہم عنان — فکر معاش و خانگی جھگڑون سے ہے امان
قسمت اگر اب نہ چاہو کہ آگے بڑھے چلو

حالت جو قوم و ملک کی ہے آشکار ہے — اک ایک تنگدستی سے سینہ فگار ہے
ہان تم ہی ہو فلاح کا جس پر مدار ہے — دل پر جو ٹھان لو تو ابھی بیڑا پار ہے
ہان بڑھ چلو پکار دو کہ آگے بڑھے چلو

سنکر یہ تم کو ہو جو تعجب تو ہے بجا — یورپ نظیر جس کا نہین آج دوسرا
تاریک اک زمانہ تہا جو ہند سے سوا — جاگے جو اہل ملک لبون پر تھی یہ ضیا
ہان بڑھ چلو پکارو کہ آگے بڑھے چلو

آگے بڑہے وہ ایسے کہ آگے نکل گئے — بچے تھے اک کھلونہ پہ گویا مچل گئے
جب مدعا ملا تو وہ ابرو سے بل گئے — یہ لفظ نیچے تھے کہ جو لب پر چل گئے
ہان بڑھ چلو پکارو کہ آگے بڑھے چلو

مطلوب لبون سے اگر ہو مفر تمین — بہبود ملک کی ہو جو مد نظر تمین
ہے عزت دوام کی خواہش اگر تمین — کرتا ہے تاج فخر اگر زیب سر تمین
ہان بڑھ چلو پکارو کہ آگے بڑھے چلو

امتحان نزدیک ہے اب کرلو کوشش مہربان

امتحان نزدیک ہے اب کرلو کوشش مہربان — ایک بھی گھنٹہ منٹ لمحہ نہ جائے رائگان
ہر گھڑی پابندئ اوقات کار کہو خیال — کام کو اپنے نہ سستی سے کرو تم پائمال
علم کی تحصیل مین اے مہربان سستی نہ ہو — دھیان دیکر خوب تم دل سے سبق اپنا پڑہو
صحبتین چھوڑو بری اچھون سے رکھو ربط ضبط — کوچہ گردی کا نہ آجائے تمارے دلمین خبط
چین کی بنسی بجاتے ہین ہمیشہ علم دان — جاہلون مین پاؤگے تم ہائے یہ باتین کہان
جو کرے تم کو نصیحت غور سے اسکو سنو — اپنے ناصح کی نصیحت شوق دل سے مان لو
وقت جاتا ہے چلا دیکھو سنو اٹھو چلو — لاؤ بستہ کھول ڈالو لو کتابین اور پڑھو
رات دن ہو مشغلہ پڑھنے پڑھانیکا ہی یار — ورنہ پچتانا پڑے گا تم کو پیچھے بار بار

محنت کرو

ہے امتحان سر پہ کھڑا محنت کرو محنت کرو
باندھو کمر بیٹھے ہو کیا محنت کرو محنت کرو

بیشک پڑھائی ہے سوا اور وقت ہی تھوڑا رہا
ہے ایسی مشکل بات کیا محنت کرو محنت کرو

شکوے شکایت جو کرتے تھے تمنے کبھی ہم نی سنے
جو کچھ ہوا اچھا ہوا محنت کرو محنت کرو

محنت کرو انعام لو انعام پر اکرام لو
جو جاہو گے ملجائیگا محنت کرو محنت کرو

جو بیٹھ جائین ہار کر کہدو انہین للکار کر
ہمت کا کوڑا مار کر محنت کرو محنت کرو

باتونسے حاصل کچھ نہ ہو ہمت سے اب باندھو کمر
بک بک سے کیا ہے فائدہ محنت کرو محنت کرو

یہ بیج گر ڈالو گے تم دل سی اُسی پالو گے تم
دیکھو گے پھر اسکا مزا محنت کرو محنت کرو

محنت جو کی جی توڑ کر ہر شوق سی منہ موڑ کر
کردو گے دم مین فیصلہ محنت کرو محنت کرو

کھیتی ہو یا سوداگری ہو بیک یا ہو چاکری
سب کا سبق یکسان سنو محنت کرو محنت کرو

جسدن بڑے تم ہوگئے دنیا کی دہندو مین پھنسے
پڑھنے کی پھر فرصت کہان محنت کرو محنت کرو

بچپن رہا کس کا سدا انجام تو سوچو ذرا
یہ تو کہو کہاؤگے کیا محنت کرو محنت کرو

جام صحت یعنی تندرستی

اے مرے باغ زندگی کی بہار
لے مرے ہلتھ عیزت گلزار

واہ کیا تازہ دم نسیم ہے تو
فرح بخش جہان شمیم ہے تو

میوۂ باغ زندگانی ہے
ثمر نخل نوجوانی ہے

یون تو دنیا کی نعمتین ہین عزیز
لیکن اے ہلتھ تو ہے اور ہی چیز

صحت و امن و عیش و دولت و زر
دین و ایمان و عقل و علم و ہنر
سب میسر تری بدولت ہے
باغ عالم مین تو ہی نعمت ہے
تیرے ہی فیض سے ہے لطف حیات
تو ہماری ہے قاضی الحاجات
ہر ترقی کی رہنما تو ہے
عقل حیران ہے کہ کیا تو ہے
تو گھڑی بھر اگر خفا ہو جائے
دم مین کیا جانے کیا سے کیا ہو جائے

جام صحت سے ہے فیض عام ترا
تندرستی ہے پیارا نام ترا

ہے کوئی ایسا صاحب ہمت
ہے کسی کے قلم مین یہ طاقت
غیر ممکن ہے جو خلاف کہے
تندرستی پہ فوقیت ہے کسے
لکھنے بیٹھا ہے آج کلک گہر
تندرستی کے باب مین لکچر
معترض نکتہ چین ادہر آئین
حق سخن کا جواب دے جائین
علم و دولت بھی گو ہے قدر کی چیز
پر نہین بڑھکے ہاتھ سے اے عزیز
پاس دولت اگر ہوی تو کیا
تندرستی کا جب نہین ہے مزا
جسم صحت بغیر ہے بے سود
جیسے پرزے گھڑی کے زنگ آلود

تندرست آدمی کو جانے دو
قدر صحت مریض سے پوچھو

دیکھئے وہ غریب زار و نزار
بستر غم پہ ہے پڑا بیمار
جملہ امراض تن نے گھیرا ہے
زندگانی نے منہ کو پھیرا ہے
سر پہ جن ہے سوار سستی کا
سایہ ہے دور تندرستی کا
اشک بھر بھر کے اپنی حالت پر
حسرت آلود ڈالتا ہے نظر
عصوتن تار جسم زار و نزار
وقنا ربنا عذاب النار

نوجوانی مین آگئی پیری — تندرستی کی ہائے قدر نہ کی
صادق آتی ہے اے گہر یہ مثال — قدر ہر نعمت است بعد زوال
نقد صحت کو ہائے کھو بیٹھا — زندگانی سے ہاتھ دھو بیٹھا
اپنی جان اب اسے عزیز نہین — مال و دولت تو کوئی چیز نہین
سلطنت بخشدے کوئی اُس کو — خوش نہ پر آئیگی کبھی اوسکو
کیونکہ ہے درد و غم سے حالت زار — سرد آہونکا گرم ہے بازار
نقد گم گشتہ ہاتھ آجائے — درد دل دور ہو شفا پائے
دل ہی دل مین ہے یون کہی جاتا — کوئی ایسا بھی ہے سخی داتا
تندرستی مری مجھے بخشے — ہے جو سرمایہ میرا مجھ سے لے

ہلتھ گوڈ ہلتھ آہ پیارے ہلتھ
تیری کیا بات واہ پیارے ہلتھ

کیا سبب اُنمین ہے افلاس — نقد صحت کمان ہی اونکے پاس
قدر کی جب نہ تندرستی کی — سر پہ چھائین بلائین سستی کی
عیش و عشرت کنیز بنکے رہی — جہل و غفلت عزیز بنکے رہی
آگے آیا نتیجہ اعمال — نقد صحت رہی نہ جنس نہ مال
نہ رہے وقت کے کبھی پابند — حفظ صحت کو کہو کے دولتمند
دن بہ دن پست ہوگئی ہمت — کر کے اُٹھنے کی اُنمین طاقت
آل و اولاد پر پڑا یہہ اثر — کہ ہوئے انتہا کے وہ لاغر
تندرستی کی قدر کر کرتے — تو ہر اک معرکہ کو سر کرتے

اہل جاپان کی شجاعت کا — آجکل کیون بلند ہے جھنڈا

آفرین مرحبا برین ہمت — پست کردی ہے روس کی طاقت
حفظ صحت سبب ہے ہمت کا — اور ہمت ذریعہ دولت کا
لطف دولت کا تندرستی سے — بہیر قسمت کا تن کی سستی سے

تندرستی کمال کا باعث
تن کی سستی زوال کا باعث

کچھ تعجب نہین کہ بے سمجھے — یہ بھی ہم سے کوئی سوال کرے
حفظ صحت کے کیا طریقے ہین — تندرستی کے کیا وسیلے ہین
انڈین کا ہے یونہی حال تباہ — ایسے سر کمسٹینز ہین آہ
تندرستی رہے گی تب ہی بجا — پیٹ بھر جب نصیب ہوگی غذا
پہلے لازم ہے اپنے پیٹ کی فکر — تندرستی کا بعد کیجئے ذکر

حالات

مین یہ کرتا نہین کبھی تسلیم — عرض خدمت مین ہی بقول حکیم
حفظ صحت کے فائدے یہ ہین — سہل و کم خرچ فائدے یہ ہین
صبح کو اُٹھ کے ہاتھ منہ دھو کر — فارغ الشان دہیان سی ہو کر
صاف میدان کی ہوا کھائے — روح کو جس سے تازگی آئے
تھوڑی ورزش کیا کرے ہر صبح — شکر نعمت ادا کرے ہر صبح
تیرہ و تار و تنگ گھر دے چھوڑ — صحبت رند بگھر دے چھوڑ
کھانا بے وقت کا کرے نہ پسند — رہے ہر لحظ وقت کا پابند
دن کا سونا زوال صحت ہے — واقعی مین کمال غفلت ہے
کرنی محنت کی چاہئے عادت — حد سے بڑھکر مگر نہ کر محنت
کام رکھ دینوی ترقی سے — کر بسر اپنی تندرستی سے

مار غصہ کو نفس کو کر زیر — جھکائے گا تیری آگے شیر
دلکو خوش رکھ نہ رنج کر غم کھا — ایک دو لقمہ بھوک سے کم کھا
پانی پی ظرف کو کھنگال کے پی — صاف وشفاف دیکھ بھال کے پی
وقت کر صرف حفظ صحت مین — کھو نہ اوقات مفت غفلت مین
وقت ہر کام کا مقرر کر — کر عبادت خدا کی شام و سحر
نشے جتنے ہین تیرے دشمن ہین — رگ جان کو یہ خار گلشن ہین
زہر قاتل اثر مین ہے یہ شراب — خار اور خس شرر مین ہی یہ شراب
جو کہ ہین اسکے دل کے متوالے — ان کو پڑتے ہین جان کے لالے
طلبا کے یہ دلنشین ہو بات — ہے بجا پائے بندئے اوقات
نشہ سے نفرت اختیار کرین — تندرستی کو دل سے پیار کرین
پڑہنے لکھنے کا ہو مقرر وقت — ہے ہر کام کا جدا ہر وقت
ایک کام ایک وقت دین انجام — نہ کرین ایک وقت مین دو کام
گھر پہ بھی یہ عمل کرین ہر وقت — جون ہے اسکول کا مقرر وقت
کوشش و محنت اختیار کرین — تندرستی کو دل سے پیار کرین
تندرستی کہین جو ہو گی خراب — پھر ترقی نہ ہو گی تم سے جناب
یاد رکھئے کہ یہ نصیحت ہے — تندرستی ہزار نعمت ہے
بام مقصد کا یہ ہی زینہ ہے — مہر ہے مہر ہے نگینہ ہے
اختر برج جاہ و حشمت ہے — شمع بزم و جلال و شوکت ہے
ہے جلا شیشۂ حیات کی یہ — ہے فضا باغ کائنات کی یہ
صدف بحر افتخار ہے یہ — قدرتی باغ کی بہار ہے یہ
ہلتھ گوڈ ہلتھ آہ پیارے ہلتھ — تیری کیا بات واہ پیارے ہلتھ

زمانہ کے ساتھ چلو

حال ابتر قوم کا ہم سے نہ دیکھا جائیگا
اے خدا کس دن ہمین اچھی گھڑی دکھلائیگا

بے پے ادا کے چلن پر چل نہ آنکھین میچ کر
ورنہ گہر تیرا اسی دم خاک مین مل جائیگا

جہل کا سر کٹ رہا ہے علم کی تلوار سے
جو جہالت مین رہیگا وہ اناڑی کب پائیگا

ہے یہ نازک وقت گر جلدی نہ آیا ہوش مین
ہوش مین آنے سے پہلے خاتمہ ہو جائیگا

دولت دو دنیا و دین دونو نعمتین کچھ باقی نہین
کیا رہا ہے پاس تیرے جس پہ تو اترائیگا

دشمنو نکو تیری نادانی پہ آتی ہے ہنسی
تجھکو اپنے حال پر کس روز رونا آئے گا

کام کی بدھ سدھ سے تجھے ہو گی نہ ہرگز آگہی
رائیگان گر وقت تیرا کھیل مین ہو جائیگا

اسکو بے غیرت کہیگا اک زمانہ یاد رکھ
دوڑ مین علم و ہنر کے پیچھے جو رہ جائیگا

علم کے پانی سے ہے سرسبز دنیا کا چمن
پانی پو بچیگا نہ جسمین دیکھو وہ مرجھائیگا

سو جھتا تجھکو نہین افسوس اپنا نیک و بد
جہل کے ہاتھو نسے جب لٹ جائیگا چلائیگا

گر تجھے زر کی طلب ہے کر تو محنت اختیار
آسمان سے کچھ خدا سونا نہین برسائیگا

ہاتھ پیرونکو ہلا کچھ قوم کی خاطر بھی کر
ایک دن آخر کو تو بے دست و پا ہو جائیگا

تیرے جینے سے خوشی ہو قوم کو ایسا تو جی
ورنہ یہ جینا ترا پھر کام کس دن آئیگا

بان نصیحت ہے یہی طرز زمانہ سیکھ لے
صدر کا کہنا نہ مانیگا تو پھر پچھتائے گا

گناہون سے بچتے رہو

گناہ و معصیت کیا ہے خدا سے سرکشی کرنا
خدا کو بھول جانا اس سے ہر دم خودسری کرنا

وہ چلنا راستہ جو اپنی خود رائی سے پیدا ہو
لے گر رہبر صادق نہ اُسکی پیروی کرنا

نتیجہ جس کا ہو نقصان رسان دنیا میں اور دیں کو
دلی شوق اور دلی رغبت سے جو کرنا وہی کرنا

خلاف عقل و مذہب معصیت مین رات دن رہنا
خدا کی دوستی کے بدلے خود سے دشمنی کرنا

شریعت سے پیمبر سے خدا سے منحرف ہونا
خود اپنے ساتھ نیکی چھوڑ کر اُلٹی بدی کرنا

دغا چوری ریاکاری خرابی کفر بدگوئی
یہ سب افعال کرنا اور بھلائی مین کمی کرنا

نفاق اور رشک اور خود کامیونکا بس مین جانا
ذرا بھی ہو اگر ان مین تو کینہ پروری کرنا

کسی عورت کو اچھا دیکھکر بدمست ہوجانا
اور اسکی ہر طرح بے عصمتی بے حرمتی کرنا

غلط کاری و کذب و عیب جوئی سے غرض رکھنا
کسیکی راز جوئی اور پھر پردہ دری کرنا

خود اپنے نفس امارہ کو شہہ پر شہہ دئے جانا
اور اس پر دیکھے پھر الزام عذر بے بسی کرنا

خدا کے حکم سے دن رات سرتابی کئے جانا
تبو نکے سامنے گردن جھکانا عاجزی کرنا

گناہ انسان کی فطرت مین ہے یا نہین

گناہ و معصیت ہرگز نہین انسانکی فطرت مین
کرے یون جسقدر چاہے جو چاہے آدمی کرنا

خدا نے عقل دی ہے نیک و بد پہچاننے والی
سکھایا عقل کو انسان کی سچی رہبری کرنا

نہ ہوتی عقل تو عصیان بھی ہوتے فطرتاً جائز
جو یہ رہبر ہے تو لازم نہین پھر رہبرنی کرنا

ہمیشہ عقل کا پابند رہنا سب سے بہتر ہے
اور اس کے بوسے لازم ہے دلمین روشنی کرنا

کیون گناہ انسان کی فطرت مین نہین

نہین اسواسطے کچھ معصیت انسانکی فطرت مین
کہ منظور اس سے تھا اصلاح سب مخلوق کی کرنا

اگر انسانکی فطرت مین جرم و معصیت ہوتے
نہین ممکن تھا انمین سے ولی کرنا نبی کرنا

نہ مذہب ہوتا دنیا مین نہ اُسکی برکتین ہوتین
نہ آسکتا کسی کو زہد و طاعت بندگی کرنا

بدی کی کچھ سزا ہوتی نہ نیکی کی جزا ہوتی
نہ ہوتی کچھ اسے تمیز نیکی و بدی کرنا

کسی کا کوئی حق بیجا نتا ہرگز نہ دنیا مین
بجائے راست بازی عام ہوتا کجروی کرنا

زمانہ بھر مین بے رحمی و سفاکی نظر آتی
نہ ہرگز سیکھتا کوئی بھی صلح و آشتی کرنا

بداخلاقی و بے رحمی کی ہوتی گرم بازاری
نہایت سہل ہوتا قتل و خون غارتگری کرنا

کوئی عورت عفیفہ ڈھونڈے ملسکتی نہ دنیا مین
نہ ہوتا جرم کچھ عورت کی گر بے حرمتی کرنا

نہ عزت دار بن سکتا کوئی دنیا کے پردے پر
جو ہوتا فطرت انسانمین جرم و کجروی کرنا

گناہ مین بظاہر فائدہ معلوم ہوتا ہے مگر دراصل نقصان

گناہ ہونمین بظاہر فائدہ معلوم ہوتا ہے
مثال اسکی خیانت سرقہ اور دہوکہ دہی کرنا

ہوا کرتا ہے بیشک فائدہ چوری سے چورون کو
نہ پاکر گرگرہ بھولتے ہین رہزنی کرنا

خیانت آدمی کو خوار اور بدنام کرتی ہے
امانت سے کبھی لازم نہین پہلوتہی کرنا

یہ ظاہر مین تو میٹھا ہے مگر زہر اسکے اندر ہے
اسے سب چھوڑ دین جو چاہین عیش سرمدی کرنا

گناہ ہونمین نہین کچھ فائدہ نقصان ہی نقصان ہے
گناہ ہونسے کبھی لازم نہین دل بستگی کرنا

سلیمان بنکے دہوکے سے یہی عفریت آتا ہے
اسے آتا ہے پر ہر رنگ مین جلوہ گری کرنا

یہی وہ جرم ہے جسکی معافی سخت مشکل ہے
نتمین لازم ہے اس سے اجتناب و بے رخی کرنا

نہ ہوتا گر طمع اور روغن اسکے چہرے پر
تو ممکن ہی نہ تھا اسکی طرف رغبت کبھی کرنا

گنہ کی باطنی سیرت ہمیشہ آدمی دیکھے
کبھی لازم نہین اس پر نگاہ ظاہری کرنا

گناہ کبائر و صغائر

گنہ ہائے کبیرہ اور صغیرہ دونون بدتر ہین
کبھی اللہ سے لازم نہین گردن کشی کرنا

صغیرہ سے نہ ڈر نا نفس کے دہوکے مین آنا ہے
سکھاتا ہے یہی کم بخت تو بدگوہری کرنا

کبائر کیا ہین اسانپ اور سانپ کے بچے صغائر ہین
ہمیشہ چھوٹی چھوٹی معصیت سے بھی بچے انسان

کبھی لازم نہین افعی سے ہرگز دوستی کرنا
ہمیشہ نیکیون مین چاہیے کوشش بڑی کرنا

گناہ سے آدمی کو سچی خوشی حاصل نہین ہوتی

گنہ سے آدمی کو کچھ خوشی حاصل نہین ہوتی
گنہگارونکو اطمینان حاصل ہو نہین سکتا
خوشی کہتے ہین سب جسکو وہ اطمینان دل کا ہے

اسی کو چھوڑ کر ملتا ہے عیش سرمدی کرنا
بسر ممکن نہین راحت سے اپنی زندگی کرنا
نہ اطمینان ہی جب ہو تو پھر کیسا خوشی کرنا

گنہگار سب لوگون سے ڈرتا رہتا ہے

خطا کار اپنے سایہ سے بھی ڈرتا اور جھجکتا ہے
سمجھتا ہے کہ میرے راز سے سب لوگ واقف ہین
وہ سب سے خوف کرتا دور رہتا اور جھجکتا ہے

رولا دیتا ہے اسکو غیر لوگون کا خوشی کرنا
وہ کر سکتے ہین گر منظور ہو بے وقعتی کرنا
خطا کاری سکھا دیتی ہے اسکو بزدلی کرنا

گناہ کی فلاسفی

گناہ مین ایسی کیا لذت ہے جو سب لوگ کرتے ہین
نہین ملتا ہے جب جائز طریقہ کامیابی کا
بہت کچھ تنگ جب انسان کو افلاس کرتا ہے
ضرورت کے سوا خود مطلبی غیرت ہوس غصہ

روا رکھتے ہین سب کیون نفس بد کی پیروی کرنا
تو ناجائز طریقہ چاہتا ہے آدمی کرنا
تو پھر وہ سیکھتا ہے چوری اور ڈاکہ زنی کرنا
سکھاتی ہین یہ سب چیزین اسے جرم و بدی کرنا

گناہ کا اثر گناہ کرنے والے کے نفس پر

اثر عصیان کا پڑتا ہے خطا کارونکے اوپر بھی
گران ہوتا ہے اون کی نفس پر بھی خود بدی کرنا

ملامت کرتا ہے خود اُنکے اوپر کا نشنس اُنکا
بلا ہو جاتا ہے معصیان سے یہ شوق دلی کرنا

نتیجہ اسکا ہے سبکے لئے نقصان رسان بیشک
وگرنہ یون تو ہے دلچسپ عشق و عاشقی کرنا

گناہ چھوٹ سکتا ہے یا نہین

گناہ و معصیت کا چھوڑ دینا کچھ نہین مشکل
اگر انسان چاہے سچے دل سے بندگی کرنا

فنا کر دیتی ہے یہ معصیت انسان کو بالکل
کبھی جائز نہین کہتا ہے عاقل خودکشی کرنا

گناہ و معصیت کیا ہے حماقت ہی حماقت ہے
خطا کا چھوڑ دینا کیا ہے ترک ابلہی کرنا

خدا کے حکم سے ہرگز نہ سرتابی کرے انسان
اسے تو چاہئے ہر وقت دل سے عاجزی کرنا

کیا چیز گناہ کو چھڑا سکتی ہے

چھڑا سکتی ہے کیا شئے معصیت کو جانتے ہو تم
خدا کو حاضر و ناظر تصور ہر گھڑی کرنا

اگر اس نفس امارہ کو انسان لائے قابو مین
تو پھر آجائے اُسکو آپ اپنی بہتری کرنا

خدائے پاک سے ہر وقت ڈرنا چاہئے سب کو
نہ اُس سے کچھ بغاوت سرکشی و خودسری کرنا

عام نصائح

ہمیشہ چاہئے نیکی عبادت اور خدا ترسی
کسی صورت سے لازم ہی نہین ہے گمرہی کرنا

بدی کے چھوڑ دینے مین ہمیشہ چاہئے عجلت
کبھی لازم نہین ہے اس مین کچھ بھی کاہلی کرنا

نہ غور سے افعال کا دیکھا کرے انسان
کبھی لازم نہین اسکو نگاہ سرسری کرنا

کبھی بے سوچے سمجھے کچھ نہ کرنا چاہئے ہرگز
ہمیشہ چاہئے ہر بات مین سنجیدگی کرنا

تجارت صنعت و حرفت سے دولت کو کرے پیدا
نہین لازم خیانت دھوکہ بازی رہزنی کرنا

خطا کاری ہے منہ کا کالا کرنا اپنے ہاتھون سے
گنہگاری ہے اپنے آپکی بے وقعتی کرنا

اگر دولت ہے تو زادِ رہ عقبیٰ کرو اُس سے
کبھی دولت سے واجب ہی نہین تن پروری کرنا

اگر عورت ہے تو ہر لحظہ نصحت چاہئے اسکو
اگر ہے مرد تو لازم ہے نیکی ہر گھڑی کرنا

خدا نے عقل و دانش جب عطا فرمائی انسانکو
مناسب ہے اُسے جو بات کرنا عقل کی کرنا

خیال اپنا ہمیشہ نیک رکھے سبکی جانب سے
کبھی لازم نہین غیبت بُرائی بدظنی کرنا

یتیمونکی اعانت سبکے اوپر فرض واجب ہے
اور انکی ہر طرح خاطر تواضع دلدہی کرنا

بدی سے اجتناب و احتراز انسانکو لازم ہے
ہمیشہ نیکیون نہین چاہئے نام آوری کرنا

متین اچھی طرح سے یاد رکھ احکام مذہب کو
کسی صورت مین اچھا ہی نہین ہرگز بدی کرنا

بچون کا اصلی زیور

رباعی

بچون کو نہ پہنائے نقلی زیور
یہ فرض سے کم درجہ ہے نقلی زیور

کہو بیٹھتے ہو باتھون سے لاکھون بچے
ہے بیش بہا بچون کا اصلی زیور

ایک ناصح کی نصیحت ہے پسر
عمر بھر دنیا مین رہ سینہ سپر

زہد و تقویٰ کی پہن تن پر قمیص
ملتی ہے کوشش سی یہ بے زر قمیص

تن پہ اعلیٰ علم و فن کا کوٹ ہو
اُس پہ عزت کی سنہری گوٹ ہو

صدر پر ہو علم کی صدری تنی
پاس آنے دے نہ تو کبر و منی

سر پہ عمامہ فضیلت کا بندھے
جو تجھے دیکھے مبارکباد دے

علم کا ہو تاج سر پر نور بار
علم کا تو یار تیرا نور یار

علم کا تحصیل کرنا فرض ہے
فرض پورا کر یہ سر پر قرض ہے

چاہیے غیرت کی نکٹائی تجھے
ہو ملی تعلیم بھی ہائی تجھے

تیری ٹرکش کیپ کا طرہ ہو علم
اور ٹوپی ہو نشان تاج حلم

پائے استقلال مین وہ بوٹ ہو
جس سے اک اچھے چلن کی لوٹ ہو

نام کو سستی نہ آئے تیرے پاس
امتحان مین اپنی کوشش سی ہو یاس

چاہیے صبح و مسا ورزش ضرور
پہلوانی کا نہ آجائے غرور

ہاتھ مین رکھ شوق کی ہر دم چھڑی
گریبان کو اپنے تو اک پُھل جھڑی

تیرے ہاتھو مین ہے جو کالی سلیٹ
لکھ سفید اس پر پرانے نقش میٹ

تیرے ہاتھو مین یہ تختی تخت ہے
دور سے تیرا چمکتا بخت ہے

پاس رکھ کاغذ ربڑ پنسل مدام
چوریون سے دور رہ تو لاکلام

پیش آ اُستاد کے تعظیم سے
سینکڑون ہین فائدے تعلیم کے

فرض ہے ماں باپ کی خدمت تجھے
مفت مین ملتی ہے یہ دولت تجھے

آج تجکو شوق ہے پتلون کا
فکر ہوگا کل کو آٹے لون کا

آنے والا ہے ابھی تجپر شباب
دور رہنا ہو جہان صحبت خراب

جان من تیرا رہے اچھا چلن
ورنہ تجھپر ہوگی اچھون کو جلن

ایک دن تو شاہ بننا ہے ضرور
اُس سے پہلے اُسکے لایق کر شعور

حق کے سائے کی تو چھتری تان لے
بات جو حق حق ہو اوسکو مان لے

دور بینی کی ہو عینک آنکھ پر
ایک ہو اپنے پرائے پر نظر

ہوش کی پاکٹ مین رکھ ہر دم گھڑی
عمر ضایع کر رہا ہے ہر گھڑی

سوچکر ہر ایک اپنا کام کر
اور ہمجنسون مین اپنا نام کر

علم کے زیور سے ہو آراستہ
بس یہی ہے حق کا سیدھا راستہ

دینی ہے تکلیف کو محنت سمجھے
ایکدن ملجائیگی راحت سمجھے

یہ ضروری ہے کوئی سیکھے ہنر
ہے ہنر ورہی جہان مین مرد نر

صنعت و حرفت مبارک ہو تجھے
دولت و شوکت مبارک ہو تجھے

نام روشن کرنا اپنی قوم کا
دم ہمیشہ بھرنا اپنی قوم کا

تیرے تسمل کی ہے یہ دل سے دعا
کامیابی دے تجھے آگے خدا

خوش رہے تو پھولتا پھلتا رہے
شوق سر پہ مور چہل جھلتا رہے

خوردن

کم خوری کی چاہئے عادت ضرور
سب برابر ہے ہو دہلی یا شتور

جبکہ دسترخوان پر ہون ہم جلیس
ایک شئے کھانا یہ بات ہے تو مہذبین

جب چاہئے کوئی شئے فرخندہ رائے
دور تک آواز چمچہ کی نہ جائے

اور گردہ عام مین کھانا نہ کھا
غیر کا لقمہ ہے ٹکڑا استخوان

وقت خوردن ناک اور منہ صاف رکھ
ہاتھ کو بھی خوب تر شفاف رکھ

جبکہ ہو سفرہ پہ تو اورون کے ساتھ
پیش و پس اورون کے مت ڈال اپنا ہاتھ

شئے نجس پر تو نہ دندان تیز کر
اور لقمہ کو چبا چیز سے پرہیز کر

نوشیدن

زندگی کا جز ہے پانی نیک مرد
پی نہ بیحد گرم اور بیحد نہ سرد

جبکہ ہو پانی کی خواہش اے عزیز
پینا کم کم چاہئے گر ہو تمیز

احتیاط اک اور رکھنا چاہئے
اک نفس پانی نہ پینا چاہیے

وقت نوشیدن یہ رکھنا احتیاط
خندہ زن ہونا نہ ہرگز خوش صفات

جب صبح بیدار ہووے ای عزیز
پانی پینا اس گھڑی ہے زشت چیز

پانی بیجد پینا لاتا ہے مضار
ہان مگر کھانے مین دو یا تین بار

سو کے اٹھکر ہو اگر شدت کی پیاس
ناک کر کے بند پی لے بے ہراس

کچھ منٹ تک بعد پینے کے ضرور
بند رکھنا ناک کو اے ذی شعور

یہ اگر تدبیر تجھ سے راس آئے
ہے مجرب کچھ نہ کھٹکا پاس آئے

پوشیدن

جامۂ خوش کر پہننا اختیار
تاکہ ہر کوئی کرے تیرا وقار

ہو اگرچہ کم بہا تیرا لباس
رکھ اسے پر صاف و پاکیزہ اساس

یہ ہمیشہ چاہئے ہر شخص کو
حیثیت سے بیش و کم پوشش نہ ہو

رکھ سدا کپڑونکو باحفظ و شمار
تا کرین تیرا بھی وہ حفظ و وقار

رفتن

وقت رفتن رکھ نظر کی تو تیز
بے ضرورت دوڑ کر مت چل عزیز

جو مکان و راہ ہو اندیشہ ناک
اس جگہ جانا نہین خالی زباک

جبکہ ہو تو راہ مین مصروف خرام
چلتے چلتے کچھ نہ کہا اے نیک نام

گفتن

ہے خموشی ایک صف لاجواب
بولنا پیش از ضرورت ہے خراب

بے تامل سے نہ تو گفتار کر
اور سخن ہرگز نہ با تکرار کر

جب تلک پوچھے نہ تجھسے کوئی بات
بولنا بیحد بُرا ہے خوش صفات

اور نہ کر تو قطع اوروں کا کلام
گفتگو مین لے اشارہ دے نہ کام

کوئی رکھے راز پوشیدہ اگر
اُسکے افشا پر نہ تو اصرار کر

ہزل و ناکارہ سخن کی کر نہ چاہ
دے سخن چین کو نہ تو مجلس مین راہ

عام عادات و نشستن

پاؤن پر مت پاؤن رکھ اے نیک کار
سرنگون و مضطرب مت بیٹھ یار

دست و پہلو کج نہ کرنا چاہیے
مونچھ ڈاڑھی سے نہ کھیلا چاہیے

محفل احباب مین ہرگز نہ سو
ان تو مت جگ جب کوئی جگاتا ہو

صبح اٹھنا کر ہمیشہ اختیار
سرنگون ہو کر نہ سونا زینہار

وقت ہے اک قیمتی شئے میری جان
لہو بازی مین نہ کر نادانگان

جان لے یہ زندگی ہے مستعار
کم ہے فرصت کر لے جو کرنا ہے یار

بیٹھنا ہے نیک صحبت مین ضرور
ترک کرنا چاہیے فسق و فجور

صبر کر ترک فضولی کر ضرور
خرچ آمد سے زیادہ ہے قصور

تمام اعضائے جسمانی پر عقل کی برتری

ہوئے جسم انسان کے ممبر بہم
لگے گفتگو کرنے جس طرح ہم

ہاتھ

کہا ہاتھ نے مین ہون سب سے بڑا
نہین میری طاقت کی کچھ انتہا

مری انگلیان اور یہ جوڑ توڑ
ہین فولاد کا ہاتھ دیتے مروڑ

مری ذات سے سب ہون کارعجب
ہین مرہون احسان مرے سب کے سب

اٹھاؤن مین ہر بوجھ بے قال وقیل
مرا کھیل ہے علم جرّ ثقیل

یہ سب صنعتین اور پیشے تمام
مری وجہ سے پائین حسن نظام

قلم مجھ سے پاتا ہے زور کمال
ہے تلوار کی مجھ سے پُرزور چال

محبت کا اظہار ہے میرے ساتھ
ملاتے ہین دو دوست آپس مین ہاتھ

کان

کہا کان نے مین نہ ہوتا اگر
کبھی سُن نہ سکتا صدا کو بشر

یہ آواز جو مایۂ ناز ہے
جو نیچر کا اک خاص اعجاز ہے

یہ نغمے ہو جن سے دلونکو سرور
یہ باجے ہو کو کون کا جنکے ظہور

یہ آواز جس سے چلین کاروبار
یہ سب میرے ہین معجزے آشکار

ناک

کہا ناک نے کان سے واہ وا
مرے سامنے تیرا درجہ ہے کیا

مین ہون جسم مین سارے چہرے کی ناک
مرا جلوہ ہے حسن مین تابناک

مین ہر چیز کو سونگھ کر دون بتا
جو ہو ناگوار اس کا مین دون پتا

ہے تر نوت شامہ سے دماغ
مہکتا ہے مجھ سے یہ خانہ باغ

مین خوشبو و بدبو کا معیار ہون | مین ہر ایک محفل مین سردار ہون

آنکھین

جو آنکھون نے دیکھی یہ گفت و شنید | وہ بولین کہ بس ہم ہین شایان دید
کسی نے یہ اعجاز پایا نہین | کسی کو یہ انداز آیا نہین
ہمارے سبب سے زنان و رجال | مناظر کا قدرت کی دیکھین جمال
نہ ہون ہم تو تاریک ہو سب جہان | طلسمات دنیا نہ ہون یون عیان
نہ شکلون کا انسان کو احساس ہو | نہ یہ قدر یا قوت و الماس ہو

زبان

زبان نے کہا سن جگی سب کی بات | دکھاؤن مین دن رات مین دن مین رات
مین ہون راز نیچر کی کنجی عجیب | مجھے جانتے ہین حکیم و ادیب
خبر مین نے دی وحی و الہام کی | بتائی خبر روم کو شام کی
یہ وید اور انجیل و قرآن تمام | ہوئے ذات سے میری یون وقف عام
خبر ہر جگہ کی سناتی ہون مین | جو گذرا جہان وہ دکھاتی ہون مین

علم

کہا علم نے مین ہون دانائے راز | مجھی سے یہ ظاہر ہوے سوز و ساز

عقل

کہا عقل نے مین ہون ناز بشر | ہوئین حکمتین مجھ سے سب جلوہ گر

اگر میں نہ ہوں تو کوئی دی نہ کام — ہے سب علم و حکمت کا مجھ سے نظام
رہی عقل کو سب پہ حاصل فضل — نہ ہو عقل تو کچھ نہ سمجھے بشر

اچھا زیور

ایک لڑکی نے یہ پوچھا اپنی اماں جان سے — آپ زیور کی کریں تعریف مجھ ان جان سی
کون سے زیور ہیں اچھے یہ بتا دیجے مجھے — اور جو بے زیب ہیں وہ بھی بتا دیجے مجھے
تاکہ اچھے اور بُرے میں مجھ کو بھی ہو امتیاز — اور مجھ پہ آپکی برکت سے کھُل جائے یہ راز
یون کہا اماں نے لڑکی سے کہ اے بیٹی مری — گوش دل سے بات سن لو زیورون کی تم ابھی
جو کہ زیور سب سے اچھے ہیں بتا دونگی ابھی — جو بُرے زیور ہیں ان کو بھی بتا دونگی ابھی
سیم و زر کے زیورونکو لوگ کہتے ہیں بھلا — پر نہ میری جان ہونا تم کبھی اُن پر فدا
سونے چاندی کی چمک پس دیکھنے کی بات ہے — چار دن کی چاندنی اور پھر اندھیری رات ہے
تم کو لازم ہے کرو مرغوب ایسے زیورات — دین و دنیا کی بھلائی جس سے ہو جان آئے ہات
سر پہ جھومر عقل کا رکھنا تم اے بیٹی مدام — چلتے ہیں جسکے ذریعے سے ہی سب انسان کے کام
بالیاں ہوں کان میں تو ہوں گوش ہوش کی — اور نصیحت لاکھ تیری جھکو نہ ہوویں بہری
کاٹ کے گھنگھے دیا کرتے ہیں کانونکو عذاب — کان میں رکھو نصیحت کہ ہوں اوراق کتاب
کام کیا آویگا گر تیرے گلے میں نقش ہوں — خوبیان علم و ہنر کی دل پہ تیرے نقش ہوں
تو ہے بازو کا حاصل تجھ کو بازو بند ہو — کامیابی سے سدا تو خرم و خورسند ہو
ہاتھ کے زیور سے پیاری دستکاری خوب ہے — دستکاری وہ ہنر ہے سب کو جو مرغوب ہے
کیا کروگی اے مری جان زیور خلخال کو — پہنچ دینا چاہیئے بیٹی بس اس جنجال کو

سب سے اچھا پاؤن کا زیور مری بیٹی ہے یہ — مستقل ثابت قدم ہر وقت راہ حق پہ رہے
سیم وزر کا پاؤن مین زیور نہ ہو تو ڈر نہین — راستی سے پاؤن پھسلے گر نہ میری جان کہین
اپنی امان کی یہ باتین سنکے لڑکی خوش ہوئی — پاس لیڈیز کے اُس نے نظم لکھ کر یہ دی

آدمیّت

آدمیت نام ہے کس چیز کا کچھ ہے خبر — کیون ہوا حیوان سے ممتاز دنیا مین بشر
بولنا اور جینا مرنا آدمیت ہے اگر — کون پھر انسان نہین اور کیا ہی بندر مین کسر
کل تمدن اور اخلاق آگئے ان ہی مین سب — سوچ لین یہ فلسفہ گر فیصلہ پر ہے نظر
مدعا ہین کل مذاہب کا یہی دو نو اصول — ورنہ اچھا نا سکے ان کا ہو عامل اگر
ان اصولون سے بنایا ہے مذاہب نے ہمین — ایک قسم اور ایک جان اور ایک دل اور ایک جگر
حیف ہے ہو کر ہمارے کھو رہے ہین ہم کو آج — توڑ ڈالین دل کسیکا اور مٹائین کوئی گھر
خاک مین ملتا کسی کو دیکھکر ہو جائین شیر — شیر زخمی سے لگائین وہ دلتے بنکے خر
ہے بڑون کا بھی نہین چھوٹون سے یان اچھا سلوک — گر کوئی چھوٹا مدلل بات کہدے آن کر
دلمین سوچین بات تو ہے ٹھیک پر چھوٹا ہی ہے — مان لو دلمین یہ کہدو ہے غلط یہ سر بسر
کونسلین سوسائٹی بے سود ہین سب آج یان — نعرۂ جاپان سنکر بن رہے جاپانیر
ہے بنا جاپان جس سے ہو عمل اس پر جناب — چھوڑ دین وہ بات جس سے روس ہے زیر و زبر
چھوڑ دو نفسانیت لو کام استدلال سے — تاکہ لفظ انسان کا صادق ہو ضا آپ پر
ورنہ منصوبے تمہارے ہین فقط بچون کا کھیل — توڑ ڈالوگے بنا کر تلپلون کا کل یہ گھر
ختم مضمون کر دیا رحمت نے کیون تمہید پر — عقلمندون پر کرے تمہید مضمون کا اثر

اخلاقی قطعے

ہم تمہین کیا بتائین یہ بچو! عربی کیا ہے فارسی کیا ہے
پڑھ کے خود کیون سمجھ نہین لیتے ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے

بڑھ گئی غیر قوم پڑھ پڑھ کر جو خزف پارہ تھے بنے ہیرا
اپنی تعلیم کا یہ اوسط ہے اونٹ کے منہ مین جسطرح زیرا

عمر پڑھنے کی ہے بہت تھوڑی غوب کوشش کرو پڑھائی مین
ورنہ غفلت کی وجہ سے بچّو بات پڑ جائیگی کھٹائی مین

جس نے پایا ہے علم پہر او سکی عقل ہے دوست اور زر ہے غلام
تم بھی پڑھ پڑھ کے نفع لو دونا آم کے آم گٹھلیون کے دام

نہ چھوڑو کسی کام کو نا تمام نہین غم جو ہو جائے کچھ اسمین دیر
بھلا وہ بھی کچھ کام مین کام ہے اگر آدھا تیتر ہے آدھا بٹیر

اُستاد کی ماران کے پیار سے اچھی ہے

شاہ ایران کا تھا ایک پسر نیک دل نیک ذات نیک سیر

اوسکو مکتب مین جبکہ بٹھلایا — ایک تختی لی بحکم پدر
آپ زر سے یہ اوس نے لکھا تھا — جور اُستاد بہ زر پدر

مین بڑا ہو کر کیا کرونگا ؟

سناتا ہون دلچسپ اک ماجرا — کہ تھے جمع بچے بہت ایک جا
اُچھل کود سے اونکی اک شور تھا — پسینہ مین ہر اک شرابور تا
دھما چوکڑی تھی مچائی ہوی — زمین بھی تھی سر پر اُٹھائی ہوی
کسی نے حقیقت مین ہے سچ کہا — کہ بچون سے شیطان بھی ہے بھاگتا
وہ جب کھیلتے کھیلتے تھک گئے — تو پھر بیٹھکر باتین کرنے لگے
لگا ایک سے پوچھنے دوسرا — بتاؤ کروگے بڑے ہوکے کیا
کسی نے کہا مین بنونگا لوہار — کرونگا یہی پیشہ مین اختیار
پڑے گا دھڑا دھڑ ہمارا گھن اگر — تو لرزے گی اُس سے زمین سربسر
وہ توپ اور وہ بندوق وجنگی جہاز — دوکان کا مری ہونگے ادنی ساساز
کسی نے کہا مین بنونگا سُنار — کہ اس پیشہ مین نفع ہے بیشمار
پہنکر مرے ہاتھ کی چوڑیان — منائینگی خوشیان بہت لڑکیان
کوئی دوستون سے یہ کہنے لگا — اڈیٹر بنونگا مین اخبار کا
مضامین وہ لکھونگا شایان وقت — کہ تھرائینگے مجھ سے شاہان وقت
مگر ایک بچہ جو تھا ہوشیار — نہایت متین اور بہت باوقار
وہ بیٹھا رہا چپ نہ کچھ بات کی — فضول اوس نے ضایع نہ اوقات کی

بنانے لگے اوس کو بچے تمام
کہو تم بھی کچھ لالہ چپ چاپ رام
جو چھیڑا اُسے تو وہ کہنے لگا
نہ بھایا کسی کا مجھے فیصلہ
یہان ہین جمع جتنے چھوٹے بڑے
حقیقت سے ہین دور سب جا پڑے
اُسی کام کا مین کرونگا خیال
کہ جس سے مجھے ہو گی رغبت کمال
جو رہبر نے یہ اوسکی باتین سنین
کہا مرحبا مرحبا آفرین

ناظرین سے خطاب

ترقی ہے دنیا کی مدنظر
اگر تم کو اے میرے نور بصر
تو کرنا ہمیشہ اُسی کام کو
کہ جس سے طبیعت کو کچھ اُنس ہو
طبیعت کو جس سے نہ ہو کچھ لگاؤ
کبھی اوسطرف بھول کر بھی نجاؤ
اگر بارے بانٹے ہے کیا کوئی کام
تو اوس مین نہ ہو گے کبھی نیکنام
جو کرنا ہو تم کو خوشی سے کرو
مگر بات یہ ہے کہ جی سے کرو

خُلق بد

مجھ سے یہ کہتا ہے میرا خلق بد
ساتھ میرا چھوڑ دے او بے خرد
مین ہون پریشانئ عالم کی جڑ
بستی کی بستی گئی مجھ سے اُجڑ
بھائی کو بھائی سے لڑاتا ہو مین
دل سے محبت کو مٹاتا ہو مین
دوستیان کرتا ہون برباد مین
کرتا ہون دل دشمنونکے شاد مین
بغض و عداوت کی لگاتا ہون آگ
جس سے ہے بدنام زمانہ مین تو

علم کے انوار مٹاتا ہون مین
جہل کے ادبار دکھاتا ہون مین

کہتا ہون مین عقل وہ شیطان ہون
مین ازلی دشمن انسان ہون

شوق دلاتا ہون بُرے کام کا
پاس نہین رہتا ہے کچھ نام کا

پڑتا ہے جس کا اُسے افیون کا
بھنگ یہ چانڈو یہ ہے جان شے فدا

شوق ذرا اور جو اٹھا چمک
اُڑتی ہے انجن کیطرح پھر مدک

دیکھو وہ نالی مین پڑا ہے خراب
احمق کم بخت ہے پیکر شراب

ایک ہی صورت نہین میرے لئے
بھیس بدلتا ہون مین سو طرح کے

رنگ مین میرے ہین بد اطواریان
میرے ہی باعث سے ہین یہ سب خواریان

بنکے کہین رشک سماتا ہو نہین
آگ کلیجے مین لگاتا ہو نہین

اور کبھی بنکے دلون مین نفاق
مٹتا ہون رسم و رہ اتفاق

بخل اور اسراف تکبر غضب
میرے ہی باعث سے ہین سب کے سب

جس سے ذرا مجھکو لگاوٹ ہوی
منہ بھی لگاتا نہین اوسکو کوئی

دین سے دنیا سے بھی جاتا ہی وہ
کوئی ترقی نہین پاتا ہے وہ

ہوتے ہین اس سے متنفر تمام
کوئی بھی اوسکا نہین لیتا ہی نام

مجلس تہذیب مین آتا ہے جب
لوگ یہ کہتے ہین کہ ٹلجائے کب

باپ بھی رنجیدہ ہے ماں بھی خفا
دوست عدو غیر ہوے اقربا

پھرتا ہے وہ ٹھوکرین کہاتا ہوا
کوئی بھی پرسان نہین کم بخت کا

رہتا ہے دنیا مین سدا خوار وہ
ہو نہین سکتا کبھی سردار وہ

چھوڑ مجھے مین ہون عذاب خدا
رنج مین اپنے کو نہ ہرگز پھنسا

دین سے بھی جائیگا دنیا سے بھی
کام بگڑ جائینگے تیرے سبھی

سیکھ اگر عقل ہے خُلق حسن
سارے زمانہ کا تو محبوب بن

خُلق ترقی تجھے دلوائے گا
خُلق سے مطلب ترا بر آئیگا

دوست رکھین اہل جہان تجکو سب
اور رضامند رہے تجھسے رب

دولت اقبال ہے خُلق حسن
دل سے مٹاتا ہے یہ رنج و محن

یہ جو ہو بیجا نہین آتا ہے جوش
سارے معائب کا ہے یہ پردہ پوش

وحشی ہین انسان ہین اسکے سوا
غور کرو اور بھلا فرق کیا

دیکھئے فطرت کے اگر شش جہت
خلق سے بڑھکر نہین کوئی صفت

کرتا ہے دن رات یہ اسلم دعا
خلق حسن کر مجھے یارب عطا

رباعیات

باتون پہ کبھی منہ کو جو اپنے کھولو
آجائے جو لب پر نہ وہ سچ کچھ بولو

دل ایک طرف اور دماغ ایک طرف
اس کانٹے مین بات اپنی تو پہلے تولو

آوارہ مری جان پھروگے کبتک
بدبخت اسیطرح رہوگے کبتک

یہ وقت لڑکپن کا جو بیکار رہا
پھر جانین اسے یاد کروگے کبتک

ایک دانہ کا قصّہ

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار
ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

اک نیا قصّہ مجھکو آج ملا
یعنے اک دانۂ اناج ملا

مینے پوچھا یہ اُس سے اے دانہ
نام تیرا نہ مین نے پہچانا

بولا اک دانۂ اناج ہون مین
بے ریا منکسر مزاج ہون مین

لوگ مجھکو خرید لاتے ہین
میری روٹی پکاکے کھاتے ہین

جبکہ آتا ہے موسم برسات
لوگ لیتے ہین مجھکو ہاتھون ہاتھ

کھیت مین جاکے ڈالتے ہین مجھی
مدتون پھر سنبھالتے ہین مجھے

بارش ہوتی ہے خوب جب جم کر
تب نکلتے ہین میرے بھی جوہر

سبز پتّے مرے نکلتے ہین
مثل پردہ ہوا مین ہلتے ہین

قد مرا ہوتا ہے بڑا جو ذری
مین نکھرتا ہون مثل سبز پری

سر پہ طرّہ مین اک سجاتا ہون
جھوم کر حمد حق مین گاتا ہون

اور بھی جب گذرتی ہے مدت
پھر بدل جاتی ہے مری صورت

رنگ سبزی سے زرد ہوتا ہے
دل مین پیری سے درد ہوتا ہے

پھر تو اک مجھ مین پھل نکلتا ہے
میری جان کو خلل نکلتا ہے

مجھ پہ ہوتے ہین چند چند غلاف
نرم اور نازک اور نہایت صاف

جب غلافون مین آکے بستا ہون
اپنی ہستی پہ آپ ہنستا ہون

ان غلافونکے وہ جو اندر ہے
مثل اسفنج ایک جوہر ہے

یون مرے دانے اسمین گڑتے ہین
جیسے چاندی مین موتی جڑتے ہین

ہین بہت نرم میرے سر کے بال
سبز اور زرد اور سنہری لال

جبتک ہون خام مست و رندہ ہون
پھر تو مردہ بدست زندہ ہون

کیسے مجھے نکالتے ہین
جاکے بازار بیچ ڈالتے ہین

میری پوشاک چاک کرتے ہین
میرا قصہ ہی پاک کرتے ہین

آگ پر پھر جلاتے ہین مجھ کو
کس خوشی سے چباتے ہین مجھ کو

آگ سے بچگیا اگر تو پسا
دہن آسیا کا رزق بنا

مجھ کو آٹا سا پھر بناتے ہین
میری روٹی پکاکے کھاتے ہین

الغرض نام ہے مرا مکّا
مجھ سے دیکھو سلوک انسان کا

سچ ہے شوکت کہ حضرت انسان
چھوڑتا ہی نہین کسیکو یہان

ہاتھ سے اسکے جو ہے شاکی ہے
کس بلا کا یہ جسم خاکی ہے

صاحبو سن لو اس نصیحت کو
آدمی سیکھے آدمیت کو

آدمیت کے یہ نہین معنی
کہ جو ہاتھ آئے بس وہ کھاجانا

اس سے منشا نہین مرا کہ نکھاؤ
بھوک کے رنج اپنی جان پہ اُٹھاؤ

کھاؤ اور خوب کھاؤ پر یہ سنو
جو کھلاتا ہے اوس کا شکر کرو

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کارند
تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری

ہمہ از بہر تو آوارہ و سرگشتہ اند
شرط انصاف نباشد کہ تو فرمان نبری

یادِ عمرِ رفتہ

اے یاد اس زمانۂ فرخندہ فال کی
جب یکدیگر کھیلتے تھے باپان مجھے

کرتی تھپک تھپک کے سلاتا تھا لاڈ سے
دیتا تھا شفقتون سے کوئی لوریان مجھے

کرتا تھا وقت خواب مگس رانیان کوئی
جھلتا تھا گرمیون مین کوئی پنکھیان مجھے

کہتے تھے سب کہ اسکو بھائی ہنساتی ہے
سوتے مین دیکھتے جو تبسم کنان مجھے

آنکھون کا نور جانتے تھے سارے مرد و زن
سر پر چڑھائے پھرتے تھے پیر و جوان مجھے

لیتے تھے گود مین تو اُٹھاتے تھے دوش پر
گاہے نہ دیکھ سکتے تھے گرم فغان مجھے

گہوارہ مین جھلاتے تھے ناز و نعم کیساتھ
جب دیکھتے تھے گود مین گریہ کنان مجھے

میرا ذرا سا دُکھ بھی گوارا نہ تھا اُنہین
وہ جانتے تھے اپنا ہے آرام جان مجھے

سردی و گرمی مین مجھے محفوظ رکھتے تھے
ہر وقت تکتے رہتے تھے آئینہ سان مجھے

میری خوشی کو جاگتے تھے ساری ساری رات
پھرتی تھین گود گود مین لئے لوٹیان مجھے

کہتے گلے مین دائی کے پھندا پڑے خدا
احیاناً آتی تھین جو کبھی ہچکیان مجھے

ہُون ہُون بھی کرتا مین تو خوشی ہوتی تھی بہت
ہر چند جانتے تھے وہ کج مج زبان مجھے

کرتا تھا فرط مہر سے برداشت ہر کوئی
گرچہ ہزارون سو جھتی تھین سُخنیان مجھے

افضال کردگار سے جب بیٹھنے لگا
کہنے لگے وہ گلبن گلزار جان مجھے

کہتے کہ چشم زخم بد اندیش دور باد
چلتے ہوے جو دیکھتے تھے گھٹنیان مجھے

جب پاؤن چلنے کی مجھے طاقت خدا دی
الفت سے دیکھنے لگا سرور وان مجھے

تتلی زبان سے بھی جو کہتا مین کوئی بات
کہتے خوشی سے طوطی شکر فشان مجھے

آئی زبان مین جبکہ توانائی کلام
کہنے لگے شگفتہ سخن خوش بیان مجھے

سنبلا جو اور اور سر و پا کی ہوی خبر
جی سے پسند آگیا حسن بتان مجھے

دل پیچ و تاب کھانے لگا زلف کے لئے
حیران کیا حسینون نے آئینہ سان مجھے

پھرون تکا کیا کسی کافر کے حسن کو
جب بھا گیا کسیکا رخ دلستان مجھے

سودا کسیکی زلف چلیپا کا تھا کبھی
گیسو بنا رہے تھے کبھی ہیڑیان مجھے

تھا مین فدا کبھی لب شیرین پہ یار کے
خوش آتی تھین کسیکی کبھی گالیان مجھے

گلہے قتیل چشم تہا گاہے شہید ناز — گلہے تھی الفت لب شیرین لبان مجھے
گھ لوٹتا بہار جمال پری وشان — ہر پند دیتے رہتے تھے وہ دہکیان مجھے
کعبہ مین مانگتا تہا دعائین کبھی مدام — مسجد مین دیکہتے کبھی تسبیح خوان مجھے
کعبہ کو چہوڑ چہاڑ کے تجخانہ مین گیا — کافر بنا گئی جوادائے بتان مجھے
ساقی کا خیر خواہ تہا میخانہ مین کبھی — کہتا رفیق نے کبھی پیر مغان مجھے
تھے مجھ پہ مہربان کبھی سارے بادہ خوار — کہتے رفیق انجمن میکشان مجھے
کرتا کبھی جہان مین تمدن کے کاروبار — کہتے تھے اہل رائے عقیل زمان مجھے
جلسون مین گاہ دیتا دھوان دہار لیکچر — مجمع مین دیکہتے کبھی رطب اللسان مجھے
تقریر جب مین کرتا تہا آکر سٹیج پر — کہتے تھے حاضرین فصیح البیان مجھے
سرگرم خیر خواہ تہا مین قوم و ملک کا — کہتے ریفارمر سبھی پیر و جوان مجھے
دی تھی مجھے خدا نے بڑی ہمت بلند — تہا کاہ سے بھی کم کوئی کوہ گران مجھے
کرتا تہا گاہ خدمت اسلام جان سے — منبر پہ دیکہتے تھے کبھی خطبہ خوان مجھے
کہتا کہین پہ وعظ کبھی خیر ناس کا — آتی تہی یاد جو خوئے خوش راستان مجھے
کہتے تھے گاہ واقف اسرار اتفاق — گہ کل مومن کا تفاسیر خوان مجھے
کرتا تہا شرح آیت الصلح خیر کی — مد نظر تہا فاصلحوا کا گہ بیان مجھے
گاہے قصیدہ خوان تہا بڑی دھوم دہام سے — گہ سوجہتی تہین شعر کی باریکیان مجھے
لکہتا تہا زور شور کی غزلین نئی نئی — کہتے تھے سارے شاعر شیرین زبان مجھے
القصہ کوئی چیز تہا مین بھی شباب تک — اچھی طرح سے یاد ہے یہ داستان مجھے
افسوس ہے جوانی ڈہلی پیری آگئی — اب اپنی زندگی بھی ہے بار گران مجھے
افسوس اب وہ زور قلم جوش دل کہان — ہاتہون مین رعشہ پڑنے لگا پانون خستہ ہین
ہنستے ہین دیکہہ دیکہہ کے طفل و جوان مجھے

پہلی امنگین پہلی ترنگین نہین رہین — اب تو دبا رہا ہے غم ہیکران مجھے
پہلی سی آہ ہمت و جرات نہین ہی اب — واحسرتا کہ تاب مصیبت کہان مجھے
اب تو ہے بات بات مین ضعف اور خستگی — دیتی جواب صاف ہے میری زبان مجھے
بے شبہہ قول پیری و صد عیب ٹیک ہے — سارے بڑا بتاتے ہین طفل و جوان مجھے
ہے ہے کہان گیا وہ جوانی کا زور شور — دیتا ہے تازہ تازہ الم آسمان مجھے
سب دوستون نے پھیر لین آنکھین غضب ہوا — ہر دم ہے شغل گریہ و آہ و فغان مجھے
کبتک سہا کرونگا مین صدمے نئے نئے — کبتک رہیگا جور فلک نوحہ خوان مجھے
ہر کوئی میرے درپے آزار ہے رشید — پہنچا ہے ہین لپٹنے بگانے زیان مجھے
روندے ہے نقش پا کی طرح خلق یان مجھے — اے عمر رفتہ چھوڑ گئی تو کہان مجھے

علم کی ضرورت

گیا دورہ حکومت کا بھی اب حکمت کی ہی باری — جہان مین چار سو علم و عمل کی ہی عملداری
جنہین دنیا مین رہنا ہے یہ معلوم یہ اونکو — کہ ہین اب جہل و نادانی کے معنے ذلت و خواری
ضرورت علم و دانش کی ہی ہر فن اور صناعت مین — نہ چل سکتی ہے اب بے علم نجاری نہ معماری
جہان علم تجارت مین نہ ماہر ہونگے سوداگر — تجارت کی نہ ہوگی تا قیامت گرم بازاری
نہ آئیگی پسند اُن نوکرونکی خدمت و طاعت — جنہین پائینگے آغاز نیوز تعلیم سے عاری
اگر جائینگے کرنے آدمی گھوڑون کی سائیسی — تو دینا ہوگا انکو امتحان علم بیطاری
نہ مستغنی ہکاول علم سے ہین اب باورچی — ہوا ہے مدرسون اور مطبخون تک فلسفہ جاری
یقین جانو کہ آیندہ ملیگی درس گاہون مین — اگر آٹا پیسنے کو چاہئے گی اک لیبناری

کوئی پیشہ نہین اب معتبر بے تربیت ہرگز
نہ فصادی نہ جراحی نہ کحالی نہ عطاری

جہانتک دیکھئے تعلیم کی فرمانروائی ہے
جو سچ پوچھو تو نیچے علم ہے اور پر خدائی ہے

گئے وہ دن کہ تھا علم و ہنر انسا نکا اک زیور
ہوئی ہے زندگی خود منحصر اب علم و دانش پر

کوئی بے علم روئی سیر ہوکر کہا نہین سکتا
نہ زر گر اور نہ آہنگر نہ بازیگر نہ سوداگر

مہندس چاہئے مزدور اب اور راج اقلیدس
بس اب دنیا مین ہیلمو نکا ہے اللہ ہی یاور

نہ پہنے گا کوئی جاہل کی شائد سی ہوئی جوتی
بس اب مچی فلاطون سے یونہین کچھ ہون تو ہون کمتر

جہانداری مین آج اک ایک عامل ہے جم و کسریٰ
جہانگیری مین آج اک اک سپاہی طغرل و سنجر

گئے وہ دن کہ تھے محدود کام انسا نکی سارے
برابر تا بہ کے کا گھونسلہ اور آدمی کا گھر

یہ دورہ ہے نبی آدم کی روز افزون ترقی کا
جو آج اک کام ہے اعلیٰ تو کل ہی اُس سے اعلیٰ تر

کوئی دن مین خسارہ سب سے بڑھکر اسکو سمجھینگے
کہ دن بھر آدمی ٹھہرا ہے یان ایک حالت پر

نہ تھا غیر از ترقی کچھ فرق انسان و حیوانمین
دیا ہے امتیاز انسان کو یہ تعلیم نے آکر

زمانہ نام ہے میرا تو مین سب کو بتا دونگا
کہ جو تعلیم سے بھاگین گے نام اونکا مٹا دونگا

صبر کڑوا ہے پر ہے میٹھا ثمر

ایک دن ماہی گیر دریا پر
پہنچا لے جال اپنا وقت سحر

صبح سے شام تک رہا حیران
پر نہ اک مچھلی اوسکو آئی نظر

شام کو جبکہ ہو گیا مایوس
چاہتا تھا کہ لوٹ جائے گھر

چاہے ہو جائے رات دلمین کہا
اب کے ڈالونگا اور جال مگر

جال ڈالا تو اوس مین اک مچھلی آگئی جس کا طول تا گز بھر
صبر کا اوس نے پایا پہل یہ فہیم صبر کڑوا ہے پر ہے میٹھا ثمر
سچ جو پوچھو تو صبر و استقلال ہے ہر اک کام مین بہت بہتر

اپنے ہم عمرونکو نصیحت

دنیا کی حالتون سے واقف نہین ہو بچو دار المحن ہے دنیا تکلیف پہلے کھینچو
تعلیم و تربیت کو امرت سے بڑھ کے مانو ماں باپ کی اطاعت تم فرض عین جانو
بچپن کی زندگی کو تعلیم مین لگاؤ ہے وقت بیش قیمت اسکو نہ تم گنواؤ
ہے وقت کب ٹھہرتا گذرا چلا ہے جاتا جو وقت جا رہا ہے ہرگز نہین پلٹتا
چوبیس گھنٹے ہر دن ملتے ہین سبکو بیشک اسکا حساب کر لو تب سوؤ شب کو بیشک
بدشوق جاہلونکے پہلو سے بچکے چلنا صحبت سے انکے بچنا ہرگز نہ اون سے ملنا
سچ بولنا ہمیشہ اکسیر جانو تم کاذب کی گفتگو کو ہرگز نہ مانو تم
تعلیم مین ہے داخل ورزش کا شوق کرنا صحت رہیگی قایم بیکار مت سمجھنا
اعلیٰ خیال رکھنا یہ کام ہے تمہارا ہو شغل یہ تمہارا دل شاد ہو ہمارا

خود پسندی

ایک دن جب اک پتنگ اڑ پر ہوا پر چڑھ گیا پھر تو دلمین یک بیک اوسکے تکبر آگیا

دیکھ کر اپنے کو اونچا خود پسندی بھا گئی
اہل عالم سے مخاطب ہو کے یہ تقریر کی

منہ کو پھیلائے تماشائی سر مینار ہین
دیکھتے ہین مجھکو حیرت سے کہ کیا آثار ہین

وہ جو چاہین مین کر شمے اور دکھلا سکتا ہون
ہو تعجب اور جب گردون پہ مین جا سکتا ہون

مین اگر آزاد ہوتا ایسا دکھلاتا سمان
بادلون کو پھاڑ کر ہوتا نگاہون سے نہان

ہے مگر افسوس قیدی کیطرح ہون پائے بند
ڈور بس ہونے نہین دیتی مجھے آگے بلند

زور کر کے توڑنے کیوا سطے فوراً پتنگ
لوٹ کر آزاد ہو کر ہو گیا اڑنے سے تنگ

بار اٹھانا اپنا جب بے ڈور کے مشکل ہوا
چال بگڑی تھرتھرا کر وہ سمندر مین گرا

اے پتنگ اے بے خرد مین پاؤن تیرے پاس کب
کسطرح بے ڈور کے اڑنا ترا ممکن ہے اب

دل مرا بولا اخلے سے مین بھی ہون مثل پتنگ
خود سری کی آگئی ہے مجھمین بھی کچھ ترنگ

مین نے اون قید ونکو توڑا ہے جنہین تو نے خدا
مصلحت سے اور حکمت سے مقرر کر دیا

مین نے صدہا مرتبہ بیکار خواہش کی عیان
جس سے شئے مجھکو زیادہ ہاتھ آجائے یہان

فضل تیرا گر نہ ہوتا میرے حال زار پر
ہوتی بس مثل پتنگ اپنی تباہی سر بسر

قلم

ہر چند جوش یاس سے رہتے ہین چشم نم
لیکن قلم کو جانتے ہین غمگسار ہم

خوش قسمتی سے جب سے ہوی دستگیر ہے
چومے ہین علم و فضل نے آکر مرے قدم

تنہائیو مین یہ مرا مونس ہی دلنواز
غربت مین مجکو خاک ستائیگی شام غم

میرا قلم ہے منبع دریائے بیکران
وہ جسمین لاکھ دودھ کی نہرین ہون بہم

اے بچو یہ شباب مین سیف جوان ہے
پیری مین یہ عصا ہے خدا کی مجھے قسم

یہ اک کلید قفل بقائے دوام ہے — اور ٹھیکری ہے اسکے مقابل مین جام جم
نام خدا رہ رعب ہے اس ذی کمال کا — شمشیر اسکے خوف سے رہتی ہے پشت خم
ہین سیدہی سادی شکل مین جو ہر ہوے ہوے — شمشیر سے بھی تیز ہے شمشیر کی قلم
دیکھو نگاہ غور سے تکسر فشانیان — گرتی قلم سے قند کی ڈلیان ہین دمبدم
ہے اسکے منہ مین شاہد اقبال کی زبان — اور اس کا سایہ ظل ہما سے نہین ہے کم
گل ریز ہے نبک اب گل مضمون اگل دئے — اس کے دہن مین پھول کی کلیان ہون بہم
آنکھون مین میری کلک کے نقش و نگار ہین — ایسے ہی ہونگے حور کی کاکل کے پیچ و خم
روز ازل سے تابع فرمان کلک ہے — شمشیر جان گداز ہو یا خنجر دو دم
موسیٰ نہین کہ طور کی چوٹی پہ جائین ہم — اُس کو عصا تو ہم کو مبارک رہے قلم
یاقوت نیکنام کو لاؤن کہان سے مین — میری طرح تمامتر ایثار سے قلم
سونیکا مین بناؤن قلمدان ترے لئے — تیری مدد سے جبہ پہ خدا کا ہو گر کرم
مین تیرے سر پہ روز جواہر کرون نثار — حاتم اگر نہین ہون تو اُس سے نہین ہون کم
جلکر ہوئی ہین راکھ نخوست کی جھاڑیان — دیکھا ہے ہم نے تیرے قلم مین یہ یک قلم
ہان کلک تیری چشم عنایت پہ ناز ہے — مین نقد دل سے تیرا خریدار ہون صنم
ہو دہر پُر الم مین کوئی لاکھ بدنصیب — گر تو ہے پاس ساتھ ہے پھر جاہ اور حشم
اس شمع بزم علم سے اب لو لگائے — ظلمات زندگی مین بنے گا خضر قلم

دل

دل فنون و علوم کا گھر ہے — فی الحقیقت عجیب جوہر ہے

یہ ہے مخزن دُر مضامین کا
نور اس سے ہے چشم حق بین کا

پہلے ہر بات دل مین آتی ہے
عقل اسی سے فروغ پاتی ہے

لکھ گیا جو کہ صفحۂ دل پر +
کبھی جاتا نہین ہے اوس کا اثر

سکہ پڑتا ہے اوس کا جس شئے پر
نہین مٹتا وہ شکل نقش حجر

اس سے افضل نہین ہے کوئی شئے
جتنے اعضا ہین سب مین اشرف ہے

جب خیالات اس مین آتے ہین
رنگ کس حسن سے جماتے ہین

دل خیالات کا ہے آئینہ
جملہ عالات کا ہے آئینہ

ڈالو اس بات پر نظر بچّو
رکھو اس حال کی خبر بچّو

دل کو قابو مین تم ذرا رکھو
اپنے ہوش و خرد بجا رکھو

کام لو دل سے آنکھ سے مل کے
نہ رہو اختیار مین دل کے

سبق اوستاد سے جو لو بچّو
یاد اُسے دل سے تم کرو بچّو

دل اک آلہ ہے یاد کرنے کا
دل اُستاد شاد کرنے کا

کھیل سے آپ کو بچاؤ تم
نہ سبق کو کبھی بھلاؤ تم

جو سبق دل سے یاد ہوتے ہین
خوب اُستاد شاد ہوتے ہین

جسکو حاصل ہو قوت تقریر
کیون نہ اوسکی ہو عزت و توقیر

بچہ اُستاد سے جو ڈرتا ہے
اور تحصیل علم کرتا ہے

پڑھنے مین خوب دل لگاتا ہے
نہین اوقات کو گنواتا ہے

لوگ اُسے دل سے پیار کرتے ہین
دل کو اوس پر نثار کرتے ہین

علم حاصل کرو تم اے بچّو
جی ہٹاؤ نہ پڑھنے سے بچّو

یہ ذریعہ ہے سب سے الفت کا
یہ سبب ہے حصول عزّت کا

دل سے جو کوئی کام کرتا ہے
سچ تو یہ ہے وہ نام کرتا ہے

فیض لو عاقلو نکی صحبت سے
بھاگو تم جاہلو نکی صحبت سے

عالمون کی ہے عاقلو نکی قدر
نہین دنیا مین جاہلون کی قدر

دولت علم کا بڑا ہے اثر
خاک ہے اُسکے آگے دولت زر

دولت زر کو کچھ کمال نہین
دولت علم کو زوال نہین

علم سے ہے مقابلہ دل کا
علم کا شوق ہے صلہ دل کا

شوق جس دل کو علم کا ہوگا
کیا فزون اوس کا مرتبہ ہوگا

علم سے کوئی شئے نہین بہتر
باعث آبرو ہے علم وہنر

صاحب علم کا ہے گھر دلمین
وقعت آنکھونمین ہے اثر دلمین

علم حاصل کرو خیال کرو
اور اپنے کو باکمال کرو

کیا کہین کھیل کود کا انجام
اس بھلائی کا ہے بُرا انجام

یہ ہے تحریر یادگار کمال
یہ ہے تقریر یادگار کمال

بڑون کا حکم مانو

اے بھولے بھالے بچّو نادانو ناتوانو
سر پر بڑون کا سایہ سایہ خدا کا جانو

حکم اون کا ماننے مین برکت ہے میری جانو
چاہو اگر بڑائی کہنا بڑون کا مانو

ماں باپ اور استاد سب ہین خدا کی رحمت
ہے روک ٹوک انکی حق مین تمہاری نعمت

کڑوی نصیحتو مین انکی بھرا ہے امرت
چاہو اگر بڑائی کہنا بڑون کا مانو

مانباپ کا عزیز و مانا نہ جس نے کہنا
دشوار ہے جہانمین عزت سے اوسکا رہنا
ڈر ہے پڑے نہ صدمہ ذلت کا اوسکو سہنا
چاہو اگر بڑائی ۔ کہنا بڑون کا مانو

دنیا مین کی جنہون نے مانباپ کی اطاعت
دنیا مین پائی عزت عقبیٰ مین پائی رحمت
مانباپ کی اطاعت ہے دو جہانکی دولت
چاہو اگر بڑائی ۔ کہنا بڑون کا مانو

سیکھوگے علم و حکمت ۔ اونکی ہدایتو نسے
پاؤگے مال و دولت انکی نصیحتو نسے
پھولوگے اور پھلوگے انکی ملامتون سے
چاہو اگر بڑائی ۔ کہنا بڑون کا مانو

تمکو نہین خبر کچھ اپنے بُرے بھلے کی
جتنی ہے عمر چھوٹی اتنی ہی عقل چھوٹی
ہے بہتری اُسی مین جو ہے بڑون کی مرضی
چاہو اگر بڑائی ۔ کہنا بڑون کا مانو

وہ کام مت کرو تم جس کام سے وہ روکین
اُس بات سے بچو تم جس بات سے وہ ٹوکین
جھک جاؤ دوڑ کر تم گر آگ مین وہ جھوکین
چاہو اگر بڑائی کہنا بڑون کا مانو

جو دین تمہین وہ کھانا نعمت سمجھ کے اُسکو
دین زہر بھی تو پی لو امرت سمجھ کے اُسکو
اور خاک دین تو لے لو دولت سمجھ کے اسکو
چاہو اگر بڑائی کہنا بڑون کا مانو

ہے کوئی دن مین پیارو وہ وقت آنیوالا
دنیا کی مشکلون سے تمکو پڑے گا پالا
مانیگا جو بڑونکو جیتے گا وہ ہی پالا
چاہو اگر بڑائی ۔ کہنا بڑون کا مانو

محنت

وہی لوگ پاتے ہین عزت زیادہ
جو کرتے ہین دنیا مین محنت زیادہ

کوئی بڑھ کے محنت سے سونا نہین ہے
کہ اس زر کو چوری کا کھٹکا نہین ہے

اسی سے ہے آباد نگری جہان کی
یہ دنیا مین بنیاد ہے ہر مکان کی

اسی مین ہے عزت خبردار رہنا
بڑا دکھ ہے دنیا مین بیکار رہنا

ہری کھیتیان جو نظر آ رہی ہین
ہین کام محنت کے دکھلا رہی ہین

یہ وہ کل ہے چلتے ہین سب کام اس سے
نکلتا ہے انسان کا نام اس سے

اسی سے زمانے مین دولت بڑھیگی
جو دولت بڑھیگی تو عزت بڑھیگی

کوئی اسکو سمجھے تو اکسیر ہے یہ
بڑا بن کے رہنے کی تدبیر ہے یہ

جہان مین اگر کیمیا ہے تو یہ ہے
غریبی کے دکھ کی دوا ہے تو یہ ہے

حقیقت جو محنت کی پہچانتے ہین
اسے کیمیا سے سوا جانتے ہین

زمانے مین عزت حکومت یہی ہے
بڑی سب سے دنیا مین دولت یہی ہے

نہین کرتے دنیا مین نادان محنت
جو سمجھین تو سونے کی ہے کان محنت

مری جان غافل نہ محنت سے رہنا
اگر چاہتے ہو فراغت سے رہنا

بری صحبت

زمانے مین صحبت بری اک بلا ہے
بچو اس سے بچو یہ قہر خدا ہے

بُری دل کی کھوٹی یہ میٹھی چھری ہے
یہ اک جو فروش اور گندم نما ہے

مٹھائی کیصورت مین گو جلوہ گر ہو
حقیقت مین یہ زہر ہے سنکھیا ہے

جلانے مین مشہور ہے گرچہ بجلی
خدا جانتا ہے یہ اُس سے سوا ہے

ہوا اس سے آباد شہر خموشان
آہی یہ کس شخص کی بد دعا ہے

سمندر مین دنیا کے بیڑے ڈبوئے
یہ آندھی ہے طوفان ہے کالی گھٹا ہے

خدا کی قسم جنکو اس نے بگاڑا
نہین اُنکی تربت پہ جلتا دیا ہے

جوانی کے خرمن پہ بجلی گرادی
لگے آگ ظالم کو یہ کیا کیا ہے

کہان لیگئی پھول یہ باغبانو!
نہین باغ عالم مین انکا پتا ہے

پڑین بہار مین ایسے صرصر کے جھونکے
دیا ہوش کا جن سے اکثر بجھا ہے

صراحی مین مے تنگ ہے چھلکتی
ہی ملنے مے مین رنگ فنا ہے

نحوست کو گر فرض کشتی کرین ہم
نحوست کی کشتی مین یہ ناخدا ہے

بچائے خدا نوجوانونکو اس سے
یہی احمد نیم جان کی دعا ہے

رباعیات

انسان ہے بے علم و ہنر کے بیکار
ہر کار مین تعلیم و ہنر ہے درکار
ہوتے نہین اس ملک مین پیدا گوہر
جس مین کہ نہین علم و ہنر کا بازار

اخلاق کی تعلیم مدارس مین نہین
میلان بُرائی کا کہو کس مین نہین
کافی نہین تحصیل زبانون کی محب
تعدیل قوائے نفس کچھ اس مین نہین

ہر تخم ریاضت سے ثمر بار ہوتا ہے
محنت ہی سے حاصل بھی ثمر ہوتا ہے
کیونکر نہو تربیت سے انسان کامل
پتھر بھی جو ترشے تو گہر ہوتا ہے

کیا جاہل زردار کی زر سے بہبود
ہے عالم نادار سے ہر طرح کا سود
دنیا مین ہے علم و ہنر کی عزت
بے علم و ہنر ہیچ ہے انسان کا وجود

صبح کا اسکول

غربت مین کیون دکھائے امارت کا جوڑ چلا
اپنی مدد مین آپ سبکدوش ہو چلا
کشت امل مین تخم ریاضت کو بو چلا
منجن سے خوب دانتون کو مل مسہ کو دھو چلا
بچہ سویرے اٹھتے ہی اسکول کو چلا

کھانے کو ملگیا ہے تو کچھ کھا لیا کہین
پایا جواب صاف تو کچھ اسکا غم نہین
ابرو مین بل ہے اور نہ پیاری جبین پہ چین
ننھا سا چہرہ اور چمکتی ہوی جبین
پھر بھی اسی خوشی سے وہ اسکول کو چلا

ننھے سے دلکو اسکے جو اسکول سی ہی راہ
اک دھن بندہی ہوی ہی کہ اٹھتی نہین نگاہ
شوقیہ ہر ادا ہے دلی شوق پر گواہ
کیا جلد جلد پہنے ہے کپڑے کہ واہ واہ
تیار ہو کے گھر سے اب اسکول کو چلا

دلمین ہی ساتھیون کیطرف ہی جو پیچ و تاب
ایسا نہو کہ ہم سے وہ پہلے ہون باریاب
بے ناشتے کی اُسنے سمیٹی جون ہی کتاب
چلتا ہوا جوان کتابین بغل مین داب
کھٹ پٹ قدم بڑہائے، وہ اسکول کو چلا

وہ تیز تیز اُٹھتے ہوے شوق کے قدم — جن سے عیان ہے شوکت مستقبل دحشم
کہتی ہے مان کہ زیر قدم اُسکے ہوتے ہم — آباکے دلمین شکر خداوند ذوالکرم
لیکن نہار منہ ہی وہ اسکول کو چلا

وقت

پیارے بچو اب سمجھ لو وقت ہے ناپائدار — پھر نہین واپس پھرا اک دفعہ جو وہ جا چکا
اب تمہارا ہے دماغ و دل نہایت ہی قوی — لکھنے پڑھنے سے نہین تھکتے ہو تم ہرگز ذرا
جتنا چاہو کام کر لو حال کی ساعت مین تم — وقت جب جاتا رہا پچتانے سے پھر فائدہ

صحبت

صحبت بد سے تمھین پرہیز کرنا چاہیے — یہ اثر کرتی ہے اتنا جلد جتنا سنکھیا
یہ بنا دیتی ہے بچّون کو شریفونکے رذیل — یہ سکھا دیتی ہے چوری بدمعاشی اور جوا

اتفاق

اتفاق آپس مین رکھو اور مل جل کر رہو — ہے نتیجہ دشمنی نا اتفاقی کا بُرا
جس جماعت مین رہا کرتا ہے ربط و اتفاق — اس جماعت پر خدا کی رہتی ہے رحمت سدا

ہمّت

کوئی کام انسان کی ہمت سے باہر ہے نہین — تم ذرا ہمت کرو تم کو مدد دے گا خدا

جو ارادہ تم کروگے اس مین ہوگا کامیاب
پست ہمت مت بنو مضبوط رکھو حوصلا

رخ بدل سکتا ہی دریاؤنکی صرف اک آدمی
اپنی قوت سے مگر واقف نہین ہے وہ ذرا

تقدیر

ہان مگر اسبات مین کوئی بھی شبہہ و شک نہین
ہے ارادہ غالب اس پروردگار خلق کا

محنتین کرتے ہین اور ناکام رہجاتے ہین ہم
بے مشقت کام ہوجاتے ہین پوردگار کا

اسلئے تقدیر کا بھی ماننا ہے لازمی
تاکہ ہو صبر و قناعت کا بھی حاصل مرتبا

محبت

فائدہ دیتی ہے محنت رائگان جاتی نہین
نوع انسان کے لئے ہے بیگمان مشکل کشا

مفلسونکو اوس نے بخشا دولت زر بیشمار
اُس نے معمولی سپاہی کو دیا قیصر بنا

ورزش

ایک گھنٹہ چاہئے دن بھر مین ورزش کے ضرور
کیونکہ اس سے رہتے ہین مضبوط جسمانی قوا

جب یا ضت سے پسینہ آکے ہوجاتا ہی خشک
صاف ہوجاتا ہے بس ہر ایک پُرزہ جسم کا

تہذیب اخلاق

علم کی دولت سے یورپ آج مالامال ہے
جسکو دیکھو عقلمند اور صاحب اقبال ہے

اک زمانہ تک فدا اسلام پر تھا علم و فضل
مال جو اپنا تھا پہلے اب پرایا مال ہے

ہند مین آکر ہوا اسلام کچھ ایسا ذلیل
علم کا یان قحط ہے اقبال کا یان کال ہے

خواب غفلت سے نہین ہم چونکتے ہین اک منٹ
نیڈ تون سے پوچھتے ہین جاگے کیسا سال ہے

ایک دن وہ تھا کہ تھے دنیا مین ہم محسود خلق
ایک دن یہ ہے کہ عزت آبرو پامال ہے

وہ سمجھتے ہین کہ ہم بھی بادشاہ وقت ہین
نقد جنکے پاس ہے کھانے کو آٹا دال ہے

باپ دادا کا اگر کچھ مل گیا اندوختہ
خرچ یون کرنے لگے گویا لگی ٹکسال ہے

تربیت کرتے نہین بچون کی غفلت دیکھئے
کفر ہے تعلیم گر اولاد ہے یا آل ہے

تاج طلبہ ہوتے ہین ہر روز ہر تقریب مین
اور بجائے آب مے کار روز استعمال ہے

سلطنت جاتی رہی جاتا رہا علم و فضل
حیف ہے افسوس ہے یہ شامت اعمال ہے

اب بھی چونکو نیند سے اور کوششین کرتے رہو
یہ نہ سمجھو یہ کوئی فقرا ہے دم ہی جال ہے

اچھے کامونمین کرو تقلید دیگر قوم کی
پھر ابھر آوگے تم بھی اس مین کیا اشکال ہے

علم پڑھکر کام کو پہنچ عقل سے اور فکر سے
تربیت اولاد کی کرنا مبارک فال ہے

اب بھی باقی وقت ہے کرنا ہو جو کچھ کیجئے
اور جو کچھ کرتے نہین تو زندگی جنجال ہے

ہو سلف کی نسل تم روشن کرو نام سلف
کیا نہین واقف کہ اک دن پرسش اعمال ہے

خواب غفلت سے اگر جو نکلین تو ہے کافی یہی
مختصر افسر نے لکھا قوم کا جو حال ہے

صفت انسان

دریا سے نقط ہوتے ہین گوہر پیدا
دو چار نگین کرتے ہین پتھر پیدا

انسان وہ مسعود ہے جسمین تنہا
جس سے ہوتے ہین لاکھ جوہر پیدا

علم کی تعریف

بے علم کی زندگی کا سامان نہین — جاہل ذی روح ہے پر انسان نہین
عالم زندہ ہے اور جاہل مُردہ — انسان مین گر علم نہین جان نہین

ایضاً

جاہل ہے اگر تخت نشین کچھ بھی نہین — دنیا ہے اگر زیر نگین کچھ بھی نہین
کیا کچھ نہ مہیّا ہو مگر کیا حاصل — انسان مین گر علم نہین کچھ بھی نہین

کوشش کی خوبیان

کوشش ہمین گنج بے بہا دیتی ہے — دنیا کی ہر اک راہ دکھا دیتی ہے
یہ جوہر ذات ہے وہ اللہ اللہ — مٹی ہو تو اکسیر بنا دیتی ہے

ادب کے فائدے

پیش آؤ ادب سے کہ لیاقت ہے یہی — نیچا رکھو سر کمال رفعت ہے یہی
تحصیل علوم سے فراغت پاکر — تحصیل ادب کرو سعادت ہے یہی

چھوٹے بچّون کی منظوم ابجد

۱ - الٰہی ہمین دولت علم دے — کہ پہچانے اُسکی مدد سے تجھے

ب - بدی کے برابر نہین ہے گناہ — کہ ہو جاتے ہین اس سے اکثر تباہ
پ - پسندیدہ بچے وہی ہین وہی — اطاعت جو کرتے ہین ماں باپ کی
ت - تماشے مین اور کھیل مین روز و شب — نہ مصروف رہنا کبھی بے سبب
ٹ - ٹہلتے ٹہلتے ذرا باغ چل — ہر اک کام تو اپنا کر بر محل
ث - ثواب اوسکو آخر مین بیشک ملے — جو دنیا مین کام اچھے اچھے کرے
ج - جہان تک ہو ممکن بچو جھوٹ سے — الٰہی تو بچّون کو توفیق دے
چ - چباؤ جو کھاتے ہو تم دانت سے — نہ لو کام دانتون کا تم آنت سے
ح - حذاقت طبیبون کی رہجاتی ہے — نہین موت آئی تو کام آتی ہے
خ - خدا پر بھروسا ہو ہر کام کا — جو مالک ہے آغاز و انجام کا
د - دوا اور پرہیز کرتے رہو — پھر آخر خدا پر بھروسا کرو
ڈ - ڈرو تم گناہون سے بدکام سے — رہو دور فاسق سے بدنام سے
ذ - ذلیل اور رسوا وہی ہوتے ہین — بُرے کام مین عمر جو کھوتے ہین
ر - رہین گے نہ دنیا مین جو آئین گے — سزا اور جزا کام کی پائین گے
ز - زبان پر نہ لاؤ کبھی جھوٹ بات — نہین جھوٹ کہتے کبھی نیک ذات
س - سخاوت کی عادت کو کر اختیار — کہ اجر اس کا آخر ملے بے شمار
ش - شرافت کا جوہر ہے علم و ادب — نہین مال ہے اور نہین ہے نسب
ص - صفائی سے صحت کا حفظان ہے — صفائی تمہاری نگہبان ہے
ض - ضد اچھی نہین بچو ہر کام مین — خلل اس سے آئیگا آرام مین
ط - طریق ادب رکھو پیش نظر — یہ ہے صوفیون مین بہت معتبر
ظ - ظرافت ہے جایز اگر ہو قلیل — نہین تو یہ کرتی ہے بالکل ذلیل
ع - عبادت کرو دل سے معبود کی — تو پاؤگے منزل بھی مقصود کی

غ۔ غرور اور نخوت سے بچتے رہو — جگہ دل مین پندار کو تم نہ دو
ف۔ فنا ہو گی ہر شئے جو موجود ہے — فقط باقی اک ذات معبود ہے
ق۔ قناعت سے اچھا نہین کوئی کام — اسے رکھو مد نظر صبح و شام
ک۔ کسی سے نہ بے وجہ جھگڑا کرو — لڑائی سے تم دور کوسون رہو
گ۔ گناہون سے بچکر رہو دور دور — کرو توبہ تم سے اگر ہو قصور
ل۔ لیاقت بڑہانے کی کوشش کرو — یہی وقت ہے بچو لکھو پڑہو
م۔ مری بات کو غور سے تم سنو — شرارت سے ہر وقت بچتے رہو
ن۔ نہ کر عیب جوئی کسیکی کبھی — ضرورت سے زائد نہ کر دل لگی
و۔ وہ کرتے ہین ہر کام کو وقت پر — جو ہین قیمت وقت سے باخبر
ہ۔ ہنر بھی ہے اک دولت لازوال — ہنرمند کو کہتے ہین باکمال
ی۔ یقین رکھو افسر نے جو کچھ کہا — وہ سب کے لئے ہے درست اور بجا

انسان اور شیر

اک انسان اور شیر مین دوستی — ہوئی اتفاقاً تو ایسی ہوی
سفر اور حضر مین وہ رہتے بہم — نہ سہ سکتا کوئی جدائی کا غم
تہا گرمی کا موسم شب ماہ مین — چلے جاتے تھے ایک دن راہ مین
کہا شیر نے آؤ باتین کرین — کہ معلوم ہو سہل منزل ہمین
لگے بحث کرنے وہ اس بات پر — کہ انسان بہادر ہے یا شیر نر
وہ کہتا تہا انسان کی اصل کیا — کہ شیر ببر کا کرے سامنا

یہ کہتا تھا انسان کے سامنے
سدا شیر مزدڑ سے ہین کانپتے

بہت سے ہین انسان ایسے دلیر
زبان کھینچ لین گر مقابل ہو شیر

ہر اک لایا تقریر مین یہ مثل
رہی اس طرح اون مین رد و بدل

چلے رات بھر اور ہوئی جب سحر
تو کیا دیکھتے ہین گذرگاہ پر

تراشا ہوا ایک بت ہے کھڑا
کہ آدم کے ہے شیر نیچے پڑا

بتایا تب انسان نے شیر کو
تو اس کی شہادت بھی تم دیکھ لو

کہا شیر نے جانتے ہو۔ بھلا
کہ بت ہے یہ کس کا تراشا ہوا

قلم دست دشمن مین تھا بے ہراس
جو چاہا لکھا شیر تھا کون پاس

کوئی شیر ہوتا اگر دستکار
تو بالعکس ہوتے یہ نقش و نگار

نتیجہ

ہو خود مدعی اور شاہد بھی آپ
پسر مدعی اور گواہ اس کا باپ

شہادت یہ منظور ہوتی نہین
نہ جبتک ہو تائید اوس کی کہین

صنعت و حرفت کی تعلیم

جرمن مین صناعت کی ترقی دیکھو
پیرس مین نفاست کی ترقی دیکھو

لنڈن مین محنت دیکھو عروج دولت
اور ہند مین جہالت کی ترقی دیکھو

ایضاً

ہر قوم نے تعلیم سے عزت پائی
شمشیر و عدالت سے حکومت پائی
یونان و عرب مصر و حلب فارس و ہند
صنعت سے ہر اک ملک نے ثروت پائی

ایضاً

گر ہند مین تعلیم ضروری ہو جائے
ہر قلب سیہ علم سے نوری ہو جائے
دن رات صناعت مین ترقی ہو مجب
عسرت کے غم و رنج سے دوری ہو جائے

ایضاً

گر اہل دول علم کی امداد کرین
عالم کا زر و مال سے دل شاد کرین
پیدا ہون محب ہند مین وہ اصحاب علم
ہر صنعت و حرفت مین جو ایجاد کرین

ایضاً

تعلیم مدارس سے ہوا کیا اب تک
بیٹون سے بہری جائین دفاتر کب تک
افلاس کے پنجے سے نہ چھوٹیگا یہ ہند
ہوگی نہ صناعت کی ترقی جب تک

میری کتاب

تو اے کتاب مجکو نہایت عزیز ہے
بچپن مین تو نے مجھکو سکھائی تمیز ہے
قسمت نے جب تجھے مرے ہاتھون پہ دھر دیا
اک نور تھا کہ جس سے مرا سینہ بھر دیا
سچ سچ بتا دے کونسی بستی سے آئی ہے
کیا آتا علم ۔ علم کے دریا سے لائی ہے

مین ہی جوان ہو کے اگر کچھ کماؤن گا
کمخواب کا غلاف مین تیرا بناؤن گا

منظور مجکو سارے کھلونون کا توڑنا
پر جیتی جان ساتھ نہین تیرا چھوڑنا

مخمل کی سبز جلد پہ سونا چڑہاؤن گا
طاؤس کے پرون سے تجھے مین سجاؤنگا

جب تجھ سے میری ذہن کی کھیتی ہری ہوی
ہے عقل کوٹ کوٹ کے تجھ مین بھری ہوی

تیرا ہر ایک نکتہ یہ مجھ کو سہے کھہ رہا
تجھ مین کتاب دودھ کا دریا ہے بھر رہا

تیرے چمن سے پھول مجھے ایسے مل گئے
ماں باپ میرے دیکھ کے پھولونکو کھل گئے

وہ جنکو کھیل کود سے دن رات کام ہے
بدقسمتی سے بھول گیا تیرا نام ہے

دریا مین گو جہان کے غوطے لگا ئینگے
لیکن وہ موتی علم کے ہرگز نہ پا ئینگے

بنکر چراغ راہ جوانی مجھے دکھا
اس راہ مین جو کانٹے ہین اون سے مجھے بچا

صراف بنکے علم کا سکہ دکھا مجھے
بنکر سبیل علم کا شربت پلا مجھے

تو راتدن ہے علم ترازو مین تولتی
مشغول اسقدر ہے نہین منہ سے بولتی

پٹی بندہی ہے آنکھون پہ میرے تو کھولدے
جو علم تیرے پاس ہے سب مجھکو تولدے

دل میرا باغ باغ ہو گردن مین ہار ہو
تو بنکے بوستان مرے دل مین بہار ہو

مین تیرا ہون تو میری ہے سیدہا حساب جیسے
مین طالب کتاب تو میری کتاب ہے

احمد حسین خان کا مجھے قول یاد ہے
نفرت جسے کتاب سے ہے نامراد ہے

اُمید

اے مری امید چھوڑون آسرا کیونکر ترا
جلوت و خلوت کی ہمدم شام غربت کی رفیق

دشت مین کسمین اس دلکی میری غم ربا
اے مری مونس مری رہبر مری ناصح شفیق

اس زبان سے ہو سکے تیری صفت ممکن نہین
یہ قلم کچھ لکھ سکے ممکن کہان تیری ثنا

کوزہ مین دریا کا آنا ہان مگر آسان نہین
حق تو یہ ہے ہو نہین سکتا ہے حق تیرا ادا

ہے مجسم تو خوشی دنیا مین انسان کے لئے
تجھ مین دل جسپی جو ہے دنیا مین وہ ہرگز نہین

شاد ہین شاہ و گدا بس ایک گنڈے پر ترے
تو نہین تو گویا بس اُنکے لئے دنیا نہین

وہ جو ہے بیمار بستر پر تڑپتا رات دن
اور کسی کروٹ نہین پڑتا جسے آرام و چین

نبضین چھوٹی ہین اگرچہ لے رہا ہے سانس گن
دل پہ اُسکے ہاتھ رکھنا ہے ترا فرض عین

کشور دل پر مسلط ہو مصائب کی گھٹا
نام کو شکل مسرت اور نہ آتی ہو نظر

کوئی مونس ہو نہ جسکا اور نہ کوئی غم ربا
ایسے بیکس کی تو ہی ہمدرد ہوتی ہے مگر

وہ مسافر پا شکستہ جو کہ ہے صحرا نشین
راہ گم کردہ ہے بے رہبر ہے بے غمخوار ہے

میل تو پر ذرا آجائے یہ ممکن نہین
کیونکہ تو اوسکی انیس و مونس و غم خوار ہے

طالب مقصد مین کوئی تو اسطرح بیتاب ہے
جیسے بے پانی کے تڑپے ریگ پر مچھلی پڑی

دل بھرا ہے رنج و غم سے چشم بھی پُر آب ہے
جان پر تک بنگئی یہ سخت مشکل آپڑی

گہ رقیب کامران کی کامیابی پر اُسے
رشک آتا ہے کہ مین ناکام ہون وہ کامیاب

گاہ شکوے آسمان سے گاہ قسمت سے گلے
گاہ تاریکی مین رونا کبھی ہالے ماہتاب

گاہ غربت مین عزیزون کا خیال آتا ہے اور
ساتھ ہی اوسکے جگر پر سانپ سا جاتا ہے لوٹ

گاہ گہبر تا ہے کر کے یاد گھر والون کے طور
الغرض کہائے ہوی ہے اُسکا دل بیطرح چوٹ

کلبۂ احزان مین جسکے ہے نہ بتی اور دیا
اور گھر و مین جسکے پانی ہی نہ ہو چولہے مین آگ

تک رہا ہے ٹکٹکی باندہے ہوے حیرت زدہ
سب در و دیوار کو کیونکہ لگی ہے دلمین آگ

گو نہین سامان آسایش کوئی موجود یان
تا کہ تسکین اک ذرا ہو اس دل مہجور کو

کھہ رہی ہے اُس سے پر تو اے مسیحائے زمان
ہاتھ مین تھامے ہوے اُسکے دل مہجور کو

رکھہ تسلی اے جوان! اتنا نہو مایوس تو
عنقریب آئیگا وہ دن جبکہ تو ہوگا نہال

کسلئے کرتا ہے اے نادان افسوس تو
رنج و غم درد و الم یکدم تیرے دل سے نکال

اے ستم کش! ہوش مین آ چھوڑ دے اپنی یہ ہمن
دور کر دے اپنے دل سے تو خیال بے کسی

غم مکن اے بندۂ جانباز ہرگز غم مکن
تا بکے این نالہائے روح فرسا تو کشی

اے مری امید قائم ہے تجھی تک یہ طلسم
یعنے خیمہ نیلگونی اور جملہ کائنات

جزو کل انسان و حیوان روح اور ہر یک جسم
آب در یا ریگ صحرا روز و شب مرگ و حیات

ایک پرندے کی فریاد

آتا ہے یاد مجھکو گذرا ہوا زمانہ — وہ جھاڑیان چمن کی وہ میرا آشیانہ
وہ ساتھ سب کے اُڑنا وہ سیر آسمانکی — وہ باغ کی بہارین وہ سب کا ملکے گانا
پتّون کا ٹہنیون پر وہ جھومنا خوشی سے — ٹہنڈی ہوا کے پیچھے وہ تالیان بجانا
آزادیان کہان وہ اب اپنے گھونسلے کی — اپنی خوشی سے جانا اپنی خوشی سے آنا
لگتی ہے چوٹ دلپر آتا ہے یاد جس دم — شبنم کا صبح آکر پھولونکا منہ دھولانا
وہ پیاری پیاری صورت وہ کامنی سی مورت — آباد جسکے دم سے تھا میرا آشیانہ
تڑپا رہی ہے مجھکو رہ رہ کے یاد اُسکی — تقدیر مین لکھا تھا پنجرے کا آب و دانہ

اس قید کا الٰہی دُکھڑا کسے سناؤن ؎
ڈر ہے یہین قفس مین مین غم سے مر نہ جاؤن

کیا یہ نصیب ہوگا مین گھر کو ترس رہا ہون — ساتھی تو ہین وطن مین مین قید مین پڑا ہون
آئی بہار کلیان پھولونکی ہنس رہی ہین — مین اس اندھیرے گھر مین قسمت کو رو رہا ہون
باغون مین بسنے والے خوشیان منا رہے ہین — مین دلجلا اکیلا دُکھ مین کراہتا ہون

آتی نہین صدائین انکی مرے قفس مین
ہوتی مری رہائی اے کاش میرے بس مین

ارمان ہے یہ جی مین اُڑکر چمن کو جاؤن — ٹہنی پہ گل کی بیٹھون آزاد ہوکے گاؤن
پھیری کی شاخ پر ہو ویسا ہی پھر بسیرا — اس اُجڑے گھونسلے کو پھر جوڑکے مین بساؤن
چگتا پھرون چمن مین دانے ذرا ذرا سے — ساتھی جو ہین پرانے اونسے ملون ملاؤن

پھر دن پھرین ہمارے پھر سیر ہو وطن کی
اُڑنے پھرین خوشی سے کھائین ہوا چمن کی

جب سے چمن چھٹا ہے یہ حال ہوگیا ہے — دل غم کو کھا رہا ہے غم دلکو کھا رہا ہے
گانا اسے سمجھکر خوش ہون نہ سننے والے — دُکھے ہوئے دلونکی فریاد یہ صدا ہے

آزاد جس نے رہکر دن اپنے ہون گذارے　　اُوسکو بھلا خبر کیا یہ قید کیا بلا ہے
آزاد مجکو کردے اُو قید کرنے والے
مین بے زبان ہون قیدی تو چھوڑکر دعا لے

خواب وخیال

یہ بہار زندگی اک خواب غفلت کا زمانہ ہے　　خیالی چیچہے ہین اور ہوائے آشیانہ ہے
صدائے کوس رحلت نغمہ سنجونکا ترانہ ہے　　جسے کہتے ہین دنیا وہ کہانی ہے فسانہ ہے
جو لائین کام مین چشم بصیرت دیکھنے والے
ہنین محو تماشا اوسکی قدرت دیکھنے والے

یہان سے جو گیا ساتھ اُس نے چھوڑا یار وہمدم کا　　ہوا ساتھی نہ وہ رنج والم کا شادی وغم کا
کسیکا کیا بھروسا جب بھروسہ کچھ نہین دم کا　　کوئی کیا بھید سمجھیگا تماشا گاہ عالم کا
خدا کے کام مین کیا دخل ہے اُف کرنہین سکتے
مرے جاتے ہین یار فرتگان مین مرنہین سکتے

مٹے وہ تاجور نامی تھے جو کشور ستانی مین　　گئے وہ پہلوان بے مثل تھے جو پہلوانی مین
ہزارے وہ حسین شہری تھے جنکے داستانی مین　　نہ چھوڑا موت نے باقی کسی کو دار فانی مین
یہان دعوی کسیکا اور پیری چل نہین سکتی
گھڑی وعدے کی جسدم آن پہنچی ٹل نہین سکتی

کوئی ہو ذرۂ ناچیز یا ماہ منور ہو　　کوئی محتاج ہو یا بادشاہ ہفت کشور ہو
کوئی بے مہر ہو بیدرد ہو یا بندہ پرور ہو　　نہین ممکن کہ جز گور و کفن کچھ بھی میسر ہو

نہ نکلین گے نکالے سے کسی کے حوصلے دل کے
ملین گے خاک مین ارمان سربسر خاک مین مل کے

نہین آتا تھا جنکو جبین ہرگز چین بستر پر — جنہین سایہ بھی اک بار اور بالین تھا سر پر
رخ و عارض کو جنکے فوق حاصل تھا گل تر پر — نہ رکھا گردش دوران نے انکو ایک محور پر

ہوا جب خاتمہ تھا خاتمہ ناز و نزاکت کا
نتیجہ ملگیا مٹی مین مل کے عیش و عشرت کا

نہ چھو سکتی تھی گرد راہ بھی جنکو ہوا ہو کر — ملے ہین خاک مین وہ کشتۂ تیغ قضا ہو کر
عزیزون سے الگ احباب سے نا آشنا ہو کر — پڑے ہین کنج تنہائی مین اب سب سے جدا ہو کر

پیا ہے جام رحلت بادۂ انگور کے بدلے
ہم آغوش لحد مین ہین مئے رشک حور کے بدلے

جہان سے جا رہا ہے کوئی سب مجبور بیٹھے ہین — عزیز و اقربا کچھ پاس ہین کچھ دور بیٹھے ہین
کچھ ایسی لگ رہی ہے دل کو جو رنجور بیٹھے ہین — کسیکی چل نہین سکتی ہے سب مجبور بیٹھے ہین

نہان نظرون سے پیاری پیاری صورت ہونیوالی ہے
گھڑی ساعت کی ساہی مین برپا قیامت ہونیوالی ہے

بٹھاتے تھے جو پہلو مین وہ آپہنچے اٹھانیکو — کہانی کہنے والے جمع ہین یٰسین سنانے کو
کھڑے ہین چاہنے والے ہی مٹی مین ملانے کو — ہوے ہین مستعد ناپید کرنے کو مٹانے کو

بدلجاتی ہے جب قسمت تو سب آنکھین بدلتی ہین
جو ارمان دل کے ہین وہ گور مین جاکے نکلتے ہین

اٹھاتے تھے جو ناز آئے وہی تجہیز بھی کرنے — کیا اولاد کو خود دفن جاکے باپ مضطر نے
ملایا خاک مین آخر برادر کو برادر نے — دبایا بہن کو بھائی نے اور بیوی کو شوہر نے

چلے آتے ہین تنہا ڈال کے دلبر سے دلبر کو

زن و فرزند کو ماں باپ کو خویش و برادر کو

وہ بھائی جو بچھڑتے تھے گھڑی بھر کو نہ بھائی سے — وہ ہمدم دم چھڑکتے تھے جو ہر دم باوفائی سے
وہ ماں باوہ جو مرتے تھے کسیکی دلربائی سے — پرے بیٹے ہین بعد مرگ ہٹ کر چارپائی سے

مرین بھی ساتھ مرنیکے تو باہم رہ نہین سکتے
کچھ اونکی سن نہین سکتے کچھ اپنی کہہ نہین سکتے

چھپے ہین خاک مین وہ لعل جو نازونکے پالے تھے — پڑے ہین گور مین جو گودیونکے رہنے والے تھے
بسے ہین جاکے یون سنسان مین جو بھولے بھالے تھے — اندھیرے مین ہین وہ جو خود کسی گھر کے اُجالے تھے

نہ ہین وہ چاہنے والے نہ وہ آغوش مادر ہے
نیا دا نہ نیا پانی نئی بستی نیا گھر ہے

فنا جسکو نہو دنیا وہ مسکن ہو نہین سکتا — خزان جسکو نہو ایسا گلشن ہو نہین سکتا
کوئی پیدا دوبارا بعد مردن ہو نہین سکتا — چراغ عمر ٹھنڈا ہو کے روشن ہو نہین سکتا

فنا ہے سب کو دنیا مین رہیگا اور کیا باقی
جو باقی ہے وہ باقی ہے نہین اسکے سوا باقی

تعلیم نسوان

اے مرد و اتنا ظلم نہ بہر خدا کرو — کمبخت عورتون پہ نہ جور و جفا کرو
کچھ سوچو سمجھو ہوش و خرد کی دوا کرو — اب اتنا اپنی حد سے نہ باہر بڑھا کرو

بیچاریان ہین تیغ ستم کی شہید ہین
اونکے ستانے والے نہین کیا یزید ہین

حیرت ہے مجھکو لوگو یہ کیا کل کہلاتے ہو　　کیون ایک اینٹ کیلئے مسجد کو ڈہاتے ہو
کیون اپنی کشتی آپ بھنور مین پہنساتے ہو　　کیون اپنے آپ راہ مین کانٹے بچھاتے ہو
اے مرد اتنا ظلم نہ ہرگز روا کرو
للہ نہ اونکی عقل کا کل تم دیا کرو

دیکھو تو کس طرح وہ تمہاری مرید ہین　　گویا کنیزین آپ کی وہ زرخرید ہین
چاہے قریب تمسے ہین چاہے بعید ہین　　پر اون کے چہرے ڈہنسے تمہارے سفید ہین
بلبل کی طرح مرد تمہارے قفس مین ہین
مظلوم ہر طرح سے تمہارے ہی بس مین ہین

تیغ دودم اُٹھاؤ اُٹھا کر علم کرو　　بیچاریون کے شوق سے تم سر قلم کرو
ورنہ خدا کے واسطے اون پر کرم کرو　　جاہل نہ انکو رکھو نہ اتنا ستم کرو
ثابت ہے صاف اسمین نہین قال و قیل ہے
بے علم گو شکیل ہو پر بھی رذیل ہے

بیعلمی ہی تو مخزن و کان گناہ ہے　　یہ ہی ہے جس سے طبقۂ نسوان تباہ ہے
اچھا سلوک مرد و کیا تمنے واہ ہے　　کر توبہ سے تمہاری خدا کی پناہ ہے
کچھ سوچو سمجھو اور خدا سے ذرا ڈرو
کیا کر رہے ہو عقل کی باتین ذرا کرو

اے مرد تم بیاج ہو عورت ہی مول ہے　　عورت ہی لوگو آپ کا پہلا سکول ہے
عورت نہ ہو تو صاحبخانہ فضول ہے　　پھر گھر مین خاک دھول بکاین کا ہول ہے
اولاد بے تمیز ہے اور بے شعور ہے
ماؤن کا ڈھنگ بچونمین ہوتا ضرور ہے

ہے مرد گر مکان تو عورت مکین ہے　　ہے مرد آسمان تو عورت زمین ہے

خاتم اگر ہے مرد تو عورت نگین ہے مونس ہے غمگسار ہے اور ہمنشین ہے
قدرت نے ایک سانچہ مین دونو نکو ڈہالا ہے
گر یہ نہو تو دال مین کچہ کالا کالا ہے

تم بادشاہ اگر ہو تو عورت وزیر ہے تم ہو اگر گلال تو عورت عبیر ہے
تم آفتاب ہو تو وہ ماہ منیر ہے عالی دماغ تم تو وہ روشن ضمیر ہے
ہمسنگ ہر طرح وہ ستودہ صفات ہے
تم دال ڈال گر ہو تو وہ پات پات ہے

عورت ہے تاج مرد اگر تاجدار ہے ہے مرد گر گلاب تو عورت ہزار ہے
گلشن اگر ہے مرد تو عورت بہار ہے قمری ہے وہ یہ سرو لب جوئے بار ہے
عورت چنبیلی مرد گل آفتاب ہے
سچ مچ انہین سے زینت باغ شباب ہے

بے پر کالکھ مردون نے تیتر اڑایا ہے پر کا اگر چہ مردون نے کوا دکہایا ہے
پر عورتون نے مردونکو لٹو بنایا ہے قدرت نے اسکو اوسکے برابر جتایا ہے
ان عورتون نے مردونکے دعوے بہلائے
اور اونکے کان صاف کتر کے دکہائے

مہرالنسا جہان مین نورجہان ہوی اور چاند بی بی رزمکش شیر ژیان ہوی
بوڈیشیا سی دوسری پیدا کہان ہوی رضیہ تھی لاکہون مردونپہ جو حکمران ہوی
ہنری کی بہن عزت اہل فرنگ ہے
وکٹوریا سے مردونکی بھی عقل دنگ ہے

بے علم بیوی گہر مین جو شوہر کے آتی ہے لچہن وہ اپنے آتے ہی سب کو دکہاتی ہے
جب ساس چیخ چیخ کے سر کو گہپاتی ہے بجلی وہ بنکے ایک کے سو سو سناتی ہے

دیور سے ہے لڑائی تو نند دشمنے ہیر ہے
اے مرد دیکھو کیسی جہالت کی سیر ہے

بے علم عورتون کے کرشمے عجیب ہین — نخرے نرالے ناز نہایت غریب ہین
ڈرتا ہون یاد کرکے نہایت مہیب ہین — جو دیکھتے ہین سچ ہے بڑے بدنصیب ہین

بیوی سمجھتی ہے کہ وہ غمزے دکھاتی ہے
شوہر سمجھتا ہے کہ بلا سر پہ آتی ہے

لازم ہے تمکو عزت و حرمت بڑہاؤ تم — شایان یہی ہے تمکو کہ گھر کو بناؤ تم
شایستگی جو سوتی ہے اس کو جگاؤ تم — عورات کو پڑہاؤ پڑہاؤ پڑہاؤ تم

احمد کا کہنا مانو تمہارے رفیق ہین
ہمدم ہین رازدار ہین مشفق شفیق ہین

رشوت

رشوت جہان مین قسمت اصحاب حیل ہے — ذلت کی راس اور حماقت کی جیل ہے
رشوت سے لوگو صاحب عزت ذلیل ہے — سونا بھی ہو اگرچہ تو لوہے کی کیل ہے

گلگون قبا ہے گرچہ یہ کالی بلا ہے یہ
اے لوگو جو فروش ہے گندم نما ہے یہ

رشوت ہے روشنی تو الٰہی سحر نہو — رشوت ہے چاندنی تو الٰہی قمر نہو
رشوت ہے گر درخت الٰہی ثمر نہو — رشوت اگر صدف ہے الٰہی گہر نہو

رشوت عزیق نفرت ہر خاص و عام ہے

مکروہ ہے غلیظ ہے مطلق حرام ہے

رشوت ہمارے واسطے لاتی ہے ڈالیاں — پہلے ہمین کھلا کے مٹھائی کی تالیاں
پیچھے گلی گلی مین بجاتی ہے تالیاں — سنواتی بے نقط ہے ہزارون ہی گالیاں

یہ آگ ہے بہبو کا ہے اور فتنہ ساز ہے
یہ ہمکنار حرص ہے ہمدوش آز ہے

انصاف کی جو کشت ہے وہ اس سے جلگئی — اس سے دوپہر عزت وحرمت کی ڈھل گئی
ذلت کی مچھلی یونس عزت نکل گئی — لے لوگو تمکو بنکے چھلاوا یہ چھل گئی

عزت کے لوگ اسکی بدولت عدو ہوے
رسوا ہوے جہان مین بے آبرو ہوے

رشوت نے کاخ عدل ستم سے گرا دیا — اس نے چراغ نظم عدالت بجھا دیا
انصاف کا خزانہ اسی نے لٹا دیا — اور عدلت کا نام غضب ہے مٹا دیا

بنکر گھٹا جو چرخ حکومت پہ چھا گئی
غل مچ گیا کہ آندہی نحوست کی آگئی

یہ خام پارہ ہم کو چلتر دکھاتی ہے — پوشیدگی کے پردے مین گو منہ چھپاتی ہے
اندر کے خانے روز نئے گل کھلاتی ہے — شربت مین ہمکو زہر ملا کر پلاتی ہے

منزل کے جو نشان تھے سارے مٹا دئے
اس نے ہماری راہ مین کانٹے بچھا دئے

گو لکشمی کے روپ مین ہم کو لبھا گئی — گھونگٹ اٹھا کے چہرہ سے یہ مسکرا گئی
زیور دکھا گئی ہمین بہاؤ بتا گئی — پر سچ تو یہ ہے جال مین ہم کو پھنسا گئی

ایمان کی جو بات تھی وہ اس نے ٹالدی
اک آنکھ تھی جو عدل کی خاک اس مین ڈالدی

گواک گھڑی کو خوشۂ انگور بن گئی　　گواک گھڑی کو مرہم کافور بن گئی
پر آخرش کلیجہ مین ناسور بن گئی　　سایل کے حلق کے لئے ساطور بنگئی

بیداد گر کا دار جو رشوت سے چل گیا
مظلوم غم سے شمع کی مانند جل گیا

رشوت نے اک قیامت کبریٰ اٹھائی ہے　　رشوت سے سائلونکی زبان پر دُہائی ہے
رشوت سے گھر مین آپکے دولت تو آئی ہے　　پیشہ حرام کا ہے یہ کھوٹی کمائی ہے

وقتیکہ مرغ عزت و دولت بدام رفت
مال حرام بود بجائے حرام رفت

رشوت سے لوگو کسلئے دولت کماتے ہو　　نادانو آگ پانی کو ناحق لگاتے ہو
دوزخ مین اپنے واسطے کیون گھر بناتے ہو　　ایمان سا لعل کسلئے یونہی گنواتے ہو

گو تم بُرے وسیلونسے دولت کماؤگے
وقت رحیل یاد رہے چھوڑ جاؤگے

رشوت جفا شعار ہے ذلت نشان ہے تو　　انصاف کا جو باغ ہے اسمین خزان ہے تو
رشوت پہاڑ کی طرح آتش فشان ہے تو　　شمشیر ہے تو برچھی ہے تیر و کمان ہے تو

احمد حسین گٹھڑی ہے رشوت گناہ کی
مجکو قسم ہے اشہد وان لا الہ کی

عیاشی

ہائے عیاشی کٹنی محتالہ　　تیرا دونون جہانمین منہ کالا

تجھ سے جس شخص کا پڑا پالا　　اوس کا لاریب نکلا دیوالا
تجھ سے دل پاش پاش ہوتا ہے
پردہ لوگون کا فاش ہوتا ہے

او شراب گناہ مین سرشار　　زہر مین او بجھی ہوی تلوار
تیرے لچھن کا کیا کروں اظہار　　سچ ہے ناگن ہے تو مگر پردار
خام پارہ اُچھال چھکا ہے
تجھ سے انسان ہکا بکا ہے

تو ہے اک دشت پر خطر سنسان　　اور بلا خیز لق و دق میدان
بحر دنیا مین سنگلاخ چٹان　　تو ہے آسیب سایہ اور شیطان
تجھ مین لاکھون بلائین رہتی ہین
تجھ سے آفت کی ندیان بہتی ہین

تو ہی نادانون کی ہے نادانی　　تو ہی انجانون کی ہے انجانی
تو ہی حیوانون کی ہے حیوانی　　تو ہی شیطانون کی ہے شیطانی
چربی بنکر نظر پہ چھاتی ہے
غار ذلت مین تو گراتی ہے

سخت بدکیش و پُر جفا ہے تو　　کون کہتا ہے بے ریا ہے تو
کس مرض کی بتا دوا ہے تو　　کالی آندھی ہے یا گھٹا ہے تو
تجھ سے انسان کیون نہو بیتاب
تو ہے دیوار عمر کو سیلاب

بنکے بجلی گری کبھی خونخوار　　آگ بن کر لگی کبھی بدکار
کبھی برچھی بنی کبھی تلوار　　کبھی وحشت بنی کبھی آزار

تو جو آئی تو رنگ فق ہوگا
دیکھتے ہی کلیجہ شق ہوگا

پھول سے چہرے تجھ سے کملائے　　تجھ سے نازک بدن ہین مرجھائے
تو نے افسوس کیا ستم ڈھائے　　تو نے کیا کیا تماشے دکھلائے

راہ مرگھٹ کا تو دکھائی ہے
ہائے ویرانے تو بساتی ہے

ہائے نواب راجہ اور سردار　　ہائے قارون منش بڑے زردار
کوڑی کوڑی کو کر دئے لاچار　　کیسے نادار کر دئے بیمار

تو کھلونا ہے اور نہ گڑیا ہے
سچ ہے اک سنکھیا کی پڑیا ہے

جب کسی کے گلے کا ہار ہوی　　سر پہ شامت وہین سوار ہوی
بیکسی اوسکی غمگسار ہوی　　اور غذا اوسکو زہر مار ہوی

تندرستی نے دیدیا ہے جواب
آہین بھر بھر کے رو رہا ہے شباب

جبکہ عیاشی رنگ لاتی ہے　　زردی پہلے ہی منہ پہ چھاتی ہے
ساری طاقت بدن کی جاتی ہے　　عوض مین ناتوانی آتی ہے

رنگ اڑتا ہے صورت کا فور
ٹوٹ جاتی ہے گردن بلور

پھر یہ کرتی ہے بد گھر رسوا　　فتنہ کرتی ہے فتنہ گر برپا
بسکہ ہے اپنے من مین یہ یکتا　　لوٹ لیتی ہے دین اور دنیا

واہ کیسا نباہ کرتی ہے

دین و ایمان تباہ کرتی ہے
رات سے اس نے لی سیاہی ہے　　موت سے اس نے لی تباہی ہے
کیا کہون کس قدر یہ واہی ہے　　اسکی ہر بات سکۂ شاہی ہے
رشتۂ عقل توڑ دیتی ہے
ساتھ آفت مین چھوڑ دیتی ہے
گو اوڑاتی ہے یہ گلال و عبیر　　خاک ہے یہ نہین ہے یہ اکسیر
گرچہ ہے دیکھنے مین یہ دلگیر　　یہ کسیکی نہین بنی ہے بے پیر
اس کی صورت نژاد کہا وا ہے
یہ حقیقت مین اک چھلا وا ہے
غازہ چہرہ پہ یہ لگاتی ہے　　ین کے دلکن ہمین لبھاتی ہے
ناز انداز گود کہاتی ہے　　گرد گراتی ہے اور ہنساتی ہے
ناز اس کے سبھی چلتر ہین
واقعی تیر اور خنجر ہین
تم ہو لوہا تو سمجھو یہ زنگار　　ہو خزانہ تو سمجھو اس کو مار
تم ہو گر پھول سمجھو اس کو خار　　یہ ہلاہل ہے اور سنبل فار
نو نہالان باغ دہر ضرور
یہ ہی بہتر ہے اس سے رہنا دور

غصّہ

ڈرتا ہو مین عتاب کے عہد شباب سے　　اے غصہ مضطرب ہون تری اضطراب سے

اے خشم کانپتا ہون تری انقلاب سے ہمکو خدا بچاے ترے پیچ و تاب سے
تلچھٹ ہے اے عتاب تو کڑوی شراب کا
دھوکا ہے تجھ پہ دشت بلا مین سراب کا
جسوقت دانت پیس کے کمبخت آتا ہے اور ہمکو لال لال یہ آنکھین دکھاتا ہے
چلا کے جب مکان یہ سر پر اٹھاتا ہے خود ناچتا ہے اور ونکو جسم نچاتا ہے
یا دش بخیر کہتے ہین زلزال آیا ہے
یون کانپتے ہین جیسے کہ بھونچال آیا ہے
غصہ نے آگ سینہ کے اندر لگائی ہے اس نامراد غصہ نے بجلی گرائی ہے
سر سبز کشت عقل کی اسنے جلائی ہے پروردگار تیری دوہائی دوہائی ہے
کمبخت غصہ برق درخشان کا روپ ہے
یعنے یہ آفتاب قیامت کی دھوپ ہے
اک زہر مین بجھا ہوا نشتر یہ غصہ ہے اوسان پر لگا ہوا خنجر یہ غصہ ہے
خنجر کہان کا تیغ دو پیکر یہ غصہ ہے چین برجبین یہ غصہ ہے تیور یہ غصہ ہے
یہ ہی غبار دل ہے یہ گرد ملال ہے
توبہ ہزار توبہ بڑا بدخصال ہے
جس گھر مین آکے غصہ نے ڈیرا لگا دیا جس جا آکے غصہ نے بستر جما دیا
جس جا پہ فرش غصہ نے آکر بچھا دیا اسباب جس مکان مین آکر سجا دیا
سمجھو کہ اوس مقام پہ ادبار چھا گیا
بادل سیاہ رنج و مصیبت کا آگیا
غصہ کی فوج آکے جو میدان مین ڈٹ گئی سمجھو کہ شہر ہوش کی کایا پلٹ گئی
کائی کیطرح عقل کی دیوار پھٹ گئی تیغ ستم سے ہائے رعیت جو کٹ گئی

چارج دیا ہے آکے گناہ کو ثواب نے
کیا اینٹ سے ہے اینٹ بجائی عتاب نے

ہان قاتلون کیواسطے غصہ ہی حال ہے — غصہ ہی حملہ آورون کا اشتعال ہے
یہ غصہ ہے جو شیشہ الفت مین بال ہے — بارود ہے بوٹاش ہے گندھک ہے رال ہے
جو آگ نامرادنے اکثر لگائی ہے
لوگون نے آب خضر سے مشکل بجھائی ہے

سچے ہین وہ جو غصہ کو دلریش کہتے ہین — سچے ہین وہ جو اسکو جفاکیش کہتے ہین
سچے ہین وہ جو اسکو بداندیش کہتے ہین — یارو وہ سچے غصہ کو جو نیش کہتے ہین
شادی مین پیش خیمۂ ماتم یہ غصہ ہے
ہنسنے مین جوش دیدۂ پرنم یہ غصہ ہے

آتا ہے یہ تو لوگ رگڑتے ہین ایڑیان — بہناتا ہے یہ پاؤ مین لوگونکے بیڑیان
اور جامۂ قرار یہ کرتا ہے دھجیان — آتے ہی اس کے لگتی ہین سینہ مین برچھیان
لوگونکو اُنگلیون پہ اس نے نچایا ہے
یارونکو چٹکیون مین اس نے اڑایا ہے

میری اگر سنو تو مجسم زیان ہے یہ — مانو اگر مری تو فلاکت نشان ہے یہ
نیزہ یہی ہے تیر یہی ہے کمان ہے یہ — سیلاب ہے بھنور ہے یہ ریگ روان ہے یہ
اِس کے جلو مین رہتی ہین ہر وقت جھڑکیان
اور مور چہل ہلاتی ہین ہر وقت گالیان

غصہ عجیب بھید ہے جوش و خروش ہے — وہ شخص جو کہ غصہ کا حلقہ بگوش ہے
اچھی طرح سے جان لو گم کردہ ہوش ہے — گندم نما وہ شخص ہے۔ جو فروش ہے
دانا اگر وہ ہو اوسے مجہول جانئے

ہان منصب خرد سے بھی معزول جانیئے

اے غصہ تو نے بیج عداوت کا بو دیا — تو نے ہی ہمکو راہ ضلالت مین کھو دیا
قلزم مین ہمکو کینہ کے لاکر ڈبو دیا — بے اختیار تیرے ستم پر مین رو دیا

غصہ تو ایک سانپ ہے تہہ آستین ہے
کلفت کا آسمان غمون کی زمین ہے

غصہ نے والدین سے ہمکو چھڑا دیا — اور کوڑیو کے مول ستم ہے لٹا دیا
نقش قدم کیطرح غضب ہے مٹا دیا — اشکو نکی طرح خاک مین ہمکو ملا دیا

احمد حسین جب سے گلے کا یہ ہار ہے
بیچین و بے قرار یہ جان نزار ہے

ایک قحط زدہ بیوہ کا حالت نزع مین اپنے بچّون کو مخاطب کرنا

مرادین دو عالم کی بر لانے والے — کرون ان یتیمون کو کس کے حوالے
ستم ایسے تھے سمنے دیکھے نہ بھالے — جوان میرے بچّون کو للہ پالے

اُسے دو نون عالم مین دلشاد رکھنا
اُسے قید آفت سے آزاد رکھنا

اجل مین نے مانا کہ تیغ دو دم ہے — نہین اپنے مرنے کا مجکو الم ہے
مجھے ننھی ننھی سی جانون کا غم ہے — سنا ہے کہ ماؤن کا مرنا ستم ہے

نہین بوئے الفت رہی بھائیون مین
پہینسن میرے بچے نہ عیسائیون مین

لٹی جاتی ہے گرچہ میری کمائی　　نہین گرچہ دنیا مین میری سنائی
نہین گرچہ اس درد کی کچھ دوائی　　مگر لوگو سن لو یہ میری دوہائی
اگر کوئی جھڑکیگا بچّون کو میرے
اُسے بھی نہین جینے دین گے بکھیڑے

اگر ہوتا اے بچو ابّا تمہارا　　تو اُن بچاری کو ہوتا سہارا
چلا چلتا جس طرح ہوتا گذارہ　　ہویدا ہے ظاہر ہے اور آشکارا
تم اے بچّو در در کے دھکّے نہ کھاتے
نہ گر جا مین رو مین کہا لک کے جاتے

تمہین گود مین مین نے برسون کھلایا　　تمہین دودھ چھاتی سے مین نے پلایا
محبت نے راتون تمہاری جگایا　　الٰہی یہ منحوس دن کیسا آیا
میسر جو بیوہ کو چادر نہین ہے
تو بچّون کو آغوش مادر نہین ہے

عدم کو سواری مری جارہی ہے　　جرس کے برابر صدا آرہی ہے
پس و پیش رحلت جو منڈلا رہی ہے　　تمہاری جدائی مجھے کھا رہی ہے
مرے دل کے ٹکڑو تمہارا گذارا
کہان ہوگا؟ کیسے ملے گا سہارا

ابھی طوق منت بڑھانا تھا بچّو　　ابھی تم کو سہرا بندھانا تھا بچّو
ابھی مین نے دولھن کو لانا تھا بچّو　　ابھی باندھنا تم کو کنگنا تھا بچّو
برآئین ستم ہے مرادین نہ میری
خدا نے نصیبون جلی کی نہ پھیری

عدم کو سدھارا مرے سر کا والی　　گئی جان نکل رہ گیا تن ہے خالی

کیا تو نے کیا قہر اے خشک سالی مرا ہائے اس باغ کا جب سے مالی
جو خوش ہوتے تھے روز و شب ڈالیون سے
شکم اپنا بھرتے ہین وہ گالیون سے

مین صدقہ مین بلہار مین تم پہ واری یہ مانا کہ مرتی ہے اماں تمہاری
تمہاری بلا کرتی ہے آہ و زاری وہ آگے ہی مرتی تھی فاقونکی ماری
نہ آنسو بہاؤ نہ سر کو کہپاؤ
دم واپسین ہے نہ اس کو جلاؤ

نہین محط نے خشک سالی نے مارا نہ دُرگا نے مارا نہ کالی نے مارا
تمہاری مگر خستہ حالی نے مارا مجھے منعم لاابالی نے مارا
ہو گو فقر و فاقہ کی زحمت اُٹھاتی
مصیبت تمہاری نہین دیکہی جاتی

جدا ہونی ہے تم سے اماں تمہاری چلی ہے دیار عدم کو بچاری
ترستی تھی ہر دم مصیبت کی ماری خدا کے حوالے لو جاتی ہون واری
وہی آفتون سے بچائے گا تم کو
وہ رحمت کے سایہ مین لائیگا تم کو

تمہارا خدا منعمون گر کرائے اگر کوئی خیرات کو کچہ بچائے
تو بچون کو میرے نہ للہ بہلائے تمہارے اگر رانیون دل مین آئے
کبھی گودین ان یتیمون کو لینا
بچا ہو تو اک ٹکڑہ ان کو بھی دینا

مین کب کہتی ہون تم نہ دولت لٹاؤ مین کب کہتی ہون آپ لنڈن نہ جاؤ
مگر بہو کبی بیوہ کو بھی کچہ کہلاؤ بچارے یتیمون کو للہ بچاؤ

یہ مانا کہ ناچیز ہین یہ بچارے
مگر پھر بھی اہل وطن ہین تمہارے
غضب ہے یہ آفت ہے کیسی الٰہی ستم ہے کہ اب ماہ سے تا ماہی
ہے ادبار کی ایسی چھائی سیاہی یتیمون کو عنقا ہوی سر براہی
یتیم اپنے ماں باپ کو رو رہے ہین
ستم ہے یتیمون کو ہم کھو رہے ہین

مزار نور جہان بیگم

یہ خیال اک روز میری دلمین آیا ناگہان
چل کے دیکھون تو مزار بیگم نور جہان
سوچکر یہ شہر سے دریا کی جانب چل دیا
پل سے راوی کے اتر کر جاکے مین پہنچا وہان
ہے جہان نور جہان بیگم کا اجڑا سا مزار
تھا کبھی قبضہ مین جسکے کشور ہندوستان
دھوپ کی شدت تھی سناٹا سا اک چھایا ہوا
ہو کا عالم تھا ہر اک سو تھا نہ کوئی بھی وہان
جاکے مین بیٹھا تن تنہا اُسی تربت کے پاس
ایسی ٹھنڈک تھی کہ تھا گویا وہ گلزار جنان
ہو گیا کچھ جان تفتہ کو مری جسدم سکون
مین ہوا پھر اُسکی ہر چیز کا نظارہ کنان
دیکھتا تھا اُسکی ہر اک شئے نگاہ شوق سے
ناگہان اک شعر یہ لکھا ہوا دیکھا وہان

بر مزار ما غریبان نے چراغے نے گلے
نے پر پروانہ سوزد نے صدائے بلبلان

اُس اداسی مین یہ مضمون دلمین ایسا چبھا
ہو گئے بیساختہ آنکھون سے بس آنسو رواں
دیر تک حیرت مین تھا مین وان کھڑا یہ سوچتا
ہائے کیا کیا رنگ لایا انقلاب آسمان

کیسے کیسے بادشاہونکو ملایا خاک مین — کیسے کیسے نامدارون کا مٹا دالا نشان
اِس تصور مین رہا مین محو لیکن کان مین — یہ صدائے غیب آئی اک طرف سے ناگہان
دیکھکر یہ حال کیون افسوس تجکو ہوگیا — خود کو کیون بھولا جو تو کرتا ہے یاد رفتگان
دیکھ سکتا ہی نہین تو ورنہ دکھلاؤن تجھے — بعد چندے حال جو تیرا ہے ہونیکو یہان
دیکھ آیندہ زمانے مین کہ زیر خاک وہ — ہین تری بکہری پڑین سب ٹٹیان اور لیسلیان
ہے زمانی صرف یہ تیرا وجود بے ثبات — جب زمانہ ہوچکا پورا ترا پھر تو کہان
ہے حقیقت مین تری ہستی یہ عین نیستی — جسطرح سے خواب مین آئے کوئی وہم و گمان
سوچ تو اپنی حقیقت پہلے پھر اوروں کو دیکھ — کائنات عالم فانی ہین ساری ایکسان

اپنی ہستی پر تو کیا خوش ہی جو ہی غیرون کا غم
حال جو اونکا ہے اسکا ہے وہ تیرا بیگمان

خواب گران سے چونکو ہندوستان والو

اب دوپہر ہے اٹھو ہندوستان والو — کچہ دن ہے کچہ تو کرلو ہندوستان والو
دن ڈھل رہا ہے دیکھو ہندوستان والو — للہ اب تو جاگو ہندوستان والو
خواب گران سے چونکو ہندوستان والو

جب دن ہی ڈھل گیا پھر چونکے تو فائدہ کیا — جب شام ہوگئی پھر چونکے تو فائدہ کیا
جب ہوگیا اندھیرا چونکے تو فائدہ کیا — جب منزلون ہین پیچھے چونکے تو فائدہ کیا
خواب گران سے چونکو ہندوستان والو

اٹھو کہ اب سب کی جانون پر آبنی ہے — کچہ تو علاج کرلو یہ وقت جانکنی ہے

جینے کی اور کچھ دن دل مین اگر ٹہنی ہے وہ کام کرلو آخر جو کام کرنی ہے

خواب گران سے چونکو ہندوستان والو

بو چار ہر طرف سے تبر ہے مفلسی کی مفلس کی ہر طرح سے دنیا مین ہے خرابی
مفلس کی ہے جہان مین بے لطف زندگانی مشکل ہے بے زری مین ہو موت یا کہ شادی

خواب گران سے چونکو ہندوستان والو

حال زبون پہ اپنے اصلا نہین نظر ہے آہین جو نارسا ہین فریاد بے اثر ہے
کل کیا تھے آج کیا ہو کچھ بھی نہین خبر ہے بے علم ہو اگر تم اولاد بے ہنر ہے

خواب گران سے چونکو ہندوستان والو

کھویا جو علم تمنے چھوڑا ہر اک ہنر بھی اسطرح چھوڑ بیٹھے جسکی نہ لی خبر بھی
برباد ہوگئے تم ویران تمارے گھر بھی رفتار پر تمہاری ہنستے ہین رہگذری

خواب گران سے چونکو ہندوستان والو

عقل و خرد تمہاری اُستاد تھی جہانکی فکر ہنر تمہاری سالار کاروان کی
پہیکا تھا رنگ سب کا شوخی تھی وہ زبانکی یان کی زمین تم سے رشک تھی آسمانکی

خواب گران سے چونکو ہندوستان والو

جو بے وقار کل تھے ہین آج شان والے بڑھ چڑھ کے ہوگئے ہین نام و نشان والے
مال و منال والے ملک و مکان والے کیا کر رہے ہین دیکھو ساری جہان والے

خواب گران سے چونکو ہندوستان والو

یورپ مین جاکے دیکھو تہذیب انجمن کی ہر اک مکان گویا تصویر ہے چمن کی
تعلیم پا رہا ہے ہر ایک علم و فن کی الفت ہے تمکو باقی کچھ بھی اگر وطن کی

خواب گران سے چونکو ہندوستان والو

عالم ہے شاد اور تم غمگین ہو رہے ہو دنیا تو ہنس رہی ہے تم ہو کہ رو رہے ہو

سب ڈھونڈتے ہین دولت تم عمر کھو رہے ہو ہر ایک جاگتا ہے بس تم ہی سو رہے ہو
خواب گران سے چونکو ہندوستان والو

دنیا کو چھان ڈالو دنیا کو دیکھ ڈالو دنیا ہے گر کمانا دنیا ہی سے کما لو
بگڑی ہوی سنبھالو ٹوٹی ہوی بنا لو اجڑے ہوے گھرونکی پھر تازہ نیو ڈالو
خواب گران سے چونکو ہندوستان والو

محنت اگر کروگے پاؤگے تم ہی راحت صنعت جو سیکھ لوگے لوٹوگے تم ہی دولت
آرام دیگی ہیچ تھوڑی سی بھی مشقت پھر تم ہو اور دنیا اور محفل مسرت
خواب گران سے چونکو ہندوستان والو

کلام اکبر

رسوا وہ ہوا جو مست پیمانہ ہوا لپکا جو سایہ پردہ دیوانہ ہوا
انگلنڈ سے اپنا دل جو لایا نہ درست محرم اودھر ادھر سے بیگانہ ہوا

آگاہ ہون معنی خوش اقبالی سے واقف ہون بنائے رتبۂ عالی سے
شرطین عزت کی اور ہین ای اکبر چلتا نہین کام صرف نقالی سے

ترانہ

یہ سست ہے تو پھر کیا وہ تیز ہے تو پھر کیا نیٹو جو ہے تو پھر کیا انگریز ہے تو پھر کیا
رہنا کسی سے دبکر ہے امن کو ضروری پھر کوئی فرقہ ہیبت انگیز ہے تو پھر کیا

رنج و خوشی کی سب مین تقسیم ہے مناسب
بابو جو ہے تو پھر کیا چنگیز ہے تو پھر کیا

ہر رنگ مین ہین پلتے بندے خدا کے روزی
ہے پینٹر تو پھر کیا رنگریز ہے تو پھر کیا

جیسی جسے ضرورت ویسی ہی اسکی چیزین
یان تخت ہی تو پھر کیا واں میز ہے تو پھر کیا

کیسی ہی سلطنت ہو سب خرچ ش نہ رہ سکینگے
گر تُرک ہے تو پھر کیا انگریز ہے تو پھر کیا

دونون ہی مر رہے ہین دونون کا حشر ہوگا
نیٹو جو ہے تو پھر کیا انگریز ہے تو پھر کیا

حق سے اگر ہے غافل ہرگز نہین ہے عاقل
ہندی جو ہے تو پھر کیا پردیز ہے تو پھر کیا

اسلام و حق کے حامی ہرگز نہین ہین ہم تم
حرص و غرور حسرت انگیز ہے تو پھر کیا

منزل وہی ہے جسکو مُنیون نے ہے بتایا
اسٹیم ہے تو پھر کیا مہمیز ہے تو پھر کیا

گھر کا چراغ دیکھو یعنے کہ دل سنبھالو
کوئی چراغ دم بھر گلریز ہے تو پھر کیا

مفقود ہین اب اسکے سننے سمجھنے والے
میر اسخن نصیحت آمیز ہے تو پھر کیا

معنی کو بھلا دیتی ہے صورت ہی تو یہ ہے
نیچر بھی سبق سیکھ لے زینت ہی تو یہ ہے

گھر مین جو ہنستی ہوی آئی مس رعنا
نیچر نے کہا علم کی آفت ہے تو یہ ہے

پیچیدہ مسائل کے لئے جاتے ہین انگلنڈ
زلفون مین اُلجھ آتے ہین شامت ہی تو یہ ہے

آپس مین موافق رہو طاقت ہی تو یہ ہے
دیکھو نہ بہم عیب محبت ہے تو یہ ہے

تم اپنے طریقون سے بنو عمدہ مثالین
سچ کہتے ہین ہم قوم کی خدمت ہے تو یہ ہے

اکبر کی غزل سُنکے یہ فرماتے ہین احباب
حکمت ہے تو یہ ہے جو ظرافت ہے تو یہ ہے

مذہب نے پکارا اے اکبر اللہ نہین تو کچھ بھی نہین
یاروں نے کہا یہ قول غلط تنخواہ نہین تو کچھ بھی نہین
غیرت نے کہا جب زر نہ ہو پھر اے نہ ہو جھوٹی عزت کے

غفلت نے کہا کچھ رنگ نمود جاہ نہین تو کچھ بھی نہین
ہر بات پہ تم قسمین کھاتا جب یاد کرین راجہ صاحب
دربار اودھ مین اے ہمدم واللہ نہین تو کچھ بھی نہین
دنیا نے کہا ہرگز نہ رکو جس رخ وہ ہین اُس رخ پہ چلو
حکمت نے کہا دل مین اونکے جب راہ نہین تو کچھ بھی نہین
ملنے کا کسی سے ہے یہ مزا اک جوش طبیعت ہو پیدا
اوس بزم مین میرے پہونچنے پر آگاہ نہین تو کچھ بھی نہین

نفس کے تابع ہوے ایمان رخصت ہوگیا
وہ زمانے مین گئے وہ مہمان رخصت ہوگیا
مے اُنہون نے پی اب اُنکی پاس کیونکر دل لگے
جانور اک رہ گیا انسان رخصت ہوگیا

کیون کرنے لگے وہ مجھ گدا سے باتین
زوروں پہ ہین کرتے ہین ہوا سے باتین
مین سجدے مین کہہ رہا ہون سبحان اللہ
بیلون مین وہ کرین خدا سے باتین

بادل

تیرے احسان کے ممنون ہین سب اے بادل
خار صحرا ہون کہ گلہائے چمن سرو جبل
کھیت کے کھیت ہین سیراب تری بارش سے
مخملی فرش بچھا دیتے ہین سو کوس جنگل
تو گرجتا ہوا آتا ہے تو ہوتا ہے گمان
بھر کے لایا ہے کوئی چلتا ہوا گنگا جل
کاشتکار و نکاتیرے دم سے ہے مرنا جینا
خشک سالی سی تجھے رہتی ہے ہر روز دہل

تو نہ آئے تو خزان کا نہ قدم جائے کبھی
تو نہ آئے تو چمن مین ہی نہ پھولے کوئی پھل

سبز بانات کے ہین پھول کہ اوراق شجر
پھل درختون مین کہ فانوس مین روشن ہین کنول

آشیانون مین پرندون کے بھرا ہے پانی
باغ مین بارش باراں سے بڑی ہی ہے چہل

بوند پانی کو جہان روتے تھے دن رات کسان
ایک دم بھر مین وہان بہہ گئے تو نے جل تھل

کہانس پر دیکھ کے شبنم کو یہ ہوتا ہے گمان
موتی ٹانکی ہین کسی نے لب فرش مخمل

ابکی بارش مین انہین جینے کی امید ہوی
ورنہ مایوس تھے دہقان تو اول اول

زرد پتے تھے ابھی سوکھے ہوے باغون مین
کیسا برسات کے آتے ہی گیا رنگ بدل

اسقدر لاتا ہے انمول کہان سے پانی
کہ جو بھر دیتا ہی دم بھر مین تمامی جل تھل

بھر کے لے آتا ہے پانی جو سمندر سے کبھی
تو زمین کشتی ہی مہراج پلا دو ہمین جل

شام کے وقت کہلاتے ہے جو برس کر پانی
ورق چرخ پہ چسپان ہی سنہری جدول

پیٹ بھرتا ہے زمین کا ترے مشکیزہ سے
سوچنے سے تو یہ عقدہ کبھی ہوتا نہین حل

تو نہوتا تو ابھی قحط سے مرجاتے سب
تو نہوتا تو زمانہ مین نہوتا کوئی پھل

بے ترے حکم ہے بیکار زمیندارون کا
بے ترے نظم زراعت مین خرافات خلل

آنکھین

بے عیب صاف روشن نازک بنائین آنکھین
بہر حفاظت جان منہ پر لگائین آنکھین

آنکھین اگر نہ ہوتین دنیا مین کچہ نہ ہوتا
قربان جائین اسکے جسنے بنائین آنکھین

چادو کے لیمپ گویا ہر جسم مین لگائے
بجلی کی لالٹینین گویا بنائین آنکھین

دنیا کی لالٹینین بجھ جائین دم کے دم مین
روشن رہین ہمیشہ ایسی لگائین آنکھین

شیشے کی بھی بنائین تپہر کی بھی بنائین
انسان سے بنانی لیکن نہ آئین آنکھین

بگڑی کو کیا بناتا کحال کیا خدا تہا
محبوبشی نہ آئی تو کیا بنائین آنکھین

تصویر کہینچتے ہین یون تو بہت مصور
تصویر مین بھی سالم بنے نہ پائین آنکھین

جو جال ہے بناتا وہ ہین سنر ائین پاتا
مجرم ہنوہ جس نے نقلی بنائین آنکھین

اولاد کے برابر صدمہ نہین جہان مین
یوسف کے غم مین کسنے اپنی گنوائین آنکھین

بچونکی ضد بھی کیا ہے یارب پناہ تیری
رو رو کے ظالمون نے دم مین بجائین آنکھین

ہفتونکا کام ہمنے گھنٹو مین ہوتے دیکھا
ماتحت کو جو افسر نے ہو دکہائین آنکھین

اندہے کی یہ صداتہی آنکھین بڑی ہین نعمت
دشمن کی بھی بچائین اے میر سائین آنکھین

وہ بھی تو آدمی ہین جو ہین ہمین تمہین مین
تسخیر کر لیا دل جس سے ملائین آنکھین

دشواریان انہین سے آسان ہو رہی ہین
ہین پاسبان دونون یہ دھنے بائین آنکھین

حال غم عزیزان سننا نہین ہے آسان
جب کچہ کہا کسی نے اپنی بہر آئین آنکھین

اک وہ بھی آدمی ہین اللہ کے پیارے
جنکے قدم قدم پر سر بنے بچھائین آنکھین

دنیا کے نعمتونکی دریا کے موتیون کی
وہ قدر جانتا ہے جس نے گنوائین آنکھین

اے اشک کیا سبب ہے کیا بھید ہے بتا دے
جسوقت دل بہر آیا فوراً بہر آئین آنکھین

کُلُّ شَیءٍ ہالک

سامنے آنکھونکے دریا سبز لہراتا ہوا
نازسے جھونکا نسیم صبح کا آتا ہوا

برف کی وردی مین لشکر ابر کا جاتا ہوا
موسم گلہائے رنگین دل کو تڑپاتا ہوا

اپنے اپنے وقت پر ہر اک فنا ہو جائیگا

دیکھ لینا چار دن مین کیا سے کیا ہو جائیگا

پھر نہ بحر نیلگون اس لطف سے لہرائے گا
نے کوئی جھونکا ہوا کا باغ مین لہرائیگا
ابر کا ٹکڑا تلک صورت نہ پھر دکھلائیگا
شیشۂ دل سنگ نا کامی سے ٹکر کھائیگا

نام رہجائیگا باقی بس خدائے پاک کا
نقش وہ مٹکر رہیگا جو بنا ہے خاک کا

جا چکی ہمسے ہمیشہ کیلئے فصل بہار
موت دروازہ پہ کرتی ہے ہمارا انتظار
چھوڑتے جاتے ہین بزم عیش یار غمگسار
ہم کو بھی جانا پڑیگا ہو گی جب اپنی پکار

گردش چرخ بریں نیچا ہمین دکھلائیگی
مادر گیتی ہمین آغوش مین بٹھلائیگی

جسجگہ احباب کی اپنے رسائی تک نہین
بزم عشرت کی صدا جس گھر مین آئی تک نہین
نغمۂ بلبل جہان دیتا سنائی تک نہین
بھولکر جسجا نسیم صبح آئی تک نہین

ایسے ویران گھر مین ہم کو چھوڑ جاوینگے عزیز
بعد مردن ہم نہین گو یار ہے اونکے عزیز

عالم پیری ہی چہرہ ہو گیا ہے زرد فام
دانت رخصت ہو گئے بازو نہین دیتے ہین کام
جسم ٹھنڈا ہو گیا ہے موت کا ہو نچا پیام
کوس رحلت بجگیا اپنا بھی یارو والسلام

مادر گیتی یونہی اکدن فنا ہو جائیگی
چار دن مین آب و تاب اسکی ہوا ہو جائیگی

ہم نہین دنیا مین جب یاد نسیم آیا کرے
موج بحر نیلگون سر اپنا ٹکرایا کرے
صبح عشرت آسمان سے نور برسایا کرے
شام وصلت عاشقونکو لطف دکھلایا کرے

ہم کو کافی ہے زمین دو ہاتھ سونیکے لئے
فرش خاکی خوب ہے اپنے بچھونیکے لئے

آم کی گٹھلی

ایک جانب جو میری آنکھ اُٹھی
دیکھا اک شئے پڑی ہی سوکھی سی

بولی وہ مجھ سے دیکھو مجھکو ذرا
تھی مین کیا۔ کیا ہوا ہے حال مرا

نازش ہست و بود تھی مین کبھی
تخم نخل وجود تھی مین کبھی

بچپنے مین نہال رہتی تھی
میری ترشی پہ رال بہتی تھی

میری پوشاک رنگ رنگ کی تھی
جو گیا سرخ سبز نارنجی

پیار کرتے تھے مجھکو بچے بھی
چوما کرتے تھے مجھکو بچے بھی

خاص مین ہی تھی صاحب تمیز
عام رکھتے تھے مجھکو دل سے عزیز

سب امیرون کو میری چاہت تھی
باغ کی مجھکو بادشاہت تھی

جب جوانی کا مجھ پہ عالم تھا
بجلیان مجھ سے ہوتی تھین پیدا

دل مرا باغ باغ رہتا تھا
آسمان پر دماغ رہتا تھا

کھیل ہر گھر مین تھی مین بچون کا
تھی پیپہا مین چھوٹے بچون کا

میرے رگ رگ مین تھی بھری شوخی
کوندتی میرے دل مین تھی بجلی

مجکو دلّی نے محو ناز کیا
لکھنو نے ہے سرافراز کیا

لڑکے اور لڑکیان تھین ان گنتی
تھی بھری پوری مانگ کوکھ مری

اتنی اولاد پر خدا کی شان
تھی مین تاکتخدائے باغ جہان

بال میرے سنہرے تھے بالکل
سینے پر تھی چھٹی ہوئی کاکل

جسم ایسا تھا میرا گدرایا
جس نے دیکھا اُسے پسند آیا

تھی لڑکپن مین ترش رو لیکن
ہو گئی قند جب بڑھا کچھ سن

سبب رفع اختلاج تھی مین — معدہ و گردہ کا علاج تھی مین
سیکڑون بار مین گئی چوسی — منہ سے ہر ایک کے رہی مین لگی
زرد پوشاک اور تھی دھانی — سمجھی جاتی تھی ملک مین رانی
بوٹی تھی گنبد مشعد مین — جیسے نیلم جڑا زبرجد مین
میری پوشاک پہلے دھانی تھی — پھر جو بدلی تو زعفرانی تھی
مین جہان مین تھی زینت گلشن — دھانی جوڑے کی جسم پر وہ پہن

تھی مین دوشیزہ صورت مریم — انبیا رہتے تھے مرے ہمدم
مجکو برسات کا سمان تھا پسند — میرے رہنے کا تھا مکان بلند
سر پہ رہتے تھے ابر کے لکے — بنگلہ چھایا ہوا تھا تپون سے
گھر مین رہتی ہمیشہ لذت کے — برف کوزے مین جیسے شربت کے
اب وہی ہون کہ ہون سڑک پہ پڑی — نام میرا ہے آم کی گٹھلی
اشہری دیکھہ دہر کے اطوار — کل تھے کیا آج کیا ہین لیل و نہار

کلام وفا

آدمی اپنی ہستی کو پہچانے

نہین معلوم مجکو کیا ہون مین — راہ رو منزل فنا ہون مین
مین ہون لہو لعب کا پیرایہ — مین ہون رنج و تعب کا سرمایہ
مایۂ صد غرور باطل ہون — مورد صد بلائے نازل ہون
معرض خطرہ ہائے موت ہون مین — مظہر جلوہ ہائے موت ہون مین
موت کے عرض کا مین جوہر ہون — صدف نیستی کا گوہر ہون

موج حسرت کا اک حباب ہون مین
سیخ ماتم پہ اک کباب ہون مین

میری ہستی کا شیشہ سنگ فنا
ڈھونڈتا ہے کہ ہو دوا اوس پہ فدا

ہے محل موت کا وجود سرا
میری ہستی ہے نیستی کا پتا

میرے بازار مین متاع ہموم
میرے گلزار مین ہوائے سموم

مخمصات اور حادثات عجیب
ہین مقدر مین میرے ہائے نصیب

مخیم غم ہے میری ہر شادی
میری آبادی جائے بربادی

رنج لازم ہے بعد ہر آرام
جیسے آغاز کے لئے انجام

دم ہی دم پر ہے اب مدار اپنا
سخت موہوم ہے قرار اپنا

عدم آباد ہے ٹھکانا مرا
شہر خاموشان آشیانا مرا

کاروان میرے روز جاتے ہین
لوٹ کر پھر نہین وہ آتے ہین

نہ صدائے جرس نہ شور درا آئے
نہ سراغ قدم نہ نقش پائے

ہائے کیسا غضب ہوا ہے آج
چپکے لیٹے ہوے ہین کام نہ کاج

سر بالین انہین پکارتے ہین
روتے ہین رو کے چیخین مارتے ہین

پر توجہ نہین ذرا بھی ادھر
دیکھتے بھی نہین اٹھا کے نظر

سکتے یگانے ہوے ہین بیگانے
کیا ہوا ہے یہ کوئی کیا جانے

نہ خیال اونکو آہ وزاری کا
نہ ملال اون کو بیقراری کا

نہ تفکر ہے سود و نقصان کا
نہ تردد ہے کچھ بھی درمان کا

نہین معلوم کیسے آنا ہوا
نہ کھلا بھید کیسے جانا ہوا

نہ تمنا یہان سے آنے کی
نہ خوشی تھی یہان سے جانیکی

اے وفا کر تو انتظام سفر
کہ نہین کوچ کی ذرا بھی خبر

گوش دل سے سن انہین اے نیکنام

گوش دل سے سن انہین اے نیکنام — یاد رکھنے کی یہ باتین ہین تمام
لازم و واجب ہے ہر انسان کو — نیک باتون کی ہمیشہ جستجو
آپ کو ہر دم سمجھ اے ذو فنون — بدترین و کمترین خلق ہون
ہون گنہگار و خطا کار و ذلیل — جانتا یہ مغفرت کی ہے دلیل
یاد معبود حقیقی فرض ہے — بس سوا اسکے جو ہے معیوب ہے

ہر کہ او را مغفرت بخشد خدائے
غیر حق را در دل او نیست جائے

ہر کہ عارف شد خدائے خویش را — در فنا بیند بقائے خویش را
عارف و عاقل وہی ہے لاکلام — دھیان مین مولا کے کاٹے صبح و شام
منع جو باتین ہین اون سے رہ جدا — حشر مین تا اجر دے اسکا خدا

آنکہ از قہر خدا ترسد بسے
بیگمان ترسند از وے ہر کسے

ہے جو عجب و نخوت و کبر و غرور — رہ مدام ان سب سے تا مقدور دور
ہے اگر کچھ حق و باطل مین تمیز — جان دشمن کو بھی مانند عزیز
جو کہے تجکو برا اور ناسزا — اوسکی خاطر مانگ نیکی کی دعا
ہے عوض لعنت کا رحمت کر یقین — چاہئے نفرین کا بد لا آفرین
مقتضائے عقل ہے اے ذی شعور — دشمنونکے ساتھ احسان ہے ضرور
جو کوئی تکلیف دے آزار دے — ہان مدارات اوس سے واجب ہے تجھے

یہ ہے نفسانیت اس سے پاک ہو — خاک ہو جانے سے پہلے خاک ہو
چاہئے کلک و زبان مثل قدم — راہ نیکی مین چلین یہ دمبدم
کام کر کوئی تعلق ہو ترے — بے رعایت چاہئے انجام دے
راستی ہے باعث عز و وقار — راستی ہے موجب صد اقتدار

ہر سخن کان راست گوئی ہم درست
بہ ز دنیا زانکہ در وے نفع نست

گو ہے خوش کردار پر نازان نہو — لاکھ ہے ہوشیار پر نازان نہو
یعنے جو مین نے کیا اچھا کیا — میری کب تدبیر مین فرق آ گیا
ہون وہ دور اندیش اور کار آزما — رائے مین میری نہین ہرگز خطا
مطمئن اس پر نہ ہو اے خوش سیر — رکھ قدم ہرگز نہ بے خوف و خطر
جس کسی کے دل مین آئیگی یہ بات — ایک دن منہ کی کھلائیگی یہ بات

یہ مضامین و فا شام و پگاہ
سب کو رکھنے چاہئین پیش نگاہ

دنیا مثل حباب ہے

قلیل ہے زندگی جہان مین ہزارون جھگڑے نعوذ باللہ
ہے زندگی آدمی کی ایسی کہ زیست جیسی حباب کی ہے
فنا کے قابو مین لوگ ایسے ہین جیسے مکڑی کی بس مین مکھی
یہ ہے دغا باز ایسی دنیا کہ جیسی حالت شراب کی ہے

[illegible] کیون مال و زر پہ اتنا جان سے جائینگے ہاتھ خالی
[illegible] کی دولت ہے یہ ادسی نے جو بخشش لاجواب کی ہے
چلن ہے گر نیک نیک پھل ہے جو فعل بد ہے تو بد نتیجہ
[illegible] جیسا بھرین گے ویسا صفائی کیسی حساب کی ہے
[illegible] اللہ سے دل کو اپنے گذرتی جاتی ہے عمر ناحق
[illegible] بڑھاپے مین ہو سکیگا ابھی تو حالت شباب کی ہے
بچائین خاطر کو کار بد سے جھکائین دل نیکیون کی جانب
[illegible] پڑھے ہو شیار ہو کر یہ کیسی غفلت جناب کی ہے
حضور انمول ہے یہ قالب خدارا کچھ قدر اسکی کیجے
بڑھاؤ ہمت کرو مشقت یہ زندگی کیون خراب کی ہے
طریق بد پر قدم نہ رکھئے خدا سے ہر وقت ڈرتے رہئے
کوئی مصیبت ہو جبکہ نازل تو سمجھو صورت عتاب کی ہے
طریق نیکی پہ آپ چلکر چلائے دوسرون کو صاحب
عمل سدھرنے لگین بشر کے یہ بات کیسی ثواب کی ہے
ہر ایک حالت مین شکر لازم ہے کیونکہ اللہ بڑا ہے منصف
کیا ہے جب یاد سچے دل سے تو دور آفت جناب کی ہے
یہ نفس سرکش ہے حق تعالے کرے نہ بندے کو اس پہ غالب
ڈبائے دیتا ہے آدمی کو دوہائی تیری جناب کی ہے
پناہ لایا ہے تیرے در پر وفائے عاجز خدائے بیچون
ثواب کی کسلئے کمی ہے یہ کیون ترقی عذاب کی ہے

نئے تعلیم یافتون کا فوٹو

عجب انداز سے کچھ آج ہم فریاد کرتے ہین — نئی تعلیم والونکی بیان روداد کرتے ہین
نئی تعلیم پاکر کالجون سے جو نکلتے ہین — صلاح قوم کی وہ ہر جگہ فریاد کرتے ہین
بدلکر ٹھاٹھ اپنا اسطرح گھر سے نکلتے ہین — زمین بھی کانپتی ہے بوٹ بھی فریاد کرتے ہین
چرٹ منہ مین تو سر پر ٹرکی ٹوپی ہاتھ مین چھڑی — چڑھا کر آنکھون پر عینک وہ دلکو شاد کرتے ہین
کمر تک کاوہ ہے لنڈ کوٹ اور پتلون پاؤ نمین — اکڑ کر چلکے نقل نخوت شداد کرتے ہین
اگر رستے مین ملجاتا ہی اگلی وضع کا کوئی — تو ہنسکر اولڈ فیشن کہکے اُسکو یاد کرتے ہین
کمر پر ہاتھ رکھکر جب کمیٹی مین کھڑے ہونگے — پکارینگے کہ آؤ قوم کو ہم یاد کرتے ہین
اٹھا کر ہاتھ دونون اسطرح تقریر کرتے ہین — بہت مدت ہوی تمسے یہ ہم فریاد کرتے ہین
ترقی کرگئی ہین غیر قومین تم بھی اب جاگو — فصاحت سے بلاغت سے یہی ارشاد کرتے ہین
یہ سب کچھ کہکے جب تقریر اپنی ختم کرتے ہین — تو ہر جاتے ہی میخانون کو وہ آباد کرتے ہین
طریقہ یہ کہان سے سیکھ آئے ہین نصیحت کا — گھٹا کر قوم کا دل قوم کو برباد کرتے ہین
بنے پھرتے ہین ناصح اور مہذب زعم باطل مین — سمجھتے ہی نہین کچھ مسئلہ کیا ارشاد کرتے ہین
زبانی سب سے کہتے ہین سنبھالو قوم کا بیڑا — حقیقت مین مگر یہ قوم کو برباد کرتے ہین
زبانی لکچرون سے فائدہ کچھ بھی نہین ہوگا — ہم انکی اس روش پر نالہ و فریاد کرتے ہین
پسند آتی نہین ہی ہند کی صنعت انہین کوئی — برانڈی اور چرٹ سے اپنے دلکو شاد کرتے ہین
ضرورت کی ہر اک شئے روز یورپ سے منگائینگے — یہ جنٹلمین مٹی قوم کی برباد کرتے ہین
ترقی قوم کی کیا ایسے ہی افعال سے ہوگی — سمجھدار آدمی دلمین کیا ارشاد کرتے ہین
بکلین ایجاد کرکے تم اگر یہ قوم سے کہتے — کہ آئے سیکھ لے سب کچھ جو ہم ایجاد کرتے ہین

اگر اس پر نہ آتی قوم تب ہم قوم کو کہتے
کہ محسن کش ہر اک ایجاد کو برباد کرتے ہین

بنا کر ہمکو دکھلائین اگر ریا جس کی یہ ڈبیا
تو ہم بھی جان لین یہ قوم کو آباد کرتے ہین

عمل کر کے تو دکھلاتے نہین یہ اپنے جوہر کو
کتابونکو یہ طوطے کیطرح سی یاد کرتے ہین

بس ایسے علما کو رہنے دو سب بیکار ہین صاحب
نہ ہو کچھ فائدہ جس سے عبث پھر یاد کرتے ہین

بھلا بتلاؤ تو کل کون سی ایجاد کی تم نے
کہ جیسے آجکل یورپ مین سب ایجاد کرتے ہین

یہ جن کاموں سے جا کر دوستونکو منع کرتے ہین
انہین سے گھر مین آکر اپنے دلکو شاد کرتے ہین

بظاہر خیر خواہ قوم بن بیٹھے ہین کیا کہنا
مگر در پردہ اپنی قوم کو برباد کرتے ہین

یہ انا آگئے ڈپٹی کمشنر بنکے یہ! تو کیا
پرانے ظلم سے اہل جہان فریاد کرتے ہین

نظیرا دیکھ لیجے اکثرونکے حال کو حضرت
یہ عزت اپنی کھو کر قوم کو برباد کرتے ہین

حضور آداب بسلیما کہنے پر تو یہ خوش ہون
اگر یا بو کہین انکو تو بس فریاد کرتے ہین

بظاہر شاعرونکی ہجو مین مصروف ہین لیکن
مگر کیون نا دلون اپنے دلکو شاد کرتے ہین

ترقی ہند مین اردو زبانکی شاعرون ذکی
تعجب ہی اس احسان کو نہین یہ یاد کرتے ہین

ڈرامے شکسپیر کے اٹھا کر دیکھ لین سارے
کہ شاعر ہی زمین شعر کو آباد کرتے ہین

نئی تعلیم نے انکو کہین کا بھی نہین رکھا
یہ اگلی چال والا کھکے سب کو یاد کرتے ہین

نہ ہو جبتک چھری کانٹا یہ کھانا کھا نہین سکتے
اگر چمچہ نہ ہو تو ہر گھڑی فریاد کرتے ہین

پلاؤ اور متنجن قورمے سی انکو نفرت ہے
ڈبل روٹی اور آلو ہون تو دلکو شاد کرتے ہین

کرشمے ہین یہ سب ای دوستو انگریزی فیشن کے
یہ جیتے جی ہی اپنی عمر کو برباد کرتے ہین

انہین نفرت نکیون ہو باپ دادا کے مذہب سے
کہ اونکو تو یہ ہر دم فول کہہ کے یاد کرتے ہین

ہی تہذیب ہے تو ہمکو کچھ اس سے نہین مطلب
ہم ان کی وضع پر ہی دور ہی سے صاد کرتے ہین

سمجھ کچھ شعر فہمی کی نہین رکھتے وفا ایسے
چلے دل کے پھپولے پھوڑ کر دلشاد کرتے ہین

شرافت

مین پوچھتا نہین ہرگز تمہارا نام ہی کیا
نہ یہ کہ نام بزرگون کا اور مقام ہی کیا
نہ خانوادہ سے مطلب نہ خاندان سے غرض
یہان تو نام سے کچھ ہے نہ ہے نشان سے غرض
تمہارے کام اگر اچھے ہین تو نام اچھے ہین
گھرانے اچھے گھر اچھے تمام اچھے ہین
جہان کی دولت و حشمت کا یان خیال نہین
امیر ہو کہ فقیر اس سے کچھ سوال نہین
کوئی امیر اگر ہے تو اپنے گھر بیٹھے
بزرگ صاحب زر ہے تو لیکے زر بیٹھے
یہان تو مایۂ ہمت مین جو زیادہ ہے
بزرگ امیر ہے اور خود امیرزادہ ہے
مجھے نہین ہے یہ پروا کہین سے آئے کوئی
کہین سے بار توطّن اٹھا کے لائے کوئی
درخت سے نہین کچھ کام جسکے پھول ہو تم
کمال اصل تو جب ہے کہ با اصول ہو تم
جو پاک نہر ہے اور آب صاف چلتا ہے
تو کیون یہ پوچھین کہ چشمہ کہان نکلتا ہے
عدم سے آنکے کس خاک پر گرے پہلے
وہ کیا زمین تھی جس پر قدم تمہارے پہلے
گذارا تم نے لڑکپن ہی قصر شاہی مین
کہ جھونپڑون میں پلے خواری و تباہی مین
مجھے نہ خوف ہے اسکا نہ عار ہے اسکی
مگر تلاش ہے تو بار بار ہے اسکی
کہ رکھتے ملک و مروت مین رسم و راہ ہو کیا
دکھاتے ہمت عالی مین دستگاہ ہو کیا
مین پوچھتا نہین تاجر کہان سے ہے آیا
گماشتہ ہے کہ رکھتا ہے گھر کا سرمایا

نہین تلاش کہ لایا ہے ساتھ کیا چیزین
سُبک سُبک ہین وہ یا ہین گران بہا چیزین
مین چاہتا نہین ارزان یہ شئے دلا دو مجھے
خدا کیواسطے اتنا کوئی بتا دو مجھے

متاع حسن دیانت دکان مین ہے کہ نہین
وفا کی جنس بھی اس کاروان مین ہے کہ نہین

یہ مانا مین نے کہ باعقل اذی شعور ہو تم
مقام تجربہ کاری مین ہو پہنچے دور ہو تم
نہ کچھ مقدمہ فہمی سے رکھتا کام ہون مین
نہ کرتا ضابطہ دیوانی مین کلام ہو نہین
پرا و سکو غرض مین نہ خرچ کرنا تم
کسی کے خون مین ناحق نہ ہاتھ بھرنا تم

زیادہ عقل زیادہ خراب کرتی ہے
ثواب ہائے خدا کو عذاب کرتی ہے

مجھے غرض نہین کالج مین تم پڑھے کہ نہین
جماعتون کے مدارج پہ تم چڑھے کہ نہین
کتابین پڑھکے جو کین حفظ بر زبان تو کیا
اور اون مین پاس ہوے دیکے امتحان تو کیا
تمہارے خلق پہ کچھ بھی اثر ہوا کہ نہین
زبان سے کہنے کی دل تک گئی صدا کہ نہین

فقط جو عالم ذی شان ہو گئے تو کیا
مرے حسابون وہ شیطان ہو گئے تو کیا

جو کچھ کہ منہ سے کہو اوسکا ہو اثر دل مین
کہ ہے کتابو منین جو کچھ کہ ہے گھر دلمین
زبان و دل مین ہم جبکہ ایک ہو جاتے
تو آدمی بھی ہین بالطبع نیک ہو جاتے

وگرنہ پڑھنے کو سب خاص و عام پڑھتے ہین
ہزارون طوطے ہین کلمہ کلام کرتے ہین

جو مجھسے پوچھو تو ہے پھر بھی نا تمام وہ علم
تمام جب ہو کہ پہونچائے فیض عام وہ علم
وہ علم جس سے کہ اورونکو فائدہ نہ ہوا
ہمارے آگے برابر ہے وہ ہوا نہ ہوا
مجھے غرض نہین سب کچھ ہو تم کہ کچھ بھی نہ ہو
مگر یہی ہے تمنا کہ ایسے ہو کے رہو

میان جلسہ **وفا** آکے پوچھے گر کوئی — کہو کسی میں ذرا لیاقت ہو گر یہ کہنے کی
کہ با صفا و شگفتہ روح و پاک جان ہم ہیں
تو تم جواب میں جھٹ بول اٹھو کہ ہاں ہم ہیں

آداب

اے خاص و عام دیکھیے سر کو جھکائے ادب کے ساتھ — جو کچھ زبان پر آئے وہ آئے ادب کے ساتھ
مضمون تر انظر میں سمائے ادب کے ساتھ — کچھ تو بھی نام یار و مہین پائے ادب کے ساتھ

فضل خدا ہے خاص ادب جسکا نام ہے
جو با ادب جہان میں ہے شاد کام ہے

[illegible] ہے زیور انسانیت ادب — وہ کام کرنا چاہیئے راضی ہوں جس سے سب
[illegible] عزت و وقعت کا ہی سبب — مشہور بے نصیب جہان میں ہے بے ادب

انسانیت کی روح ہے اور جان ہے ادب
ایمان کی تو یہ ہے کہ ایمان ہے ادب

لازم ہے ہر بشر کو ادب سیکھا کرے — جس سے ملے تمیز و ادب سے ملا کرے
چھوٹوں کا بھی لحاظ بڑوں سے سوا کرے — اللہ ہر کسی کو یہ دولت عطا کرے

تم جانتے بھی ہو کہ ادب کس کا نام ہے
یہ خاص ظل رحمت رب انام ہے

شاہوں کیواسطے ہے ادب رونق شہی — زور حکومت و سبب داد گستری
وجہ وقار اور سبب نام آوری — شان جلال و عظمت و سرداری و مہی

تسخیر کا عمل ہے ادب مجھ سے پوچھئے
آفاق گیری کا ہے سبب مجھ سے پوچھئے

درویش کے لئے ہے ذریعہ معاش کا — جس جا گیا وہ آؤ بھگت سے لیا گیا
دیتے ہی بن پڑی اوسے جس سے طلب کیا — اڑ جانے پر بخشنے پہ کبھو کوئی دینے کا

حاجت روا ہوی جو ادب سے رہے سدا
ورنہ یہی ہوا کہ چٹائے گئے پرے

سب سے ضرور ہے یہ ملازم کیواسطے — حکام افسروں کا ہمیشہ ادب کرے
آفت مین مبتلا ہے یا سختیان سہے — لیکن کبھی خلاف ادب کے نہ کچھ کہے

رفع غضب کیواسطے اکسیر ہے ادب
سچ پوچھئے تو باعث توقیر ہے ادب

اور خاصکر شریف کی پہچان ہے یہی — سفلہ کو تو ادب سے نہ دیکھو گے کبھی
ہر دلعزیز ہوگا ادب سے ہر آدمی — لازم ہے ہر بشر کو کرے اسکی پیروی

ادنی کو اعلی درجہ پہ پہونچاتا ہے ادب
رتبہ جہان مین بام ترقی کا ہے ادب

انسان کو روکتا ہے برے کام سے ادب — محفوظ رکھتا ہے طمع خاص سے ادب
مشہور ہے جہان مین بڑی نام ادب — رکھتا ہے دلکو چین سے آرام سے ادب

جسدم ادب سے گردن تسلیم جھک گئی
دشمن نے تیغ کین بھی چلائی تو رک گئی

جس قوم مین ادب ہو ترقی کریگی وہ — پائے مراد بام فلک پر دہریگی وہ
جام مراد مین مئے عشرت بھریگی وہ — عالم مین اپنے نام کو روشن کریگی وہ

وہ قوم ہو نظیر ہر اقوام کے لئے

کیا کچھ نہ لوگ کرتے ہین اک نام کے لئے

دشمن کے دل کو نرم کرے یہ وہ چیز ہے — وہ چیز ہے کہ سب کو جہان مین عزیز ہے
سب کو عزیز وہ جسے کچھ بھی تمیز ہے — سچ ہے ذلیل و خوار ہے جو بے تمیز ہے

علم ادب بھی قابل تعریف علم ہے
انسان مین ادب سے حیا اور حلم ہے

عالم مین جس کسی کا وفا یہ شعار ہے — اوس پر تو خاص رحمت پروردگار ہے
سب زندگی کو جانتے ہین مستعار ہے — لیکن مدام اس سے بشر نامدار ہے

انسانیت سے دور ہے جو بے شعور ہے
انسان کو تمیز سے رہنا ضرور ہے

ہمارا لباس

حیف اے ہندوستان کیا ہوگئی حالت تری — تیرے باشندونکی سر پر آب ہے وہ پگڑی بندی
جسکے ہر اک پیچ مین غفلت ہی غفلت ہے بھری — طرۂ طرار مین بیٹھی ہے چھپکر البھی

آپکا شملہ نہین یہ ہے حماقت کا نشان
اس مین پوشیدہ جہالت ہے سراسر بیگمان

کوٹ وہ پہنا ہے جو دنیا کے پیونکا ہے گھر — جسکے بخیو مین زنا کاری ہے پنہان سرسر
دیکھئے کالر لگا ہے کس طرح کا کوٹ پر — خود پسندی خودسری جسمین بھری ہے کوٹ کر

ہر دو جانب جھوٹ کا کیسہ لگا ہے دیکھئے
زر کے بدلے بغض و کینہ سے بھرا ہے دیکھئے

عیش و عشرت کا ہی یا جامہ عجب پہنا ہوا　　طرفہ تر نارا ہے اوسمین مکر کا ڈالا ہوا
یا بچھونا ہی فریب ہر کیا لپٹا ہوا　　زہد اور تقوی ہی نیچے بوٹ کے روندا ہوا

یہ لباس اچھا نہین ہی ترک کرو یکقلم
مین جو بتلاتا ہون انکو پہننے کا ایک دم

غور سے سنئے ذرا دستار ایسی باندہیئے　　جسمین ہر دم ہر گھڑی ہوش و خرد انش رہے
بیچ پر ہون بیچ اوسپر عقل اور ادراک کے　　جوش ہمدردی ملک و قوم کا طرہ بنے

علم دانائی ہی شملے سے عیان ہوا سقدر
جسکے ہر اک تار مین آئے فضیلت ہی نظر

لازمی ہے کوٹ وہ پہنین سبھی پیر و جوان　　جسمین ہون ہر دو جہانکی خوبیان و نیکیان
ہر طرف ہر ایک بخیے سے ہو سچائی عیان　　پاکبازی کا ہے گرون مین کالر بیگمان

اتفاق باہمی سے دونون پاکٹ ہون بھرے
زر کے بدلے پاکٹون مین اُلفت انسانی رہے

آپ پاجامہ پہنین جو رہے لیل و نہار　　متقی و پارسا و زاہد و پرہیزگار
پائچے ایسے ہون جن سے ہر گھڑی ہو آشکار　　نیکنامی و صداقت بردباری بے شمار

قول اور اقرار کا پابند ہو ایزار بند
جو زمانے مین بناوے آدمی کو ہوشمند

بوٹ وہ پہنو نہ چھوڑے جی رہے ثابت قدم　　نیکیون کی راہ مین چلتا رہے جو دمبدم
نا امیدی کو کچل ڈالے یقین سے یک قلم　　ہون نہ سد راہ بھی ہرگز غم و رنج و الم

ہو اگر سب کا ہی ایسا اے وفا سارا لباس
پھر نہین ممکن کہ دیکھین حسرت و اندوہ و یاس

مسلمانون کے حسب حال

تھے مسلمان بھی کبھی صاحب جاہ و حشمت
ان کے سر پر تھا کبھی سایۂ ابر رحمت

انکو حاصل تھے کبھی عیش کے سامان سارے
جیسے انگریزونکی ہے آج جہانمین عزت

کرلیا زیر نگین ایک طرف جیحون تک
ہند مین آئے تو سیلون سے پہونچے تبت

علم جتنے تھے زمانے کے انمین حاصل تھے
منطق و فلسفہ و طب و نجوم و ہیئت

جسطرح ہند سے مین تھے نہ کسی سے ہٹتے
تھی اسیطرح ریاضی مین بھی انکی شہرت

عار تھا انکو مشقت سے نہ محنت سے گریز
عار کرنے مین سمجھتے تھے وہ نقص ہمت

چھوڑ دیتے تھے وطن اپنا تجارت کیلئے
جبکہ تھی ایک سفر اور سفر کی صورت

ہوگئین گرچہ ہر اک فن مین کلین اب ایجاد
پہر بھی کچھ بڑہ کے صفائی مین تھی انکی صنعت

سیم و زر خاک سے بہتر تھا نظر مین ان کی
علم و حکمت مین سمجھتے تھے وہ اپنی دولت

یہ ہمارے ہی بزرگون کا نشان ہے سارا
اور ظاہر ہے جو ہے آج ہماری حالت

انکی تھی عزت و شان عہد مین اپنے جتنی
آج کچھ اس سے زیادہ ہے ہماری ذلت

ایک دیندار کہ ہے قوم کا سچا غمخوار
خود تو بوڑہا ہے مگر اسکی جوان ہے ہمت

دیکھکر قوم کا یہ حال اوسے فکر ہوی
دور ہوجائے کسیطرح سے ان کی غفلت

کچھ تواریخ سلف اپنے سنائین ہمکو
اور دکھلایا وہ اجڑا ہوا قصر رفعت

پہر سنائے ہمین کچھ کارنمایان اون کے
جس سے معلوم ہوی انکی سے عالی ہمت

اس غرض سے تھی فقط اسکی سیاری کوشش
سنکے آجائے مگر ہم کو حیا و غیرت

جوش آجائے مگر سنکے پرانا قصہ
اہل اسلام دکھائین وہی اگلی ہمت

یان پڑا اس کا اثر ہم پہ خلاف امید
بڑہگیا اور بھی کچھ اپنا غرور و نخوت

ناز کرتے ہین کہ تھے ایسے ہمارے اسلاف
سمجھے بیٹھے ہین اسی بات مین اپنی عزت

فخر کرتے ہین کمالات پہ اپنے افسوس
بے کمالی پہ مگر اپنے نہین کچھ خجلت

فخر اپنا ہے کمالات پہ ان کے بے جا
جب تلک آپ نہ حاصل کرین ویسی عظمت

کب یہ زیبا ہے کہ بیمار کرے یہ دعوی
زور تنا مجھ مین بہت اور بہت تھی طاقت

اور جو بیمار سمجھ لے اسے دعوی کا علاج
ایسے بیمار کو ظاہر ہے نہ ہوگی صحت

ہے یہی حال بلاشبہہ مسلمانون کا
علم باقی ہے کچھ ان مین نہ ہنر ہی دولت

یاد کرتے ہین بزرگون کا زمانہ دن رات
اور سمجھتے ہین بدل جائیگی اپنی حالت

ایسی باتون سے نہین قوم سنبھلتی ہرگز
سیر ہوتا ہی کوئی خواب مین کہا کر نعمت

قوم کی گر نہین منظور تباہی تم کو
چست ہو جاؤ ذرا اور دکھاؤ ہمت

باہمی بغض و عداوت سے کنارہ کر لو
ایک جان ہوکے کرو قوم کی ساری خدمت

ایک تعلیم کے پیچھے ہی نہ پڑ جاؤ سب
کچھ تجارت بھی کرو سیکھ لو صنعت حرفت

اپنی امداد کرو آپ خدا را یارو
اسمین کافی ہی تمہین ایک خدا کی شرکت

یہ مثل بھی تو سنی ہوگی یقین ہے تمنے
ہے خدا ان کی مدد پر جو کرین خود ہمت

اب وفا کی یہی فریاد ہے تجھسے اے خدا
گر چکی دام بلا مین ہی تری سب خلقت

وقت امداد ہے اے خلق کے والی حاکم
بن چکی خوب ہی گت ہو چکی اچھی درگت

پھر وہی ان مین تجارت ہو وہی علم و ہنر
پھر وہی قوم کی ہو شان وہی ہو شوکت

رباعیات وفا

یارون پہ جو تم جان فدا کرتے ہو
سن رکھو وفا ہمسے خطا کرتے ہو

کرتا ہے زمانے مین کسان کوئی وفا | تم ہو کہ زمانے سے وفا کرتے ہو

ایضاً

پایا نہ کسی کو بھی دغا سے خالی | دنیا ہوی ارباب صفا سے خالی
کیا کیجئے سیر چمن دہر وفا سے | ہر پھول ہے یان بوئے وفا سے خالی

ایضاً

کرکے دیکھے جو کبھی ہم پہ بھروسا کوئی | نہ کہے پھر کہ کسیکا نہین ہوتا کوئی
ہمنے کی جس سے وفا اوس نے وفا کو چھوڑا | ہم ہوے سب کے ہوا پر نہ ہمارا کوئی

نظم

اوقات عزیز اپنے گنوانا نہین اچھا | دولت یہ وہ ہے جس کا لٹانا نہین اچھا
تعلیم کی جانب سے رہین بیخبری خوب | پڑھنے مین مری جان بہانا نہین اچھا
پابندئ اوقات ہو لازم تمہین لڑکو | جیبی گھڑی بیکار لگانا نہین اچھا
گر صاحب علم ہوگے تو عزت بھی ملیگی | بے علمون کے حق مین آنا نہین اچھا

انتخاب اشعار وفا

کرکسی عیب کو دیکھو تو دھوڈالو خموشی سے | سبق فکڑے سے پڑھ لو صورت آب مقطر مین

ہزاروں ہی عجوبہ ہین نمایش گاہ نیچر مین — عناصر مین زمین مین آسمانمین بحر مین بر مین

مدفون ہین اس زمین مین ہزاروں ہی تاجدار — بچھتا ہے تخت شاہ سر بادشاہ پر

پیش آتے ہین کرم سے بدونکی بھی ساتھہ نیک — رزق زنبور عسل ہے ریزۂ خوان بہار

باغ جہانکو یاد کرین گے عدم مین کیا — کنج قفس سے تنگ رہے آشیان مین ہم

وقت بد مین کون ہوتا ہے مصیبت کا شریک — ہجر کی شب کے اندھیرے مین مہ کامل کہان

جوندے ایذا کوئی ایذا نہین دیتا اوسے — سایۂ دیوار کو اندیشۂ عامل کہان

عذاب گور ہے دنیا کے رنج سے بدتر — سوا خدا کے کرم کے کہین پناہ نہین

بلند و پست سبکدوش کو برابر ہے — نسیم بے سر و پا کا کہان مقام نہین

رفیق حال بُرے وقت مین نہین کوئی — شریک جنگ مین شمشیر کا نیام نہین

بار حسرت سے چراتی ہے اجل بھی کاندھا — تیرے درماندہ کا کوئی بھی مددگار نہین

مسافر کو عدم کے رد کنے والا نہین کوئی — نکھینچا خار نے دامن کبھی دنیا سے راہی کا

خواب زندگی

کل رات عجب خواب دیا مجکو دکھائی
حیرت مین ہون وہ خواب تھا یا شان خدائی

چشم دل حیران مین وہ عالم ہے ابھی تک
پھرتی ہے نگاہون مین وہ نقشون کی صفائی

ہر چند کہ سوچا دل نادان نے بہت سا
یہ بات تھی باریک سمجھ مین نہین آئی

ہے ہدیۂ احباب مرا خواب شبینہ
تعبیر مین درکار ہے دانش کی رسائی

کیا دیکھتا ہون باغ ہے اک دلکش و مرغوب
انہار روان اور عمارات خوش اسلوب

نعمت ہے ہر اک قسم کی موجود مہیا
وان کوئی بھی شئے ہے نہ کسی شخص کو مطلوب

ہر روز ہے عید اور ہر اک شب ہے شب قدر
آرام سے ایام گذرتے ہین بہت خوب

یاد آتا ہے وہ عالم تسکین و سکون جب
مایوسی و حسرت مری آنکھون مین ہے جھائی

اس عالم راحت مین گذرتی ہے کہ اک پیر
آتا ہے مرے پاس نہ ہے خوبی تقدیر

بشرے سے برستی ہے بڑی شان جلالی
چہرے سے عیان نور جمالی کی ہے تنویر

ہے تیر قضا اس کی نگاہ غضب آلود
اور آنکھ ہے بس صورت اجلال کی تصویر

وہ آکے مرے پاس یہ کہتا ہے کہ اے شخص
تو یان سے نکل تیری تھی اتنی ہی کمانی

دل پر ہوئی اک وحشت جان کاہی طاری
یہ سن کے کہ میعاد ہوئی ختم ہماری

پھر مین نے کیا عرض بصد عجز و سماجت
حضرت کو جزا رحم کی دے حضرت باری

کرنی نہ تھی جو مین نے وہ کی منت بے سود
کرنی نہ تھی جو مین نے وہ کی گریہ زاری

ہنستا رہا سن سن کے وہ اور اُسکے عوض مین — بیہوش ہوا مین وہ دوا مجکو سنگھائی

ہوش آیا تو دیکھا کہ ہے اک کلبۂ احزان — اسکے در و دیوار سے ہے یاس ہنایان
یہ یاس فقط میری ہی نظر و مین مگر ہے — شادی سی ہے کچھ گھر مین ہر اک شخص ہے شاداں
باہر ہین مبارک و سلامت کی صدائین — کچھ بیبیان اندر ہے بدل شادہین خندان
اس گھر مین ہر اک شاد ہے گریان ہون فقط مین — سنتا نہین پر کوئی مری ہائے دوہائی

بیکس ہون مین اور ساتھ ہی بے بس ہون نہایت — کروٹ بھی بدلنے کی نہین جسم مین طاقت
رو دیتا ہون از بس مرا چلتا نہین کچھ بس — جب بھوک کی اور پیاس کی ہوتی ہے شکایت
ہے باعث تکلیف ہر اک شئے کا مجھے مس — پرکھ نہین سکتا دل بیتاب کی حالت
حالات جتانے کا ہے آلہ مرا رونا — سونے سے اگر مین نے ہے فرصت کبھی پائی

ابعاد ثلاثہ کے نہین علم سے بہرہ — آنکھون مین مری محض تضاد یر ہین اشیا
حرکات ہین اعضا کے بہت غیر معین — پڑتا ہے کہین ہاتھ کہین قصد ہے اپنا
ہے بُعد بعیدی بھی قریبی مرے نزدیک — مین چاند کے لینے کو زمین سے ہون لپکتا
کھینچے لئے پھرتے ہین مجھے گود مین بچے — کہتے ہین انہین سب یہ بہن ہے یہ ہے بھائی

چندے رہا اسطرح مین گودون کا کھلونا — یا بستر راحت تھا پنگورے کا بچھونا
دانتونکی اور آنکھونکی تکالیف تھین اکثر — خسرے کا کبھی تھا کبھی چیچک کا تھا رونا
چوٹین بھی لگا کرتی تھین چلنے مین بہت سی — تھا کار اہم صبح کو مُنہ ہاتھ کا دھونا
کھانے کی شب و روز پڑی رہتی تھی مجکو — اور کھانے مین مطلوب تھی مرغوب مٹھائی

معصوم تہا اس عالم طفلی مین مرا دل
جس بات پہ مین جاتہا ہو جاتا تہا مائل

رل جاتا تہا اچہا سا کہلونا جو کسی روز
ہوتی تہی خوشی وہ کہ نہ ہو شاہ کو حاصل

سنتے تہے بہت جاؤ سی باتین مری ماں باپ
گو بات کا کرنا تہا مرے واسطے مشکل

شک کا دل صافی مین کہین زنگ نہین تہا
جو بات کسی نے کہی باور مجہے آئی

اس ناز و نعم مین ہوے جب ختم کئی سال
مین مدرسے جانے لگا تہا گرچہ بُرا حال

لڑکا تہا جماعت کا ہر اک بچہ شیطان
اوستاد کا تہا جور مری جان کا جنجال

حیران بہت تہا کہ کہان آن پہنسا مین
بہاگا بہی کئی بار پہ بے سود تہی یہ چال

پڑہتا رہا مین گرچہ نہ لگتا تہا مرا دل
اسجد تہی مجہے روز پہاڑون کی چڑہائی

آخر کو یہ منزل بہی ہوی طے بصد آزار
استاد جماعت مین سمجہنے لگا ہوشیار

تہا شوق مجہے اورون سے بڑہ چڑہکے ہونمین
اس واسطے محنت سے تہا ہر وقت سروکار

کرتا ہوا اس طرح بتدریج ترقی
مین علم کے زینے پہ چڑہا کام تہا دشوار

انعام کے ملنے کی خوشی مجہکو بہت تہی
جب ممتحن آتا تہا سُننے تا کہ پڑہائی

اسطرح جو اعلیٰ تہی جماعت وہان پہونچا
انعام کبہی اور وظایف کبہی لیتا

دی علم کی تحصیل نے دلکو مری وسعت
ورزش نے کئے چست تو انا مری اعضا

پیدا کئے کچہ یار بنائے کئی دشمن
تعلیم جماعت کا زبس خاصہ یون تہا

اس روز مجہے شاہی اقلیم ملی تہی
جس روز کہ مین نے سند داخلہ پائی

شادی کے لئے میرے اب آنے لگے پیغام — شادی ہوی پر تھا مے عشرت سے مرا جام
بچپن تھا زبیں کھیل تھا یہ بھی مرے نزدیک — وہ چہل وہ جلسے وہ خوش آئیندہ ہر اک کام
وہ پہلے بزرگونکی رسومات کا برتاؤ — وہ طرفہ تقاریب کہ آغاز نہ انجام
پھرتے ہین نگاہو مین وہ نقشے مرے اب تک — اور ان مین ہے اب تک وہی رنگ اور صفائی

شادی ہوئی میرے لئے مانع تعلیم — کالج کے مدارج مین رہی عزت و تکریم
وسعت مین بڑہا اور مرا دائرہ علم — برجستہ تھی تقریر تو شگفتہ تھی ترقیم
جولانیون پر رہتی تھی طبع سخن آرا — کرتا تھا مین اکثر گہر نظم بھی تنظیم
ڈگری تھی نظر مین سند حسن لیاقت — پھولا نہ سمایا مجھے جب ہاتھ وہ آئی

کالج سے نکلنا تھا اور اک عہدہ کا پانا — تنخواہ بھی معقول اور اچھا تھا ٹھکانا
تھا علم پہ غرہ سا مجھے اور طبع پہ اپنی — صحت پہ بھروسا تھا کہ تھا جسم توانا
آرام سے ایام گذرتے تھے بہت خوب — معلوم نہ ہوتا تھا کہ پلٹے گا زمانا
دیوانی ہے کہتے ہین جوانی سو بجا ہے — جنت کی تھی ہر سمت مجھے جلوہ نمائی

اس طرح گذرتی تھی کہ حق نے دیا فرزند — پہلے سے بھی اب میری خوشی ہوگئی دوچند
تقریب مبارک تھی وہ جلسے کئے مین نے — تعریف مین احباب کے لب ہونے لگے بند
اولاد ہوئی اور تو تازہ تھی خوشی اور — تھا فضل الٰہی سے مکرر مجھے ہر قند
بشگفتہ رہا کرتا تھا بس غنچۂ خاطر — جو دل مین تھی امید سمجھتا تھا برائی

دھکا کوئی دنیا کا ابھی تک نہ لگا تھا — جو کہولدے آنکھونکو وہ جلوہ نہ ہوا تھا

ناگاہ پدر کو مرے امراض نے گھیرا
امراض نہ کہئے کہ وہ پیغام قضا تھا

جب نزع کی حالت تھی اور احوال پریشان
مین پاس کھڑا حالت غم دیکھ رہا تھا

دنیا ہی نگاہون مین مری تیرہ و تاریک
یہ موت ہے کیا گھر مین مرے کسلئے آئی

پہونچا تو سہی نعش کو شمشان مین ہمنے
گھر کر لیا لیکن دل بیتاب مین غم نے

ہر چند کہ سمجھایا محبون نے بہت سا
آنکھون مین مگر اشک رواں پائے نہ تھمنے

رہتا تھا زبس آٹھہ پہر ایک تصور
دیوانہ بنایا تھا مجھے رنج و الم نے

تسکین جو ہوتی بھی تو کسطرح سے ہوتی
پہلی ہی تھی یہ چوٹ دل زار نے کھائی

میرے دل مضطر کا مہینون رہا یہ حال
پھیلایا تھا دنیا نے مگر جا بطرف جال

جو کام تھے والد کے وہ کرنے پڑے مجھکو
یہ کام مری جان کو تھے اور بھی جنجال

محسوس ہوے پہلے تو اک بار گران وہ
عادت سی مگر ہو گئی گذری جو مہ و سال

کرنے لگا ہر کام ہوا غم جو غلط سا
چلنے لگا ہر چال جو دنیا نے چلائی

بچون کی خبرداری و بیماری و صحت
نگرانی تعلیم و نگرانی صحبت

تہوار۔ تقاریب پہ برتاؤ چلن کا
تا گرچہ یہ برتاؤ مجھے سخت مصیبت

دن بھر تو وہ دفتر مین گذرنا بصد آزار
اور شام کو گھر آکے وہی فکر معیشت

دنیا کے وہ دھندے تھے کہ توبہ ہی بھلی ہے
رستہ نہین دیتا تھا نکلنے کو دکھائی

جتنی کہ بڑھی عمر بڑھے ساتھہ ہی افکار
افکار بھی ایسے کہ مین رہتا تھا دل افگار

اولاد کی شادی مین ہوا صرف اثاثہ
آخر کو ہوا قرض کے پنجے مین گرفتار

تعلیم سے فارغ ہوے لڑکے تو مجھے فکر
رہنے لگی ہر وقت کہ یہ بیٹے ہین بیکار

خلجان مین رہتی تھی غرض جان شب و روز
ہر روز تھی مشکل کی نئی عقدہ کشائی

گو کام کسی کا نہ رُکا ہے نہ رُکے گا
ہے وقت پہ موقوف ہر اک کام کا ہونا

انسان نے پائی ہے طبیعت مگر ایسی
صبر اسکو کسی حال مین دم بھر نہین آتا

پاتا تھا مرادون سے ہر اک کام مرا انجام
پر فکر سے خالی دل ناشاد نہین تھا

ہو جاتا تھا اک کام تو تھا دوسرے کا فکر
اوہام کی تھی آٹھ پہر جلوہ نمائی

یون کاوش و کاہش کا تھا گھر تیرے گھر مین
باہر تھا کچھ اُس سے بھی سوا حال زبون تر

محکوم مجھے دیکھتے تھے جسم حسد سے
حاکم کے بدل جاتے تھے ہر بات پہ تیور

اندیشے مین قریبی جو تھے کھینچتے تھے بہت دور
امید نہ تھی جن سے وہ غمخوار گئے اکثر

ہمچشمونکی آنکھون کو بدلتے ہوے دیکھا
جب وقت پڑا کوئی بھتیجا تھا نہ بھائی

اک بات عجیب اور مری آنکھ نے دیکھی
گر پوچھئے انسان کی وہ خود غرضی تھی

دیکھا جسے پایا اُسے مطلب ہی کا بندہ
جو بات سنی حرف غلط سے نہ تھی خالی

ہے حضرت انسان کا خمیر آپ خودی سے
گر ہو نہ خودی اسمین تو کیا بات ہو اسکی

وہ شخص فرشتہ ہے نہ کہئے اُسے انسان
دلمین نہ اُٹھے جسکے خیال من و مائی

دنیا مین خودی نے ہے ارس رنگ جمایا
اک ایک سے بڑھکر نظر آتا ہے سوایا

دمسازون کی باتون مین بہت آیا ہون مین بھی
دھوکا ہے کئی بار بڑا اسمین نے بھی کھایا

ان باتون سے خفت بھی اُٹھانی پڑی اکثر
ان چالون سے نقصان بھی بہت مین نے اُٹھایا

ہان کہاتا تہا جسوقت کوئی چوٹ بڑی سی
لگتا تہا دل زار پہ اک تیر ہوائی

دنیا ہے دنی اسکی ہے ہر بات کمینی
چہوڑو بہی اسے اور کرو گوشہ نشینی
آلام ہین افکار ہین آزار ہین اس جا
دنیا مین بہت رہ چکے اب رہ دینی
آتے تو رہے ایسے خیالات و لیکن
دنیا تہی وہی اور وہی بہیدہ بینی
گنتے سے کسی کے کبہی جہوٹی نہین دنیا
جبتک ہوا ے فکر رسا تیری رسائی

اس تجربہ کاری نے دکہایا اثر اپنا
اک ایک سفید آہ ہوا موے سر اپنا
اندان گئے آنکہین گئین اور گوش ہوے کر
ہوتا تہا بس اور دونکے سہارے گذر اپنا
یون صاف جواب آگئے دا ہکو توی نے
گویا کہ نہ یہ جسم کبہی تہا مگر اپنا
پنشن مجہے سرکار نے دی ایک وہ پنشن
مین ایسا تہا بدبخت بہت مین نے نہ کہائی

بیکاری اعضا سے ہوے سخت کچہ آزار
ایسے کہ مداوا تہا بہت مشکل و دشوار
معلوم تہا سب کو مرض الموت ہے مجکو
تہا اسلئے بس محض دکہاوے ہی کا تیمار
ہر شخص کو یہ روز سیہ آئے گا درپیش
ہان بوالہوس اس دن سے خبردار خبردار
تہا قابل عبرت وہ مراحال پریشان
انگشت بدندان تہے پسر خواہر و بہائی

دوزخ سے بہی بدتر تہا مجے نزع کا بستر
رہتی تہی بس اک یاس سی چہائی ہوئی گہر
کام آئے جو اسوقت نہ وہ کام کیا تہا
بیہودگیون مین تہی کٹی عمر سراسر
تیرے لئے اے موت مین تیار نہین تہا
پر سامنا تجہ سے ہی تہا اے وائے مقدر
جسوقت دم بازپسین کہینچ رہا تہا
کرتے تہے مرے حال پہ سب نوحہ سرائی

اے بے خبر و موت نہین حالت غفلت
مر کر نظر آئی مجھے کچھ طرفہ حقیقت

آنکھون مین خلاصہ تہا حیات گذران کا
اسوقت ہوا کرتی ہے انسان کو عبرت

وہ نیک و بد افعال وہ اچھے برے اعمال
وہ خوف وہ ریخ اور وہ خوشیا وہ ندامت

نظارہ کچھ ایسا تہا مہیب اور خطرناک
مین خواب سے چونکا کہ بلا کیا نظر آئی

نیند اڑ گئی میری کہ یہ کیا سرنہان ہے
یہ زندگی کس شخص کی تھی اور کہان ہے

میری بھی گذرتی ہے اسی طرح شب و روز
کچھ فرق نہین خواب سے یہ صاف عیان ہے

دنیا مین رہا ایک کبھی مین نے نہ سوچا
کس شے مین مرا سود ہے کس شے مین زیان ہے

کہو لیگی تری آنکھ بھی جب موت تو ای قہر
پچتائیگا کیا عمر ہے بے سود گنوائی

خواب مین ایک عدالت

دیکھا ہے یہ مین نے رات کو خواب
اک جا ہین بہت سے جمع احباب

ایسا جم غفیر ہے وہ
اک عرصۂ دار و گیر ہے وہ

کہتا ہے ہر ایک اپنی اپنی
کوئی سنتا نہین کسیکی

سوچا مین نے کہ بات کیا ہے
مجمع کیسا یہ ہو رہا ہے

بیوجہ نہین یہ گڑبڑی ہے
شاید کوئی بحث آپڑی ہے

یہ سوچ کے مین بھی جلد پہنچا
دیکھون پیش آیا ماجرا کیا

جا کر جو ہوا مین اونمین داخل
دیکھا تو سب اہل فن ہین کامل

مجمع اہل سخن کا ہے وہ
جلسہ ارباب فن کا ہے وہ

فرداً فرداً ہر اک کو دیکھا — نکلین سب صدر تین شناسا
جتنے مشہور اہل فن ہین — وہ سارے شریک انجمن ہین
ہین بزم مین صدر انجمن **میر** — ہے سب مین زیادہ اونکی توقیر
دائین جانب ہین اونکے **سودا** — بایان پہلو ہے **مصحفی** کا
حاتم بیٹھے ہین پاس ہی وہ — اور اونکے قریب ہے **ولی** وہ
وہ منہ جو چڑا کے ہین ہنساتے — وہ ہونگے **انشاء اللہ خان**
تلوار لئے کھڑے ہین **آتش** — سب سے قد مین بڑے ہین **آتش**
ناسخ وہ قریب ہی ہین اونکے — ہین سب مین جسیم اور موٹے
غالب بیٹھے ہین ننگے سر وہ — **مومن** کے ہین ہاتھہ مونچھہ پر وہ
وہ دیکھئے **ذوق** مسکرائے — بیٹھے ہین **قلق** وہ سر جھکائے
وہ رند و وزیر بھی ہین بیٹھے — **آباد** و **نظیر** بھی ہین بیٹھے
وہ دیکھو **اسیر** نکتہ دان ہین — وہ دیکھو **امیر** خوش بیان ہین
چرکین ہین کھڑے ہوے ادب سے — **مہتر** کے ہین پاس دور سب سے
غمزے سے کھڑی ہین **جان** صاحب — یہ بھی ہین خدا کی شان صاحب

پیچھے کو جو دیکھتا ہون مڑکر — اس سمت بھی ہین بہت سخنور
کچھ لوگ تو صورت آشنا ہین — باقی جو ہین وہ بے پتا ہین
حالی بیٹھے ہین صدر بنکر — کالی ٹوپی ہے اونکے سر پر
وہ باندھے ہین جو کہ سبز پگڑی — **آزاد** اُردو کے ہین مُربّی
سید اکبر حسن وہ آئے — **ارشد** وہ دیکھو مُسکرائے
جاکٹ پتلون کوٹ پہنے — یان اور بھی ہین بہت سے بیٹھے

لیکن پہچانتا نہین مین	ان لوگون کو جانتا نہین مین
پھر مین نے اُدہر جو مڑکے دیکھا	طرفہ نظر آیا اک تماشا
پریان بیٹھی ہین دو بصد ساز	مصروف ادا و غمزہ و ناز
ہر ایک کا حسن مایۂ ناز	ہر ایک کا ہے جدا جدا ساز
اِن دونون مین ایک جو بڑی ہے	پوشاک سب اوسکی ریشمی ہے
اوس پر بالکل لدا ہے زیور	بالی کانون مین سر پہ جھومر
گردن مین پڑی ہے اک حمائل	بیٹھی ہے وہ میر کے مقابل
دلکش ہے جمال اوس پری کا	گویا ہے وہ سحر سامری کا
ہر عضو مناسب اور دلچسپ	ہے اوسکا ہر ایک طور دلچسپ
آنکھین ہین کہ حور ہین وہ دونون	تصویر سرور ہین وہ دونون
پیوستہ ہین دونون اوسکے ابرو	کالے کالے سیاہ گیسو
دلچسپ ہے گفتگو کا انداز	ہر ایک فقرہ ہے اوسکا اعجاز
سانچے مین ڈھلا ہوا ہر اک لفظ	کانٹے مین تلا ہوا ہر اک لفظ
وہ اور جو دوسری پری ہے	اوسمین بھی عجیب دلبری ہے
سادہ پوشاک اوسکی ساری	بوٹا ہے نہ گل نہ مینا کاری
ململ کی سفید ایک چادر	ڈالے ہوئے ہے وہ اپنے سر پر
زیور سے ہر ایک عضو خالی	کانون مین نہ بجلیان نہ بالی
گو ہے وہ حسین و خوبصورت	چہرے پہ مگر نہین ملاحت
گورے گورے ہین گال اوسکے	بھورے بھورے ہین بال اوسکے

آنکھونکی یہی ساخت ہے نرالی
بھوری ہی ہین پتلیان نکالی

پہلے جب مین نے اوسکو دیکھا
دل مین یہ مرے خیال گذرا

یورپ سے ہے یہ ضرور آئی
صورت نہین اسکی ایشیائی

یہ حسن نہین ہے ایشیا کا
بگڑا ہوا میم کا ہے خاکا

حالی کے قریب تھی یہ بیٹھی
جنٹلمینون کو دیکھتی تھی

مین نے اک شخص سے یہ پوچھا
کسواسطے یہ ہوا ہے جلسا

پریان یہ کسلئے ہین آئی
ہے کون سی بات پر لڑائی

کسواسطے یہ ٹھنی ہے رن کی
دو صف ہوئی کیون اس انجمن کی

اوس نے کہا یہ جو دو پری ہین
اردو کی یہ دونون شاعری ہین

آراستہ وہ جو اک پری ہے
اردو کی قدیم شاعری ہے

یہ میر یہ مصحفی یہ سودا
ناسخ آتش اسیر انشا

جتنے ہین غرض کہ یہ سخنور
آئے ہین اُسی کی اب مدد پر

کہتے ہین یہ جان ہے سخن کی
ہے روح یہ شاعری کے فن کی

وہ دوسری جو پری ہے بیٹھی
صورت ہے جدید شاعری کی

موجودہ سخنوران عالی
ارشد، اکبر، نظیر، حالی

کہتے ہین یہ شاعری ہے اچھی
اُس سے یہ سخنوری ہے اچھی

انداز نئے تمام اس کے
شیدا ہین تو خاص و عام اسکے

جتنے ہین یہ نوجوان ہمارے
مفتون ہین اسی پری پہ سارے

عرصے سے چھڑی ہے درمیان مین
یہ بحث پڑی ہے درمیان مین

ہوتا نہین فیصلہ کچھ اِس کا
دعویٰ کس کا ہے اِن مین سچا

دونون مین ہے ٹھیک بات کسکی	اب کونسی شاعری ہے اچھی
مین نے یہ کہا کہ بات کیا ہے	آسان اس کا تو فیصلہ ہے
اپنا دعوی ہر اک سنائے	جو جو ہون ثبوت اونکو لائے
دونون کے بیان جب سنونگا	قطعی مین فیصلہ کرونگا
آراستہ وہ جو اک پری تھی	یعنے جو قدیم شاعری تھی
یہ سنکے کھڑی ہوی ادب سے	بولی وہ خطاب کرکے سب سے
سنیے صاحب بیان میرا	ہے آج ہی امتحان میرا
جو اہل سخن ہین خوب ماہر	اون پر حالت ہے میری ظاہر
دہلی ہے میرا مسکن خاص	رکھتی ہون مین لکھنؤ سے اخلاص
ارباب سخن کا نور ہون مین	اون کے دل کا سرور ہون مین
دہلی کے چمن کی ہون مین بلبل	ہے مست مری صدا سے ہر گل
زندہ کن نام لکھنؤ ہون	مین اہل سخن کی آبرو ہون
کچھ ایسی ویسی تو مین نہین ہون	شاہان اودہ کی ہمنشین ہون
جتنے ہین یہ بزرگ صورت	رکھتے ہین مجھ سے خاص الفت
ہے میر مری ادا پہ شیدا	سودا کے ہے سر مین میرا سودا
غالب کو ہے شوق میرا غالب	رہتا ہے وہ جان و دل سے طالب
اعجاز جو میرا دیکھنے پایا	مومن ایمان مجھ پہ لایا
ہے آبرو مجھ سے آبرو کی	عین آرزو ہون مین آرزو کی

گویا کی مین نفس ناطقہ ہون
ساتک کے لئے مین رہنما ہون

جتنے ہین غرض سخن کے استاد
رہتا ہے ہر ایک مجھ سے دلشاد

لکھون جو مین نام اونکے یکسر
بھر جائینگے بیسیون دفتر

آراستہ مجکو کرتے ہین یہ
میری صورت پہ مرتے ہین یہ

بیحد چاہت ہے انکو میری
مین عین خوشی ہون اُنکی دلکی

ایسا تر و تازہ ہے مرا باغ
رضوان کے بھی دلمین جس سے ہے داغ

کلیان سب دل لبھانے والی
ہر پھول کی ہے ادا نرالی

ہر پھول کا ہے جدا جدا رنگ
ملتا نہین اک سے ایک کا رنگ

شادی کا جو ہو کہین پہ جلسا
لیجاتی ہون مین بنا کے سہرا

گر پھول کسی غریب کا ہے
مرثیہ وہان پہ ہو رہا ہے

دیتی ہون کسی کو تہنیت مین
کرتی ہون کسی کی تعزیت مین

موزون ہے ہر ایک میرا شیوہ
ملحوظ لحاظ ہر کسی کا

ہر انجمنون مین ہو نہین داخل
ہر بزم مین مجکو بار حاصل

سودا نے لکھا ہے جو قصیدہ
ایسا اب کیا کوئی لکھے گا

لکھی جو یہ میر نے غزل ہے
سبحان اللہ بے بدل ہے

لکھی ہے حسن نے مثنوی خوب
سارے عالم کو ہے وہ مرغوب

گلزار نسیم بھی ہے دیکھی
اوس سے کہلتی ہی شان میری

ہون بزم مشاعرہ کی بنیاد
ہر اہل سخن سے پاتی ہون داد

پرواز مری بلند تر ہے — جب دیکھئے آسمان پر ہے
بڑھتی ہون کبھی کبھی یہانتک — جاتی ہون مکان سے لامکان تک
کرتی ہون بیان مین عرش کے راز — ہون طائر قدس کی ہم آواز
ہے حسن کا امتیاز مجھ سے — ہے عشق کا سوز و ساز مجھ سے
جتنے اسرار ہے نہانی — سُن لیجئے سب مری زبانی
فریاد و فغان و آہ و زاری — امید وصال و کامگاری
ناکامی و یاس و رنج و حسرت — بیتابی و سوز درد فرقت
اس طرح سے کرتی ہون بیان مین — ہو جاتی ہون محو داستان مین

ہون شرم کی اور حیا کی تصویر — انداز کی اور ادا کی تصویر
ہے جوش شباب کا کہین ذکر — مے اور کباب کا کہین ذکر
ہے باغ و بہار کا کہین ذکر — رخ کا رخسار کا کہین ذکر
بارش کا کبھی بیان سنئے — رحمت کی بھی داستان سنئے
جتنے ہین یہ لطف زندگی کے — عنوان بنے ہوے ہین میرے

ہے دافع غم مرا ترانہ — مین عیش و خوشی کا ہون خزانہ
مونس مین غم فراق مین ہون — ہمدم تب اشتیاق مین ہون
جتنے ہین رموز آشنائی — سب مین حاصل مجھے رسائی
دلچسپ ہین میرے سارے حالات — دلکش ہین سب مرے خیالات
کرتی ہون جو حال اوسکا تحریر — مین بزم کی کھینچتی ہون تصویر
لکھتی ہون جو حال رزم کا مین — بنجاتی ہون خود ہی معرکا مین

ہر بات ہے اوسکی خنجر و تیر — ہر لفظ ہے نیزہ اور شمشیر

کرتی ہون مین جب مذاق کی چوٹ — ہو جاتے ہین ہنستے ہنستے سب لوٹ
سن لے جو ظرافتون کو میری — ہنسنے سے مردہ دل بھی مردہ
عالم مین ظریف کوئی مجھسا — پیدا ہوا آجتک نہ ہوگا

دنیا مین وہ بات کون سی ہے — جو مجکو نہین خدا نے دی ہے
جتنے فن ہین وہ مجکو حاصل — ہر علم مین ہر ہنر مین کامل
علم تشبیہ و استعارات — ہے اسکی تو مشق مجکو دن رات
یہ علم بدیع اور بیان کا — آغاز ہے میری داستان کا
پیدا نہین ہوتی ہے نزاکت — گر ہو نہ رعایت بلاغت
ہو لطف کلام مین نہ حاصل — گر ہو نہ فصاحت اُنمین شامل

زندہ دل مردہ دل جوان پیر — کرتی ہون ہر اک کو دلمین تاثیر
نیرنگ اثر کھپا ہے مجھ مین — اعجاز بھرا ہوا ہے مجھ مین
اسرار نہان کی ہو نمین تصویر — جادو کا اثر بلا کی تاثیر

جو بات ہے مجھ مین شاعری کی — اعجاز کی سحر سامری کی
وہ طرز جدید مین کہان ہے — پھیکا پھیکا یہان بیان ہے
ترکیبین تمام سیدھی سادی — چستی نہین نام کو ذرا بھی
مضمون نہین کچھ اسکی شوخی — بالکل ہی یہ شاعری ہے روکھی

گلشن کا نہ لالہ زار کا ذکر — گل کا ہے نہ ہے بہار کا ذکر
اس مین تو نہ حسن کا فسانہ — مضمون نہ اس کا عاشقانہ
کچھ راز و نیاز کا نہ جھگڑا — کچھ سوز و گداز کا نہ جھگڑا
سودا کا نہ کچھ جنون کا چرچا — غم کا نہ تپ درون کا چرچا
کچھ ذکر نہ عاشقی کا اس مین — کچھ رنگ نہ دل لگی کا اس مین
اسرار نہان نہین ہین اسمین — فریاد و فغان نہین ہین اسمین
الفت کا بیان نہین ہی اسمین — توصیف تپان نہین ہی اسمین
اسمین نہ کسی کا ہے سراپا — کچھ ذکر نہ حسن جا نفزا کا
اشعار نہ اسکے نزہت آگین — کچھ اس مین نہ پٹ پٹے مضامین
دلچسپی کے ہین یہ جتنے سامان — اون مین سے نہین ہی ایک بھی یان

اس مین کم بخت کیا دھرا ہے — چوہے بلّی کا تذکرہ ہے
صحرا کا کبھی بیان سنئے — جنگل کی بھی داستان سنئے
کوّے کا اور چیل کا ہے قصّہ — دریا کا اور جھیل کا ہے قصّہ
سنئے تو عجیب داستان ہے — چوٹی کا پہاڑ کی بیان ہے
الّو پہ کبھی یہ مبتلا ہے — بندر کبھی اسکا آشنا ہے
کتّے کا کبھی ہے ذکر کرتی — ایسی چیزون پہ ہے یہ مرتی
عنوان سب اسکے نفرت انگیز — پھر کہتی ہے خود کو یہ دلاویز
کس چیز پہ ہے یہ ناز کرتی — ہے کونسی بات اسمین اچھی

یہ سُنکے وہ شوخ مُسکرائی — بولی اب میری باری آئی

تو قصہ بیان کر چکی سب
مین بھی کہتی ہون سن اسی اب

بیجا ہے ترا یہ سارا دعوی
جھوٹا اور کسقدر ہے جھوٹا

لعنت ترے چٹ پٹے بیان پر
لعنت ترے حسن داستان پر

عنوان ہے تیرا بیحیائی
ہر وقت ہے ذکر آشنائی

ہر لحظہ ہے عشق ہی کا چرچا
دلمین الفت ہے سر مین سودا

جھوٹا نہین کوئی تجھ سے بڑھکر
طوفان ہے تو جھوٹ کا سراسر

جتنے یہ قدردان ہین تیرے
لاغی ہین دروغگو ہین جھوٹے

الفت مین بنا ہے کوئی مجنون
ہے راہ نورد دشت و ہامون

ننگا جنگل مین پھر رہا ہے
غول دشتی مین ملگیا ہے

ٹوٹا کوئی آبلہ جو اوس کا
بہر دست مین آرہا ہے دریا

برسائے جو اشک دیدہ تر
جاری ہو جائے اک سمندر

پوچھو نہ شب فراق ان کی
ہے بخت سیاہ سے بھی کالی

آجائے اگرچہ حشر پھر بھی
اس رات کی انتہا نہ ہوگی

سرگرم فغان ہین اسطرح سے
نالے گئے لامکان سے آگے

تو را کبھی اوس نے آسمان کو
خود پھونکدیا کبھی مکان کو

یہ حال ہے سوزش درون کا
کی آہ تو گھر عدو کا پھونکا

فریاد مین اونکی یہ رسائی
تاثیر فلک سے کھینچ لائی

گیسو مین کسیکی پھنس گیا دل
ہے چھوٹنا اوسکا سخت مشکل

مٹھی مین ہے وہ کبھی کسی کی
دل ہے یا کھیل ہے یہ کوئی

زلفونمین کسی کی گم ہوا اب
کچھ بھی لگتا نہین پتا اب

ہے اُسمین تڑپ بھی اس بلا کی
جسطرح سے کوندتی ہو بجلی

دیکھا جب یار نے نظر سے
اک تیر نکل گیا جگر سے

بیہوش ہین جلوے کی چمک سے
جاتی رہی عقل اک جھلک سے

تصویر کیطرح سے ہین خاموش
آتا ہی نہین ہے اب اُنہین ہوش

ہر لحظہ اُسی کی فکر مین ہین
ہر وقت اُسی کے ذکر مین ہین

معشوق کے کوچہ مین پڑے ہین
دن رات اُسی جگہ اڑے ہین

اٹھنا ہے محال وان سے اونکا
جنت سے بھی بڑھکے ہے وہ کوچا

ہین یار بھی گالیان وہ کھاتے
لیکن نہین پھر بھی واں سے آتے

غیرون سے پڑا کہین جو پالا
پھر اچھی طرح وہین سنبھالا

لگتا ہی نہین پتہ دہن کا
معشوق بھی ہے عجب ہیولا

پتلی کمر اوسکی بال سے بھی
بڑھکر زلف اُسکی جال سے بھی

لاکھون اس مین پھنسے ہوئے دل
تڑپا کرتے ہین مثل بسمل

گر چھوٹ کے زلف سے گرا دل
پھر پانونکے نیچے پسگیا دل

برپا رفتار سے قیامت
ہر ایک ادا ہے اُسکی آفت

مرنا تو ہے اونکو ایسا آسان
دیتے ہین یہ بات بات پر جان

مرتے ہین یہ شرم اور حیا پر | جان دیتے ہین ناز و ادا پر
گفتار پہ یار کی ہین مرتے | رفتار پہ یار کی ہین مرتے
کرتے ہین خوشی سے خودکشی یہ | کہوتے ہین بہار زندگی یہ
جلوہ دیکھا تو مر گئے ہین | دنیا سے یہ کوچ کر گئے ہین
ہین قتل کی آرزو مین مرتے | قاتل کی ہین جستجو مین مرتے
تلوار ہے ان کو تیغ مژگان | پلکین ہین ان کے حق مین پیکان

لاغر یہ ہوے کمر کے غم مین | گو زندہ ہین رہتے ہین عدم مین
اڑتے ہین ہوا کے دوش پر یہ | آتے نہین موت کو نظر یہ
پنہان ہین بر نگ آہ بلبل | مخفی ہین مثال نکہت گل
آتے ہین کبھی خیال بنکر | چھپتے ہین کبھی ہلال بنکر
ہوتے ہین کبھی نحیف ایسے | غائب ہین خود اپنی ہی نظر سے

ہے موت مین بھی بہار ان کی | حسرت ہوئی سوگوار انکی
ارمان ہے نوحہ گر لحد پر | اور اوس پہ ہے بیکسی کی چادر
جب لوگ وہان سے ہین گزرتے | اندر سے ہین خود کلام کرتے
کہتے ہین اثر تھا جذب دل کا | وہ فاتحہ کو یہان جو آیا
ہے قبر مین بھی یہ بیقراری | لرزان ہے زمین وہانکی ساری
اڑتے ہین کبھی غبار بنکر | چڑھ جاتے ہین یار کے یہ سر پر

کیسے بیڈھب ہین یہ خیالات | کیا مضحکہ خیز ہین یہ حالات

دیوانوں سے ہین یہ لوگ بڑ بکر
عقلون پہ پڑے ہین اِنکے پتھر

ہجوین سودا کی فحش ساری
بالکل تہذیب سے ہین عاری

تھے بھانڈ سے کم نہ میر انشا
ہر روز سوانگ اک نیا تھا

چرکین کی شاعری کو دیکھو
اس فحش سخنوری کو دیکھو

گر جان کی ریختی کو دیکھے
تہذیب تو آنکھہ بند کرلے

ہے بس انہین لوگون پر تجھہ ناز
ایسے ہی ہین تیرے محرم راز

جتنے یہ قدر دان ہین تیرے
محفوظ خدا بس ان سے رکھے

کچھ انکو نہ واعظون کی حرمت
کچھ انکو نہ زاہدون کی حرمت

گو شیخ سے کچھ نہین سروکار
اس پر ہے ملامتون کی بوچھار

لمبی ڈاڑہی پر اوسکے طعنے
اونچی پگڑی پر اوسکے طعنے

کیا خوب مذاق یہ نکالا
دستار کو شیخ کی اُچھالا

قربان تری ظرافتون کے
انداز ہین تیرے سب انوکھے

تہذیب نہین ہے تجھمین اصلا
اخلاق پہ بد اثر ہے تیرا

اوباش بنا دئے ہزارون
عیاش بنا دئے ہزارون

اخلاق بگاڑ کر سیکڑونکے
گھر بار اجاڑے سیکڑونکے

شاہان اودھ کو تو نے کھویا
یہ ملک کا ملک ہے ڈبویا

دہلی کو کیا تباہ تو نے
کھو دی ہے یہ تخت گاہ تو نے

اخلاق حسن کی مین ہون بانی
دنیا مین نہین ہے میرا ثانی

کہدتی ہون بات سچّی سچّی | مین تیری طرح نہین ہون جھوٹی
ہر شئے کے جو فطرتی ہون حالات | ہوتے ہین وہی مرے خیالات
بالکل سادہ مری زبان ہے | تہذیب کے ساتھہ ہر بیان ہے
سنجیدہ متین میری تحریر | مضمونکی مین کھینچتی ہون تصویر
مخصوص صرف عشق پر ہون | تو تنگ ہے مین وسیع تر ہون
لکھتی ہو نہین اچھے اچھے مضمون | سائنس کے فلسفے کے مضمون
میرا تیرا مقابلہ کیا | ہے نور کہان کہان اندھیرا

دونون کا بیان سن چکا جب | یہ فیصلہ مین نے پھر کیا تب
ناحق یہ ہم جدال ہے سب | بیوجہہ یہ قیل وقال ہے سب
بیفائدہ ہے بہم لڑائی | کچھ ہے نہین یہ اہم لڑائی
لفظی ہے ہم نزاع تم مین | سوچو تو ہے کم نزاع تم مین
دونو نہین نہین ہے فرق کوئی | مفہوم ہے ایک شعر گوئی
لیکن ہے زمانیکا نیا دور | ہر شئے کا بدل گیا نیا طور
تہذیب کا آگیا زمانہ | بدلا عالم کا کارخانہ
جدّت ہے عیان ہر اک ہنر مین | نکلی نئی شاخ ہر شجر مین
پھر کیون ہن تمام اسکے پامال | ہر دم وہی حسن وعشق کا حال
پاکیزہ کوئی خیال تو ہو | کچھ جذبۂ دل کا حال تو ہو
فطرت کے اثر بیان کئے جائین | اسرار نہان عیان کئے جائین
ہر بات مین شاعری کا ہو رنگ | مضمون ہو ہر اک طلسم نیرنگ

یونان کی شاعری کی نسبت
دیکھو تو ہو تمکو سخت حیرت

ہئیت کے بھرے ہین اس مین اسرار
لکھتے ہین نجوم کے وہ آثار

منطق کے غوامضات اوسمین
اور فلسفہ کے نکات اوس مین

آتا ہے اثر جو اون کے دل پر
کر دیتے ہین نظم اوس کو لیکر

پھر دیکھو عرب کی شعر گوئی
ہے یہ بھی وسیع کس بلا کی

ہین اوسمین بہادری کے اسرار
ہین اُسمین سپہ گری کے اذکار

آباء پہ کبھی مفاخرہ ہے
یارونکا کبھی تذکرہ ہے

جوش فطرت کا ہے کہین ذکر
حق کی قدرت کا ہے کہین ذکر

سرسبز بہاڑ کا بیان ہے
گلشن کبھی زیب داستان ہے

چرچا کبھی حسن و عشق کا بھی
بارش کا مے کا تذکرہ بھی

پھر سنسکرت کا پوچھنا کیا
وہ تو گویا ہے ایک دریا

ہے جوگ بھی فلسفہ بھی اُسمین
اخلاق کا تذکرہ بھی اوس مین

اصلاح مدن کا حال اُس مین
اسلاف کُہن کا حال اوس مین

موضوع نہین ہے خاص کوئی
ہر شئے پہ ہے عام شعر گوئی

لکھتے ہین جو نثر مین بیان وہ
کر دیتے ہین نظم مین عیان وہ

منظوم ہین علم اونکے اکثر
کچھ ختم نہین ہے عشق ہی پر

پھر کہو وہ کیا ہے عشق کا پاس
اس فن کا کرین جو ستیاناس

کیون عشق مذاق ہو ہمارا
کیون کیجئے یہ جنون گوارا

کیون ذکر کرین تبون کا ہر دم
کیون اونکے فراق مین رہین ہم
کیون شیوہ ہوا اپنا آشنائی
کیون لالین یہ سر پہ بیوفائی
یہ فحش نہین تو اور کیا ہے
انصاف سے سوچیا رواہے
زندان و ذقن کا ذکر کبتک
معدوم دہن کا ذکر کبتک
کبتک یہ خط و خال کا ذکر
کبتک گیسو کا گال کا ذکر
کبتک سوز فراق کا ذکر
کبتک تپ اشتیاق کا ذکر
کیسی ہی لطیف داستان ہو
کیا لطف جو اتدن بیان ہو
ٹھہرانے مین بات کے مزا کیا
کہاتے نہین بار بار حلوا
چھوڑو یہ قدیم داستان اب
قصہ کوئی اور ہو بیان اب
جبتک کہ تھے قدردان سب اسکے
تب تک تھے جہان مین اسکے چرچے
اب رنگ نہین وہ انجمن کا
کیا کام فسانۂ کہن کا
وسعت طرز سخن کو دیجے
محدود نہ عشق ہی پہ کیجے
یہ فیصلہ سنکے بے کم و کاست
سارا جلسہ ہوا وہ برخاست

تمام شد

علی و فیم یعتسل یعقوب

تائید حکیم مطلق قادر برحق کتاب فیض انتساب مفید ہر شیخ و شاب یعنے

باہتمام کمترین محمد تمر الدین ابن جناب حاجی شیخ محمد یعقوب صاحب مالک مطبع

دلکش مطبع فیوضی پونہ میں مطبوعہ

حاجیوں کی سہولت کے لئے ہر قسم کی کتابیں نسخ نامچہ جلد بکفایت ویلیو پی ایبل روانہ ہوتی ہیں المشتہر محمد عبدالقیوم مالک مطبع فیوضی کانپور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُبْحَانَکَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ
وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ ۔ بعد حمد و نعت کے عاجز و کم مایہ
عبدالرزاق ابن مولوی محمد فیاض عفی اللہ عنہما تھوڑا حال
حواس اور عقل کا آسان طور پر بیان کرتا ہی واسطے تمیز مدرکات
محسوسات اور معقولات کے اور واسطے صفائی ذہن مبتدی کے

سمجھنا چاہیے

کہ آدمی عقل اور حواس سے تمام چیزون اور اُنکے احوال پہچان
سکتا ہی پھر جو چیز اُن مین اپنے نفع کی جانتا ہی اُسے حاصل کرتا ہی
اور جو چیز اپنے نقصان کی سمجھتا ہی اُس سے بچتا ہی اور حواس

قوتین ہین دریافت کرنے کی خاص دماغ مین اور دماغ سے
پٹھون کے راستے سے دوسرے اندامون مین پونہچکر اُنکو بھی قوت
دریافت کی بخشتی ہین اور وہ سب دس قوتین ہین پانچ باہر دماغ
کے اور پانچ اندر دماغ کے باہر دماغ کے سامعہ باصرہ شامہ
ذائقہ لامسہ پہلی قوت سامعہ یعنی سننے کی قوت اور کانکے
اندر کے پٹھے مین ہی جو دماغ سے نکلکر کانکے پردیسے آملا ہی
جب کسی صدمہ سے ہوا موج کھاتی ہوئی کان کے اندر گھس کے
اکٹھے ہوکے کانکے پردے کو ٹھونکتی ہی تو اُس پردے مین
اس صدمہ سے ایک آواز نقارہ کے مانند پیدا ہوتی ہی اور جب
وہ نرم پٹھا پردے سے ملا ہوا ہے تو اُس صدمہ سے دریافت
آواز کی کرلیتا ہی اور یہ بات جب خوب غور سے سوچی جاے
تو صاف ظاہر ہوجاے کہ جب کسی صدمہ سے ہوا موج کھاتی
ہوئی کان کے پردے کو ٹھونکتی ہی تو پردے کے ٹھکنے سے کیفیت
آواز کی پیدا ہوجاتی ہے ورنہ جہان سے صدمہ پیدا ہوتا ہی
وہان آواز کا کچھ نام و نشان بھی نہین ہوتا۔ وہانسے

تو فقط صدمہ کے سبب سے ہوا مین موج پیدا ہو جاتی ہے جیسے حوض
کے پانی مین ایک کنکری کے صدمہ سے لہر پیدا ہو کے آخر کنارے
تک پونہچتی ہے اور ہوا تو پانی سے نہایت درجے پتلی اور لطیف ہے
اسلیے جہان سے ہوا موج کھاتی ہوئی آتی ہے وہان کیفیت
آواز کی دوسری ہوتی ہے اور دور جا کے کیفیت آواز کی دوسری
نرمی اور سختی وغیرہ مین اور جب قوت سامعہ امواج ہوا سے کیفیات
متفاوتہ آواز کی دریافت کرتی ہے تو اُس موج ہوا کو ہی آواز
سمجھ لیتی ہے کیونکہ درمیان موج ہوا کے اور آواز کے کچھ فرق
ظاہر نہین معلوم ہوتا ہے موج ہوا کا دریافت کرنا عین آواز
کا دریافت کرنا ہے فقفکر دوسری قوت باصرہ یعنی دیکھنیکی
قوت اور یہ قوت دونون آنکھون مین ہے اور ہر آنکھ مین سات
پردے اور تین پانی ہین آنکھ کے باہر کی طرف سے اول تین پردے
ہین پھر ایک پانی ہے مثل سفیدی بیضہ کے پھر ایک پردہ نہایت
باریک اور صاف پھر اُس پردے کے پیچھے ایک پانی ہے مثل
برف کے سفید اور صاف اور مانند ہیرے کے روشن اور آبدار

لہ اوپر بیان قوت سامعہ کا ہو چکا اب قوت باصرہ کا بیان شروع ہوتا ہے
یا اصل عبارت یہ ہے کہ ہوا تو پانی سے نہایت درجے پتلی اور لطیف ہے
اسلیے جہان سے ہوا موج کھاتی ہوئی آتی ہے وہان کیفیت
آواز کی دوسری ہوتی ہے اور دور جا کے کیفیت آواز کی دوسری
نرمی اور سختی وغیرہ مین اور جب قوت سامعہ امواج ہوا سے کیفیات
متفاوتہ آواز کی دریافت کرتی ہے تو اُس موج ہوا کو ہی آواز
سمجھ لیتی ہے کیونکہ درمیان موج ہوا کے اور آواز کے کچھ فرق
ظاہر نہین معلوم ہوتا ہے موج ہوا کا دریافت کرنا عین آواز
کا دریافت کرنا ہے فقفکر دوسری قوت باصرہ یعنی دیکھنیکی
قوت اور یہ قوت دونون آنکھون مین ہے اور ہر آنکھ مین سات
پردے اور تین پانی ہین آنکھ کے باہر کی طرف سے اول تین پردے
ہین پھر ایک پانی ہے مثل سفیدی بیضہ کے پھر ایک پردہ نہایت
باریک اور صاف پھر اُس پردے کے پیچھے ایک پانی ہے مثل
برف کے سفید اور صاف اور مانند ہیرے کے روشن اور آبدار

پھر اسکے بعد ایک پانی ہے مثل سفید کانچ گلی ہوئی کے پھر اسکے
پیچھے تین پردے ہین اور آخر کا پردہ آنکھ کے حلقے
کی ہڈی سے ملا ہوا ہے اور مقدم دماغ سے سیدھے اور باین
طرف سے دو پٹھے سوراخ دار نکل کے درمیان مین آکے ایسے
ملے ہین کہ سوراخ دونون پٹھون کے ایک ہو گئے ہین پھر وہان سے
جدا ہو کے سیدھی طرف کا پٹھہ سیدھی آنکھ مین اور باین طرف کا
پٹھہ باین آنکھ مین پیچکے پانی پر آملا ہے اور سوراخ مین ان دونون
پٹھون کے نور بینائی بھرا ہوا ہے خاصکر جہان دونون پٹھے
ملے ہین وہان بسبب فراخی تجویف کے نور کثیر بھرا ہے لیکن
یہ نور تنہا اپنی قوت سے باہر کی چیزین نہین دیکھ سکتا بلکہ دوسری
چیزون کی روشنیون کی مدد سے روشن ہوتا ہے جیسے سورج
اور چاند ستارے اور آگ کی روشنی سے آنکھون کا نور
بڑھجاتا ہے اور شعاع اسکے آنکھون کے پردون سے باہر
نکلکر جہانتک اجالا پاتے ہین مثل بجلی کے سیر کرتے ہین اور
جو چیز اجالے مین روبرو ان شعاؤن کے آتی ہو تو اس چیز کے

گرداگرد پھر کے تمام شکل اور رنگ اسکا اور چھوٹا اور بڑا اور نزدیک
اور دور ہونا اسکا معلوم کر لیتے ہین اور بعضون نے ایسا کہا ہی
کہ جب اجالے سے تمام چیزین روشن ہو جاتی ہین تو سامنے
سے تمام چیزون کی صورتین پیچھے پانی پر منعکس ہو جاتی ہین اور
صورتون منعکسہ کو نور نظر جو عصبہ مجوفہ مین بھرا ہوا ہی دریافت کرتا
ہے رنگ اور صورتین اور شکلین اور دور اور نزدیک اور پستا اور بلند اور
باریک اور موٹا اور نیچا اور اونچا اور چھوٹا اور بڑا اور آبدار اور بے آب
اور لطیف اور کثیف اور شفاف اور کدر اور ہموار اور ناہموار اور اجالا
اور اندھیرا اور متحرک اور ساکن اور سریع اور بطی اور سیدھا اور ٹیڑھا
وغیرہ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی تیسری قوت شامہ اور یہ قوت
اس پٹھے مین ہے جو ناک مین انتہا پر ایک پٹھہ دماغ کا سامنے
سے نکلکر آیا ہے بصورت سرستان۔ اور اس پٹھے پر ایک ڈھی
سوراخدار ہے مثل بادلی کے اسمین سوراخ پیچدار ہین اسے
مصفات کہتے ہین جب کوئی بدبو یا خوشبودار چیز اپنے گرداگرد
کی ہوا کو بسا دیتی ہے اور وہ ہوا دم لینے کے ساتھ ناک کے اندر

جا کے مصفات کے سوراخون سے چھن کر اس پٹھے پر پہونچتی ہے
تب وہ پٹھہ دریافت کرلیتا ہے کہ خوشبو ہے یا بدبو تیز بو ہے یا
مدھی تھوڑی بو ہے یا بہت سب دریافت کرلیتا ہے **چوتھی**
قوت ذائقہ یعنی چکھنے کی قوت اور یہ زبان مین ہے کئی پٹھے
بیچمین سے دماغ کے نکلکر زبان مین پھیل گئے ہین جب کوئی
چیز مزہ دار زبان پر پہنچتی ہے اگر خشک ہے تو اول زبان کے
پانی کو اپنے مزے پر کرلیتی ہے اور وہ پانی جو ہر عصب مین زبان
کے پانی کو سرایت کرتا ہے تب مزہ تیز کھارا کھٹا پھیکا کسیلا کڑوا
چکنا کھٹ مٹھا وغیرہ معلوم ہوجاتا ہے اور اگر وہ چیز تر ہی تو خود
زبان مین سرایت کرتی ہے اور پھر جیسا مزہ ہوتا ہے دریافت ہوجاتا
ہے **پانچوین حس لامسہ** یعنی چھونے سے دریافت کرنے کی
قوت اور وہ تمام بدن کے پوست اور گوشت مین سب بدن سے
زیادہ ہاتھہ کی انگلیونکے سرون مین ہے اسلیے جو چیز جسطرح انگلیونکے
سرونسے دریافت کرسکتا ہے اسطرح اور کسی بدن سے دریافت
نہین کرسکتا جیسے نبض کے احوال دریافت کرنا اور اس قوت سے

سرد اور گرم سخت اور نرم چکنا اور کھردرا ہلکا اور بھاری گیلا اور
سوکھا وغیرہ معلوم ہوتا ہی فائدہ جب یہ خوب کھولکر سمجھ لیا کہ
کان سے فقط آواز باریک اور موٹا بلند اور پست مجتمع اور متفرق
نرم اور سخت اچھا اور برا موزون اور غیر موزون مفرد اور مرکب
مسلسل اور منقطع اور سدا اور جھنکار وغیرہ معلوم ہوتا ہی اور
آنکھوں سے رنگ کالا پیلا سرخ سفید ہرا اودا وغیرہ اور
شکلیں لانبی چوڑی موٹی پتلی سیدھی ٹیڑھی چوکور گول بیضاوی
ہلالی مخروطی وغیرہ اور بعد نزدیک اور دور پست اونچے آگے
پیچھے داہنے بائیں اور حرکت سریع اور بطی اور سکون اور قوام
رقیق غلیظ متفق اور مختلف صاف اور کدر اور سطح ہموار ناہموار
وغیرہ معلوم ہوتا ہے اور ناک سے خوشبو اور بدبو کم بو اور
زیادہ بو تیز بو اور مدھی بو وغیرہ معلوم ہوتی ہی اور زبان سے
مزہ تیز پھیکا کھٹا میٹھا نمکین کڑوا کسیلا بکواس چکنا وغیرہ
معلوم ہوتا ہے اور بدن کے لگنے سے نرم سخت چکنا
کھردرا گرم سرد خشک تر وغیرہ معلوم ہوتا ہے اور یہ پانچوں

حواس اکثر جانورون مین بھی ہوتے ہین اور بعض جانورون کو قوت
شامہ نہین اور بعض کو باصرہ نہین اور بعض کو سامعہ نہین اور
بعض کو ذائقہ نہین مگر قوت لامسہ تمام جاندار کو حاصل ہے
کوئی ذی حیات اس قوت سے خالی نہین کیونکہ تمام جاندار محتاج
ہین حصول کرنے مین نفع کے اور دفع کرنے مین ضرر کے اپنی
زندگانی مین کہ جو چیز بدن کو لگے اگر نفع کی ہو تو اُس کو حاصل
کرین اور ضرر کی ہو تو اُس سے بچین اور اُس سے دور رہین
لہذا عام تر تمام حواس ظاہری مین لامسہ ہو اور شریف تر از روی
تحصیل علوم کے سامعہ پھر باصرہ اور ذائقہ اور شامہ کے فوائد
اسقدر نہین جیسے اول کے تین حواسون کے ہین اور یہ بھی
یاد رکھین کہ ان پانچون قوتون مین سے ایک قوت دوسری کا
کام نہین کر سکتی۔ اور یہ سب قوتین سمع بصر شم ذوق لمس کی
جبھی تک چیزون کو دریافت کر سکتی ہین کہ وہ چیزین ان حواس
کے پاس حاضر ہین اور جب یہ چیزین حواس کے سامنے سے
غائب ہوئین تو پھر اُن پانچون حواس مین سے کوئی حس

کسی چیز کو دریافت نہین کر سکتی اس لیے خدائے کریم نے پانچ
حواس اندر دماغ کے عطا فرمائے جنھون سے باہر کی چیزون کو
اور اُنکے احوال کو اور اُنکے معانی کو اور اُنکے اچھے اور بُرے
اور نفع اور نقصان کو وقت حاضر ہونے اُن چیزون کی پہچانین
اور نفع کی چیز کو دیکھنے سے پہلے تلاش کرین اور نقصان کی
چیزون کے پہنچنے سے پہلے اون سے بچنے کی تدبیر کرین
اور حواس باطنی یعنی دماغ کے اندر کی قوتین بھی پانچ ہین
حسّ مشترک حسّ خیال حسّ متصرفہ حسّ واہمہ حسّ حافظہ اور مقام ان
پانچون حواس کے دماغ مین اسی ترتیب سے ہین اور دماغ کے
تین بطن ہین اور ہر بطن کے دو حصے ایک مقدم ایک موخر پس
اول بطن کے پہلے سرے پر حس مشترک کا مقام ہی اور اول بطن کے
پچھلے سرے پر خیال کا مقام ہی اور بیچکے بطن کے اول سرے پر
متصرفہ کا مقام ہی اور بیچکے بطن کے پچھلے سرے پر وہم کا مقام ہی
اور آخر بطن کے اول سرے پر حافظہ
کا مقام ہے اس شکل پر۔

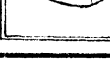

شکل دماغ

پس حسِ مشترک وہ قوۃ ہے جو دریافت کرنین سب قوتون سے
شرکت رکھتی ہی اور جو چیزین حواس خمسہ ظاہری دریافت کرتے
ہین اون سب کو یہ قوت تنہا دریافت کرلیتی ہے بلکہ پانچون حواس
ظاہری حس مشترک کے جاسوس اور مُخبر ہین جو چیز دریافت کرتی ہین
بعینہٖ اُسی دم حس مشترک کو سونپ دیتے ہین اسی واسطے یہ قوت سب
حواس کی دریافت کی ہوئی چیزین معلوم کرتی ہی۔ اور شہد کو دیکھنے
سے اُسکی شیرینی اور بانسلی کے دیکھنے سے اوسکی خوش آوازی اور
گلاب کے پھول کے دیکھنے سے اوسکی خوشبو اور برف کے دیکھنے سے
اوسکی سردی دریافت کرنا اور دیکھکے کسی چیز کو دوسری حس کے
دریافت کا حکم دینا حس مشترک کا کام ہے ورنہ آنکھ کے دیکھنے سے تو
فقط رنگ اور شکلین وغیرہ دریافت ہوتی ہین نہ مزا اور خوش آوازی
اور خوشبو اور سردی گرمی پس اسبات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ
کوئی قوت سوا ان پانچون حواس کے اور بھی ہے جو ان سب حواس
کے محسوسات کو دریافت کرتی ہے اور ایک چیز پر کسی طرح کے
حکم دیتی ہے جیسے اوپر کی مثال مین گذرا پس یہی قوت حس مشترک ہے

جو سب حواسون کے محسوسات مین شریک ہی اور دوسری
قوت اندر دماغ کی خیال ہی اور اسے مصورہ بھی کہتے ہین اور
یہ وہ قوت ہی کہ جو صورتین اور کیفیتین حس مشترک نے حواس ظاہری
سے لیکے دریافت کی ہین اُن سب صورتون کو اور کیفیتون کو مجتمع
رکھتی ہی اور اُنکی حفاظت اور نگاہبانی کرتی ہی کیونکہ حس مشترک
کا کام فقط دریافت کرنا ہی اُن چیزون کا جو روبرو حواس ظاہر کے
ہون اور جب حواس ظاہری سے وہ چیزین غائب ہون تو اون
دریافت کی ہوئی چیزون کی صورتین اور کیفیتین حس مشترک مین
قایم نہین رہتین بلکہ اون صورتون کو حس مشترک اُسی دم خیال کو
سونپ دیتی ہی کہ اون صورتون کو نگاہ رکھے گویا خیال حس مشترک
کا خزانہ ہے کہ جو صورتین اور کیفیتین حس مشترک نے دریافت کی
ہین وہ سب خیال مین جمع اور قایم رہین اور جب حس مشترک چاہے
اُنکو ملاحظہ کرے اور کام مین لے اسی لیے جب کوئی آدمی
کسی مجلس مین جاتا ہے اور وہان طرح طرح کی سیر اور تماشے
دیکھتا ہے اور کھانے رنگ برنگ کے کھاتا ہے اور نغمے اور

سرد و سنتا ہے تو حس مشترک ان تماشون کے رنگ اور صورتین اور
کھانون کے مزے اور نغمون کے لہجے حواس ظاہری سے دریافت کرکے
قوت خیال کو سونپ دیتی ہی اور قوت خیال اُن سب کو جمع کرکے
اُنکی حفاظت اور نگاہبانی کرتی ہی جب وہ شخص اپنے مکان مین
آتا ہی اور کوئی اُس سے مجلس کا حال پوچھتا ہی تو پھر حس مشترک
اُن صورتون محسوسہ کو خیال مین سے لیکے ملاحظہ کرتی ہے تو اُس
آدمی کو وہ سب تماشے اور کھانون کے مزے اور نغمون کے لہجے
ایسے معلوم ہوتے ہین کہ گویا ابھی اُس مجلس مین موجود ہے اور
سب چیزین روبرو ہین تو وہ شخص سب چیزون کا حال جو دیکھا
سُنا کھایا پیا ہے برابر بیان کردیتا ہے **تیسری قوت وہم**
اور یہ ایک قوت ہی دماغ مین جو دریافت کرتی ہی معانی اُن صورتون کے
جو حواسِ ظاہری سے حس مشترک نے خیال مین جمع کر رکھے ہین اور اُن
معانی کو نہ حواس ظاہری دریافت کرسکتی ہین نہ حس مشترک کیونکہ پانچون حواس ظاہری تو فقط
اشیا کی صورتین رنگ مزے بو آواز اور کیفیتین گرم سرد وغیرہ معلوم کرسکتے
ہین نہ چیزون کے معانی جیسے محبت زید کی اُس کے فرزند پر

یا عداوت شیر محسوس کی بکری محسوس پر اور اسی طرح موافقت اور
مخالفت کہ یہ معانی ہین اور کوئی حس ظاہری ان کو نہین دریافت
کرتی اور حس مشترک بھی معانی کو نہین دریافت کرسکتی بلکہ اونھین
چیزون کو دریافت کرتی ہی جنکو حواس ظاہری نے دریافت کیا ہی
پس اس سے ثابت ہوا کہ محسوسات کے معنی کو دریافت کرنا کسی
دوسری قوت کا کام ہے جو سوا حواس ظاہری اور حس مشترک اور
خیال کے ہی اور وہ یہی قوت وہم کی ہی کہ تمام محسوسات ظاہری
کو خیال مین سے لیکے ملاحظہ کرکے مطابق اُنکے احوال کے معانی
اُنکے دریافت کرتی ہے اور حکم دیتی ہے اون محسوسات پر
محبت اور عداوت اور موافقت اور مخالفت اور صداقت وغیرہ
کا مثلاً دیکھا ایک آدمی کو انجیر کھاتے اور گھوڑے کو نخود کھاتے اور
اس انجیر اور نخود کی صورت بواسطہ حس مشترک کے خیال مین قائم
ہوئی اور خیال مین سے وہم نے اُس انجیر کو اور نخود کو ملاحظہ کیا
ساتھ احوال کھانے ایک آدمی اور ایک گھوڑے کے تو حکم دیا وہم
نے اُس انجیر محسوس کی صورت معانی پر نافع اور موافق ہونے کا

اُس آدمی کے اور اُس نخود پر حکم دیا معنی نافع اور موافق ہونے کا
اُس گھوڑے کے اور اسی طرح ایک آدمی نے دیکھا شیر کو اور بکری کو
ایک جگہ ایسی حالت مین کہ وہ شیر اُس بکری کو چیرتا ہی پس یہی
صورت حس مشترک نے قوت بصر سے لیکر خیال مین سونپی اور خیال
سے قوت وہم نے لیکر اُس صورت کو ملاحظہ کیا تو ایسی حالت پر
شیر اور بکری کو پایا کہ بآسانی شیر کو حکم معانی دشمن غالب کا دیا اور
بکری کو حکم معانی عجز اور مقہوریت کا لگایا اور اسی طرح دیکھا زید کو
اور اُس کے فرزند کو ایسی حالت مین کہ زید اپنے فرزند کو چومتا ہی
اور پیار کرتا ہی اور اُسکا فرزند زید کی اس حرکت سے خوش ہی تو حکم دیا قوت وہم نے زید کو
ایسی حالت پر ہونیسے محبت کے معانی کا اور زید کے فرزند پر محبوب کے معانی کا اور اسیطرح
قوت وہم ہر چیز کو اور اُس کے احوال کو دریافت کرکے حکم معانی محبت اور
عداوت اور موافقت اور مخالفت کا دیتی ہی اور جب ہر چیز کے ساتھ طرح طرح
کے احوال اور عوارض محسوسہ متعلق ہوتے ہین اور ہر وقت اور
ہر جگہ مین حالت فعل اور انفعال کی جدا طور پر واقع ہوتی ہی اسلیئے
ہر چیز پر قوت وہم کئی طرح کے معانی ثابت کرتی ہی پس یہان سے

ثابت ہوا کہ قوت وہم کا کام دریافت کرنا فقط معانی صور محسوسہ کا
نہیں ہے بلکہ تمام صور تون محسوسہ کو مع عوارض اور احوال محسوسہ
حواس خمسہ ظاہری کے اُنکے معانی کے ساتھ دریافت کرنا قوت وہم
کا کام ہے مثل حس مشترک کے لیکن جب حس مشترک معانی کو نہین
دریافت کرسکتی سوا صور تون اور کیفیتون کے تو اسی لیے نسبت
ادراک صور تون کی حس مشترک کو دی اور نسبت دریافت معانی کی
وہم کو چوتھی قوت اندر دماغ کے قوت حافظہ ہی۔ اور یہ
قوت خزانہ وہم کا ہی ہو معانی صور تون محسوسہ کے قوت وہم دریافت
کرتی ہی وہ سب معانی قوت حافظہ کے سپرد کر دیتی ہے اور قوت
حافظہ اُن سب معانی کو اسی صورت پر جو وہم سے پونہچے ہین رکھ
رکھتی ہی اور محو نہین ہونے دیتی جیسے حس مشترک کا خزانہ خیال ہی
ایسے ہی قوت وہم کا خزانہ حافظہ ہی فقط اتنا فرق ہی کہ خیال اُن
صور تون کا خزانہ ہی جو حس مشترک نے دریافت کی ہین اور حافظہ
اُن صور تون کے معانی کا خزانہ ہے جو معانی وہم نے واسطے اُن
صور تون کے دریافت کرکے مقرر کیے ہین۔ اور اسی لیے جب کوئی

آدمی بھولی ہوئی چیز یاد کرتا ہے تو اگر وہ چیز قسم معانی سے ہی تو
اُس کے یاد کرنے مین دو قوتون کی حاجت ہوتی ہے ایک قوت
وہم کی اور دوسری قوت حافظہ کیونکہ قوت وہم تلاش کرتی ہے
اور دیکھتی ہی اُس معانی کو قوت حافظہ مین جو اُس کا خزانہ ہی پھر
اگر وہ معنی قوت حافظہ مین موجود ہین تو وہ چیز یاد آجاویگی اور
اس معانی کے یاد کرنیکا نام ذکر اور تذکر ہی اور اگر وہ چیز بھولی ہوئی
قسم معانی سے نہین ہی بلکہ اقسام صورتون مین سے ہی تو اُس کے
یاد کرنیکے لیے بھی دو قوتون کی حاجت ہوتی ہی ایک حس مشترک
اور دوسری قوت خیال کیونکہ حس مشترک ملاحظہ کرتی ہی اور ڈھونڈتی
ہی اوس صورت کو خیال مین جب وہ صورت قوت خیال مین موجود
ہوتی ہے تو دیکھکے یاد کرلیتی ہی اور اس صورت کے یاد کرنے کا نام
تخیّل ہی پس بھولی چیزون کا یاد کرنا دو قسم ہے ایک معانی کا اور
دوسرا صورتون کا معانی کے یاد کرنیکا نام ذکر ہی اور صورتون
کے یاد کرنے کا نام تخیل ہی پس مطلق یاد کرنا ذکر اور تخیل سے
ملا ہی پانچوین قوت اندرد ماغ کے متصرفہ ہی اور یہ قوت

تصرف کرتی ہی صورتون اور کیفیتون محسوسہ مین خیال سے لیکر اور
معانی محسوسہ مین حافظہ سے لیکر اور تصرف اسکا دو طرح کا ہی ایک
زیادتی کے ساتھ اور دوسرا کمی کے ساتھ یعنی کبھی تصرف کرتی ہی
جسم مین بعض جزو دور کرکے جیسے تصور کیا زید کا بغیر سر کے یا
بغیر پاؤن کے یا بغیر ہاتھ کے یا بغیر آنکھ یا کان یا ناک وغیرہ کے
اور حال یہ ہی کہ قوت خیال مین تو زید کی پوری صورت وجود ہی
پس یہ تصرف ہوا کمی کے ساتھ اور کبھی تصرف کرتی ہی جسم مین
بعض جزو بڑھا کے جیسے تصور کیا زید کا دوسرا پاؤن یا
چار ہاتھ یا چار کان یا چار آنکھین وغیرہ کے ساتھ پس یہ تصرف ہوا
زیادتی کے ساتھ اور اسی طرح تصرف کرتی ہی جسم کے عوارض اور
کیفیات مین کمی اور زیادتی کے ساتھ مثلاً زید کو موٹا یا پتلا چھوٹا
یا بڑا کالا یا پیلا یا سرخ یا سفید خوبصورت یا بدصورت خوش آواز یا
کریہہ آواز گونگا یا بہرا جوان یا لڑکا یا بوڑھا سوار یا پیادہ وغیرہ
وغیرہ عوارضون مین ترکیب اور تفصیل کے ساتھ ملاحظہ کرے اور
کبھی تصرف کرتی ہی صورت محسوسہ کے معانی مین ترکیب اور

تفصیل کرکے جیسے تصور کیا دوست کو بے محبت کے اور دشمن کو
بے دشمنی کے یا دوست کو بہت دوست جاننا یا دشمن کو بہت
دشمنی والا سمجھنا اور حال یہ ہے کہ قوت وہم نے تو فقط ایک جہت سے
دوست کو دوست اور دشمن کو دشمن قرار دیا ہے اور یہ قوت اسی
تغیر دیتی ہے اصل معانی مین سے یا کچھ زیادہ کرکے تصور کرتی ہے
یا کم کرکے اور کبھی تصرف کرتی ہے معانی مین کمی اور بیشی کے
ساتھ جیسے تصور کرے دوستی کامل کو دوستی ناقص یا سخاوت
کامل کو سخاوت ناقص یا تصور کرے ایک طرح کی دشمنی کو کئی طرح
کی دشمنی یا ایک طرح کی دوستی کو کئی طرح کی دوستی یا تصور کرے
ایک طرح کی دوستی کے ساتھ ایک طرح کی دشمنی یا ایک طرح کی دشمنی
کے ساتھ ایک طرح کی دوستی اور کبھی تصرف کرتی ہے معانی کے
عوارض مین یعنی معانی کے ساتھ جو جو قیود جزئیہ لگے ہین اُن کو
دور کرکے مطلق معانی کا تصور کرے یا مطلق قیود کا تصور کرے
بغیر معانی کے غرض اسی طرح تصرف قوت متصرفہ کا بہت طور پر
ہوتا ہے اور حاکم اسکے تصرف اور تصور مین حس مشترک یا وہم یا

عقل ہی خود حاکم نہین ہی خود تو فقط اشیاے محسوسہ مین اور معانی محسوسہ مین جوڑ توڑ کرتی
رہتی ہے خواہ وہ جوڑ توڑ قوت متصرفہ کا وہم اور عقل مانے یا نمانے
اور کبھی موافق تصرف قوت متصرفہ کے خارج مین بھی ہوجاتا ہی جیسے
تصور کیا زید کا قوت متصرفہ نے بغیر سر کے اور حقیقت مین بسبب حکم آلہی
کے کسی جہت سے سر اُسکا وقت تصور متصرفہ نہین ہو وقس علےٰ ہذا
اور کبھی جوڑ توڑ قوت متصرفہ کا مدرکات عقلی مین بھی ہوتا ہی جیسے
زید کو عقل نے دریافت کیا ہی ایک فرد افراد انسان مین سے جو حقیقت
اُسکی حیوان ناطق ہی پس قوت متصرفہ نے زید سے ماہیت انسان
کی جدا کرکے ماہیت جن کی لگا دیتی ہی یا ماہیت کسی دوسرے حیوان
کی مثل شیر یا ریچ یا خر وغیرہ کے اور فرض کرتی ہی زید کو ایک فرد افراد
جن سے یا خر یا شیر وغیرہ حیوان کے افراد سے اور یہ قوت متصرفہ
خدمت کرتی ہی قوت وہم کی اس طور پر کہ جب حاجت ہوتی ہی
وہم کو کسی چیز کے معانی دریافت کرنیکی تو قوت متصرفہ اس چیز کی
صورت کو خیال مین سے لیکر وہم کے سامنے حاضر کرتی ہی اور اس
چیز کے احوال اور عوارض کو بھی جو حواس خمسہ ظاہری سے دریافت

کیے گئے ہین خیال مین سے لیکر اس چیز پر لگاتی جاتی ہی اور دوڑھی کرتی
جاتی ہی وہان تک کہ جو معنی قوت وہم کو مقصود ہی اس چیز کی صورت سے
مطابق اور مناسب اسکے احوال کے اخذ کرلے اسیواسطے ایک چیز کی
صورت پر کئی طرح کے معانی کا احتمال ہوتا ہی اور یہ اس لیے ہوتا ہی کہ قوت
متصرفہ اسکی صورت پر طرح طرح کے احوال لگاتی ہی اور دور کرتی ہی اور
بار بار سامنے قوت وہم کے حاضر کرتی ہی اور قوت وہم اس چیز کی صورت
کو مع تمام تصرفات کے ملاحظہ کرکے احتمال چند معانی کا کرتی ہی پھر آخر
جو معنی کہ اس چیز کی صورت اور احوال سے نہایت مناسب ہوتا ہی تو
حکم اس معانی کا دیتی ہی اور دوسرے احتمالات اُٹھ جاتے ہین پس اس
صورت مین نام رکھا جاتا ہی اس قوت متصرفہ کا متخیلہ بسبب تصرف کرنے
بیچ امور حاصلہ کے جو خیال مین مخزون ہین اور اسی طرح قوت
متصرفہ خدمت کرتی ہی عقل کی اسطور پر کہ جب عقل دریافت
کرنا چاہتی ہی کسی چیز کی اصل اور حقیقت کو اور اوسکے اعراض کو تو
قوت متصرفہ اول اس چیز کی صورت محسوسہ کو جس خیال سے لیکر تمام
عوارض اور احوال اور معانی اور تشخیصات کو اس چیز سے جدا کرکے

روبرو عقل کے حاضر کرتی ہی تاکہ دریافت کرے عقل ماہیت اور حقیقت
اُس چیز کے بطور کلی کے کیونکہ عقل نہین دریافت کرتی جزئیات کی
صورتون کو جبتک کہ عوارض جزئیہ اُن صورتون پر عارض ہوتے ہین اسلیئے
قوت متصرفہ عوارض محسوسہ کو اُن صورتون مین سے جدا کرتی ہی کہ ہجائین
وہ صورتین مجرد ماہیت بغیر عوارض محسوسہ کے اور قابل ہوجائین وہ
صورتین عقل کے ادراک کے لیے جو پھر عقل ادراک کرے اُن صورتون کی
اصل اور حقیقت کو آسانی سے اگر وہ صورتین حقیقت واحد رکھتی ہون
ورنہ اُن صورتون کی حقیقتون کو ادراک کرے اگر وہ صورتین مرکب
ہون کئی حقائق سے غرض جب عقل نے اصل اور حقیقت اُس چیز کی دریافت
کرلی تو پھر قوت متصرفہ اُس چیز کے اوصاف اور عوارض مین سے ایک
ایک وصف کو خیال مین سے لیکر اور اسمین سے نسبتین اور خصوصیتین جو
اُس صفت کے ساتھ بسبب حواس ظاہری کے لگی ہوئی ہین جدا کرکے
اُس چیز موصوف کے ساتھ لگاتی جاتی ہے اور عقل کے روبرو حاضر
کرتی جاتی ہے یہانتک کہ عقل دریافت کرلیتی ہی اُن صفتون کی حقیقتون
کلی کو اور ثابت کرتی ہی اُن صفتون کی حقیقتون کو اوپر حقیقت شے

موصوف کے مثلاً کسی شخص نے ایک سیب کو دریافت کیا حواس خمسہ
ظاہری سے تو پایا اُسکو رنگ مین سرخ شکل مین گول ظاہر صورت
مین چکنا اور آبدار ملمس مین نرم اور سرد سونگھنے مین خوشبودار
مزہ مین شیرین پھر اسی حاسہ حس مشترک نے اُس سیب کو حواس خمسہ
سے تمام صفتون کے ساتھ پہچان کے حس خیال کے سپرد کیا کہ نگاہ رکھے
اُسکو تمام صفتون کے ساتھ پھر اُس سیب کی صورت خیال مین سے
قوۃ وہم نے لیکے اور اُسکی ہر ایک صفت کو جو جو حواس ظاہری نے
دریافت کی ہین خوب ملاحظہ کرکے اسکے معانی مناسب اُن صفتون کے
قایم کیے اسطور پر کہ جب اسکے رنگ کو چمکتا آبدار پایا تو حکم دیا اُس پے
خوشرنگ ہونیکا اور خوشبودار ہونے سے تفریح دل و دماغ کا ہونا
ثابت کیا اور شیرین ذائقہ ہونے سے نفع دینے والا بدن کا قرار دیا
پھر جب عقل نے چاہا اُس سیب کا دریافت کرنا تو قوت متصرفہ نے
اوّل محض صورت اُس سیب کی تمام اوصاف اور عوارض دور کرکے
سامنے عقل کے حاضر کی اور عقل نے اُسکو ملاحظہ کیا تو پایا ایک جسم
مرکب نامی مجرد تخصیص ہذیت اور تشخیص معینہ سے پھر قوت متصرفہ نے

اسکی شکل کول پیش کی اُسکی گولائی سے تخصیص اس سیب کی اُٹھا کر
تو عقل نے مطلق گول ہونیکو کہ وہ محیط ہونا جسم کا ہی ایک سطح پر ادراک
کیا اور ایسے ہی چکنا ہونیکو اسکے مطلق صحیح الاستدارت اور آبدار اور
چمکدار ہونیکو رطب لطیف الجلد کہ قابل ہو سطح اُسکا انعکاس شعاع کا
اور شیرین ہونے سے کامل النضج وغیرہ دریافت کیا اور یہ دریافت کرنا
مطلق دریافت کرنا ہی جو تخصیص نہین رکھتا خاص اُسی سیب مخصوصہ
محسوسہ پر بلکہ عام اقسام سیب پر دلالت کرتا ہی جو کبھی دیکھی بھی نہون
اور اسی طرح یہ قوت متصرفہ تصرف کرتی ہی معانی کلیہ مین جب
نفس ناطقہ نفع لینا چاہتا ہی تحصیل مجہول کا کلیات معلوم سے یا حاصل
کرنا چاہتا ہی جزئیات محسوسہ کو کلیات معلومہ سے تو یہ قوت متصرفہ جوڑتی
ہی بعض ماہیت کو ساتھ بعض ماہیت کے یا ملاتی ہی بعض ماہیت کے
ساتھ بعض عوارض کو وہان تک کہ مرتب ہوجاوین مقدمے صحیحہ اور حاصل
کرے نفس ناطقہ آسانی سے نتیجہ اُسکا چنانچہ مرتب کیا اس مقدمہ کو
العنب حلو وکل حلو حار یعنی انگور میٹھا ہی اور جو چیز میٹھی ہے
وہ گرم ہی۔ جب یہ شکل مرتب اور درست ہوگئی تو پھر بآسانی

نفس نے اسکا نتیجہ نکالا۔ فالعنب حامض یعنی انگور بھی گرم ہی غرض جب
یہ قوت متصرفہ تصرف کرے کلیات معقولہ مین واسطے خدمت گذاری
نفس ناطقہ کے تو نام رکھا جائے گا اسکا متفکرہ واسطے تصرف کرنے اس
قوت کے مواد فکریہ مین یعنی معانی کلیہ مین پس قوت متصرفہ کے دو نام
دوسرے ہوئے باعتبار استخدام وہم کے متخیلہ اور باعتبار استخدام نفس ناطقہ
کے متفکرہ تمہید جب یہ امر خوب دریافت ہو چکا کہ قوت باصرہ ایک ایک
چیز کو علیحدہ علیحدہ دیکھکے اُسکی صورت گول یا لانبی یا چوڑی وغیرہ اور
اُسکا رنگ سرخ سفید کالا پیلا اور اسکی چمک اور بیر ونقی وغیرہ پہچانکے
بعینہ صورت اُسکی حس مشترک کو سونپ دیتی ہی۔ پس آنکھ سے ایک ایک
چیز علیحدہ علیحدہ پہچانی جاتی ہی اور بغیر دیکھی چیز کو آنکھ ہرگز دریافت نہین
کر سکتی اور ایک چیز مقرر کی پہچان کے ساتھ بھی دوسری چیز ہرگز پہچان
مین داخل نہین ہو سکتی بغیر دیکھے اور ایسے ہی **قوت سامعہ** جو
لفظ سُنتی ہی اُسی کو پہچان کے حس مشترک کو سونپ دیتی ہی بغیر سُنے آواز
ہرگز نہین پہچان سکتی اور اسی طرح قوت شامہ بو باس چیز مقرر کی اور
قوت ذائقہ مزہ چیز مقرر کا اور قوت لامسہ سردی یا گرمی سختی یا نرمی

چیز مقرر کی پہچان سکتی ہی اور جو چیز نہین سونگھی چکھی چھوئی ہی اوس کو
ہرگز یہ قوتین نہین پہچان سکتین۔ غرض تمام حواس ظاہری ایک ایک
چیز مقرر کو علیحدہ علیحدہ پہچان سکتے ہین اور ان سب چیزون کو جو
ہر ایک ایک ایک فرد معین اور شخص ہی جزئیات کہتے ہین کیونکہ جزئی
وہ چیز ہی جو ایک چیز مقرر پہچانی ہوئی پر دلالت کری اور اسکے پہچاننے
مین خیال دوسری چیز کی طرف ہرگز نجاے جیسے لفظ زید کہ نام ہے
ایک فرد مقرر کا جب سامعہ نے یہ نام سنا تو فقط اسی زید کی ذات واحد
کا تصور کیا اور اسکی ذات کے تصور کیساتھ کسی دوسری چیز کا تصور داخل
نہوا اسی لیے جزئی کی عربی والون نے یہ تعریف کی ہی الشی
الممتنع علی وجہ لا یجوز العقل تکثرہ جزئی یعنی جو چیز
پہچانی ہوئی اسوجہ پر ہو کہ عقل جائز نرکھے اسکے تکثر کو وہ جزئی ہی اور اگر
عقل جائز رکھے اسکے تکثر کو تو اسی کلی کہتے ہین جب یہ معلوم ہوا کہ آدمی
حواس ظاہری سے سوا چیز معین اور شخص کے اور کچھ نہین پہچان سکتا
تو حس مشترک اور خیال مین بھی وہی جزئیات محسوسہ حواس ظاہری ہو جو
ہوتے ہین بغیر تغیر اور تبدل کے جیسے آئینہ مین وہی صورتین نظر

آئین گی جو اُسکے روبرو ہونگی بے تغیر کے اور قوت وہم بھی انھین
صورتون جزئیہ کے معانی جزئیہ جو خاص اُن صورتون سے نسبت رکھتی ہین
دریافت کرتی ہی اور حافظہ اُن معانی جزئیہ کا خزانہ ہی اور متصرفہ انھین جزئیات
مین توڑ جوڑ کرتی ہی پس تمام حواس ظاہری اور باطنی فقط جزئیات ہی کو
پہچانتی ہین جو روبرو اُن حواسون کے آچکی ہون۔ اور اُن چیزون کو جو
روبرو حواس کے نہین آئین ہرگز نہین پہچان سکتین اور نہ اُن چیزونکا
تصور باندھ سکتی ہین پس اب حاجت ہوئی ایک ایسی قوت کی جو دریافت
کرے اُن چیزون کو جسے حواس نہین دریافت کر سکتے یا اُن چیزونکی
حقیقتون کو جو چیزین حواس نے دریافت کی ہین خوب سمجھ کے اُنکی دوسری
قسمون اور فردون کو بھی جو حواس سے پوشیدہ اور چھپی ہین دریافت
کرے اور اسی قوت کا نام عقل ہی اور اُسکی تعریف یہ ہی۔
سمجھ لینا چاہیے کہ عقل ایک جوہر نورانی ہی جو عطا ہوا ہی خدا
کرم کی طرف سے روح انسان کو جسکے سبب سے آدمی جہان کی چیزین
اور اُنکی حقیقتون کو اور اُنکے نفع اور نقصان کو پہچانتا ہی اور یہ عقل اپنے
موجود ہونے مین مادے اور جسم کی حاجت نہین رکھتی اور نہ اپنے

کامون مین جسم اور مادیکی محتاج ہی اسلیئے تمام معلومات عقل کے محض
حقیقتین ہین اشیاء کی جو مادے اور جسم سے مجرد ہین اور حواسون سے
وہ سب حقیقتین پوشیدہ ہین کیونکہ وہ حقیقتین وجود خارجی نہین رکھتین
جو حواس اُنکو پہچانین اور عقل کے چار مرتبے قرار دیے گئے ہین چنانچہ
پہلا مرتبہ عقل کا یہ ہی کہ حاصل ہوجائے انسانکو روشنی عقل کی اسطور پر
کہ جسکے باعث سے مستعد ہوجاے انسان واسطے معقولات بدیہی اور معلومات
نظری کے یعنی جہانکی پوشیدہ چیزین جنھون کو حواس عشر نہین دریافت
کرسکتے اُنکے ادراک کی قابلیت اور اُنکے انطباع کی استعداد پیدا ہوجاے
اور ابھی صورتین معقولات کی اُس مین منطبع نہوئی ہین بلکہ صاف مانند آئینہ
مجلی کے مستعد ہوجاے صورتون کے قبول کرنیکو اس مرتبے کا نام عقل
ہولانی ہی یعنی اصل اور مادہ عقل کا اسیکو کہتے ہین اور اس عقل سے کوئی
انسان بچہ یا جوان خالی نہین بان مگر یہ نور عقل کا سب انسانون کو
پورا پورا نہین ملتا بلکہ ہر آدمی کو اُسکی استعداد اور قابلیت کے موافق
عطا ہوتا ہی جیسے لوگ حسن وجمال اور قوت اور قد قامت مین کم وبیش
ہوتے ہین ایسے ہی عقل مین بھی کم وبیش ہوتے ہین مگر زور اور قوت

اور حسن وجمال کے لیے استعداد جسم کی درکار ہی اور عقل کی قوت اور روشنی
کے لیے قابلیت نفسی یعنی روح کی درکار ہی جو روح نہایت پاکیزہ اور لطیف
ہوتی ہی اسمین عقل کی روشنی بھی زیادہ ہوتی ہی دوسرا مرتبہ عقل کا
یہ ہی کہ حاصل ہوجائین عقل کو معقولات بدیہی بسبب دریافت ہونی محسوسات
اور جزئیات کے اور بواسطہ سمجھ لینے ان جزئیات کے نسبت مشارکات
اور مبائنات کے پس تحقیق حسب نفس ناطقہ یعنی روح انسان کی بواسطہ
حواس ظاہری کے ہر ایک چیز کی صورتین اور شکلین اور ایک اور دوسرے
احوال شروع پیدائش سے بڑھنے اور گھٹنے اور فنا ہونے تک بار بار دیکھکر
خوب دریافت کرلیتی ہی اور ایک چیز کو دوسری چیز سے پہچانکے جدا کرتی ہی
اگر وہ دونون چیزین ایک قسم کی نہین ہین جیسے آدمی کو گھوڑے سے اور
گھوڑے کو گدھے سے جدا سمجھتی ہے اور بعضی ایک چیز کو دوسری چیز سے جو ایکی
قسم سے ہوتی ہی ملا دیتی ہی جیسے آدمی سے آدمی کو اور گھوڑے سے
گھوڑے کو اور گدھے سے گدھی کو ایک قسم کا جان کر ملا دیتی ہی پھر ان سب چیزون
کی صورتین اور احوال اور معانی حواس باطنی مین خوب جمجاتے ہین تو اس
وقتمین ظاہر ہونا شروع ہوتا ہی اُن چیزون کی حقیقتون کلیہ کا عقل کے روبرو

اور نسبتین مشارکات اور مبائنات تمام جزئیات کی عقل پر روشن ہوجاتی
ہین پس جسقدر توجہ نفس یعنی روح کی عقل کی طرف زیادہ ہوتی جاتی ہی اُسقدر
حقیقتین کلیہ ان چیزون کی کھلتی جاتی ہین اور جب عقل اُن چیزون کی
حقیقتین کلیہ کو دریافت کرلیتی ہی تو پھر اُن چیزون کی قسمونکے پوشیدہ افراد
جو حواس سے دریافت کرنمین باقی رہگئے ہین عقل اُن سبکو بسبب ادراک انکی
حقیقتون کے پہچان لیتی ہی اور بعد پہچان نے حقایق کلی اُن اشیا کے اکثر احکام
اُن حقیقتونکے بھی عقل پر کھلجاتے ہین اور ممکن ہونا چیز ممکن کا اور محال ہونا
غیر ممکن کا بھی عقل پر ظاہر ہوجاتا ہی جیسے دو عدد زیادہ ہین ایک عدد سے
اور اس سے برعکس محال ہی ایسے ہی ایک چیز کا ایک وقت مین ایک جگہ
موجود ہونا ممکن ہی اور ایک چیز کا آن واحد مین جہت واحد سے دو جگہ مختلفہ
موجود ہونا محال ہی علی ہذا القیاس غرضکہ اس مرتبہ مین عقل پر اکثر معقولات بدیہی
ظاہر ہوجاتے ہین اور قادر ہوجاتا ہی نفس حکم دینے پر درمیان کلیات کی اور
مستعد ہوجاتا ہی نفس ایسی استعداد کا کہ کسب کرے اور حاصل کرے معقولات
بدیہی سے معقولات نظری کو فکر اور حدس کے ساتھ تو اس مرتبہ مین نام رکھا
جاتا ہی اس عقل کا عقل بالملکہ اسلیے کہ اس مرتبہ مین قدرت حاصل ہوجاتی ہی

بدیہیات سے نظریات کے حصول کی فایدہ جس آدمی کی عقل بالکلیہ نہایت
پاکیزہ اور صاف اور تیز اور قوت والی ہوتی ہی اسطور پر کہ اسکو تھوڑیسی توجہ
سے کل نظریات حاصل ہوجائین بغیر فکر اور غور کرنے کے تو ایسی عقل کو قوت
قدسیہ کہتے ہین وَذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ شعر

این سعادت بزور بازو نیست	تانہ بخشد خدائے بخشندہ

تیسرا مرتبہ عقل کا یہ ہی کہ عقل کو بعد حاصل ہونی معقولات بدیہی کے
معقولات نظری بھی حاصل ہوجائین اور وہ معقولات نظری ایسے عقل مین
اکٹھے اور مجتمع رہین کہ جب چاہے حاضر کرے بغیر کسب جدید کی اور یہ بات
جب حاصل ہوتی ہی کہ آدمی غور اور فکر کرتا ہی معقولات بدیہی مین اور ان
معقولات بدیہی کو خوب سمجھ کے حاصل کرتا ہی انسے معقولات نظری کو اسطور پر
کہ بار بار تجربہ کرتا ہی ہر کام کا اور ہر تجربہ کو خوب سوچ سمجھکر عقل کے زور سے اسکے
نتیجے اور انجام اچھے اور برے دریافت کرتا ہی اور ان نتایج کی صورتین کا یہ عقل
مین ایسی قایم ہوجاتی ہین کہ جب چاہے ادنی توجہ سے انکو حاضر کرلیوے
جب ایسی قوت عقل کو حاصل ہوجاوے کہ وہ تمام تجربون کے نتایج کو جو بہت بار
سوچ اور بچار کے ساتھ انکو حاصل کرکے جمع کر رکھا ہی جب چاہے ان کو حاضر

کرے اور اُنکے حاضر کرنیمین عقل کو پھر احتیاج کسب جدید کی نہو تو اسوقتمین اس
عقل کا نام عقل تجربی رکھا جاتا ہی اور عقل بالفعل اسی کو کہتے ہین اسلیے کہ اسوقتمین
تمام معقولات بالفعل موجود ہوتی ہین عقل مین اور قادر ہوتی ہی عقل ذی تکلف اُنکے
حاضر کرنیمین فائدہ معلوم کرنا چاہیے کہ تجربہ کی تین قسمین ہین ایک وہ تجربہ ہی
جو اپنی ذات پر آزمایا ہوا اور دوسرا وہ تجربہ ہی جو دوسرے کی ذات پر اپنی آنکھون سے
دیکھا ہوا اور تیسرا وہ تجربہ ہی کہ معتبر معتبر آدمیون سے اور سچے سچے راویون سے سنکے
حاصل ہوا ہو یا صحیح صحیح کتابون مین کامل کامل عالمون سے پڑھکے دریافت
کیا ہی پس سب سے بڑا تجربہ وہ ہی جو اپنی ذات پر آزمایا ہو پھر جو اپنی آنکھون سے
دیکھا ہو پھر جو سُنا اور پڑھا ہو اسلیئے فرمایا ہی لیس الخبر کالمعاینۃ یعنی خبر دیکھنے
کے برابر نہین یقین کرنیکے رتبہ مین اسلیئے اس عقل تجربی مین بڑی عمر والا آدمی
اور بہت پڑھا ہوا زیادہ عقلمند ہوتا ہی تھوڑی عمر والون اور ان پڑھون سے۔ اور
عقل کے اصل مادہ مین تو چھوٹے اور بڑے کی کچھ تخصیص نہین جسقدر جس آدمی کے
لیے خدای کریم چاہے مادہ عقل کا عنایت کرے اور پاکیزہ عقل والا وہ آدمی ہو
جو دوسرے کا حال دیکھ کے آپ خبردار ہو جاے جیسے فرمایا ہی السعید من وعظ
بغیرہ و رند بد بخت تو ہزار بار ٹھوکرین کھاتے ہین اور طرح طرح کی رسوائیان

اور ذلتین اوٹھاتے ہین اور وہی بدکام کیے جاتے ہین نعوذ باللہ منہا چوتھا
مرتبہ عقل کا یہ ہی کہ تمام کامون کے انجام اور نتیجے جو بار بار جہان کی چیزون کے
احوال دیکھکے اور ہر طرح کے تجربے حاصل کرکے بہت سوچ اور بچار سے عقل نے
حاصل کیے ہون وہ سب نتیجے اور انجام تمام عقل مین ایسے جم جائین اور قایم اور
منطبع ہوجائین کہ بسبب حاضر رہنے اُن نتیجون کے اور انجامون کے آدمی نہ مشغول ہو
طرف لذات اور خواہشون کے جو خلاف مصلحت ہون اُن نتایجون اور انجامون
کے بلکہ نظر تمام انجامون پر ایسی رہی کہ اپنے دل کی خواہشون اور لذتون کو
اکھاڑ ڈالے اور دبالے رکھے اور جو کام جس کا عمدہ انجام ہو معاش اور معاد
کے لیے اُسکو اختیار کرے اگرچہ سو طرح کی مشقت اور تکلیف بھی مسرد ست
اُن کامون مین موجود ہو تو بھی وہی کام کیے جاے جسمین آخر کو خوبی معاش
اور معاد کی حاصل ہو فائدہ ضرور یہ سمجھنا چاہیے کہ آدمی بعد پیدا ہونے کے
محتاج ہی اپنی زندگی کے دن پورے کرنیمین طرف اسباب کھانے پینے پہننے
وغیرہ کا اور سونے بیٹھنے کے مکان کا جسمین سردی اور گرمی اور بارش
کی تکلیف سے بچے اور یہ سب چیزین روپے پیسے سے ملتی ہین اور روپے
پیسے علم اور ہنر اور تجارت سے میسر ہوتے ہین پس علم و ہنر وہ مناسب ہی

جسکو عاقل پسند کرین اور اُس مین عزت اور آرام بھی ہو علم جیسے حساب اور انشا اور معاملات فقہ اور فرائض اور طب اور ہندسہ اور سوا اُس کے ایسے علوم جو محتاج الیہ ہون اکثر لوگون کے اور ہنر جیسے خوش نویسی اور نقاشی اور خیاطی اور نجاری اور حدادی اور زراعت وغیرہ جنکی حاجت کثیر لوگ رکھتے ہون اور تجارت جیسے بزازی عطاری وغیرہ اشیاء کی تجارت جسکی حاجت عام آدمیون کو ہو اور جس علم و ہنر سے دین یا دنیا کا کام نہ نکلے وہ بیفائدہ ہی اور بعد اس کے موت بھی ضروری ہی اور جب اللہ تعالیٰ نے انسان کو اتنے کمالات اور اختیارات دیکے زمین پر حاکم اور سب حیوانات پر زبردست کیا تو ضرور اس سے پوچھنا بھی خدای تعالے کی طرف سے ہوگا جیسا قرآن شریف مین فرمایا ہی اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ یعنی کیا گمان کرتے ہو تم کہ پیدا کیا ہمنے تمکو بیفائدہ اور کیا تم ہماری پاس لوٹ کے نہین آؤگے غرض جب خدا تعالی کیطرف جانا ہوگا تو ضرور پوچھا جائیگا کہ ہمنے اتنی نعمتین تمکو دنیا مین دین تھین تمنے انکا کیا شکر ادا کیا اور جو چیزین ہمنے تمکو سونپی تھین اُسمین کیسی امانت داری کی اور اپنے بھائی انسانون سے کیسا معاملہ کیا انصاف کیا یا ظلم اگر حکم برداری

کرتا ہوا گذرا دنیا سے تو خدائے تعالی بھی اُس سے راضی ہوگا اور انعام
واکرام فرمائیگا اور جو ظلم کرکے مرا ہی تو خدائے تعالی اُس پے غصے ہوگا اور
عذاب مین گرفتار کریگا جیسا اللہ تعالی کا رحم اور کرم بڑا ہی ایسا ہی قہر
اور غضب بھی زیادہ ہی اُسکے روبرو کسیکو طاقت بات کی نہوگی اور نہ
کوئی اُس وقت مدد کرے مصرع کس نمی آرد کہ آنجا دم زند ٭ پس آخرت
کی خوبی تو ایمانداری اور پرہیزگاری مین ہے اور دنیا کا آرام
علم اور ہنر کامل حاصل کرنیمین اور عمدہ طور پر اُسکے برتنے مین
اور بھی جان لینا چاہیے - کہ اکثر لوگ تخیلات اور توہمات مین
ایسے مقید رہتے ہین کہ ایکدم اُنکو عقل کی طرف توجہ نہین ہوتی اور
صُور خیالیہ اور مطالب وہمیہ کو معقولات تصور کرکے اوندھے حکم اور نتیجے
نکالکے اوپسے عمل کرتے ہین اور دین اور دنیا کا نقصان اُٹھاتے ہین
اور عبادت کرنیوالون اور خدا پرستون کو مجنون اور نادان تصور کرتے
ہین اور حق کو ناحق سمجھ کے کہتے ہین یہ بات ہماری عقل مین نہین آتی
اور حال یہ ہی کہ وہ عقل کی آنکھ ہی نہین کھولتے جب اُنکی عقل کی آنکھ
کے روبرو خیال اور وہم کے سیکڑون پردے پڑے ہون تو کیا خاک

سوجھے جب کسی بات کو دریافت کرتے ہین تو فقط وہم سے پوچھ لیتے ہین
جو اُسنے حکم دیا اُسے مان لیا اور یہ نہین جانتے کہ وہم اکثر خلاف عقل
کے حکم دیتا ہے خاص کر کلیات عقلی مین تو وہم کا بالکل مُنہ نہین چلتا اور
کیونکر وہم کا حکم اُن چیزون مین درست ہوسکتا ہے جنکو وہم دریافت ہی نہین
کر سکتا جو وہ محض حقیقتین ہین اشیا کی جو مجرد ہین وجود خارجی سے لہذا
ہم تھوڑا سا حال معقولات کا بھی بیان کرتے ہین جس سے آدمی کی
سمجھ اور سوچ درست ہو اور اگر اون کو یاد کرے تو وہم کا دھوکا
بھی کم کھائے اور نتیجے بھی کچھ درست نکالنے لگے اور دوسرے علم
سیکھنے مین بھی اُس کو مدد ملے

تمہید

الحمد لمن ہو اول قدیم بلا ابتدا، و آخر کریم بلا انتہا، و الصلوٰۃ علی من ہو سبب خلق المخلوقات والرسل و
الانبیا، و علی آلہ و اصحابہ الذین اجروا احکام الدین بلا استرا، **اما بعد** یہ رسالہ جدید قابل دید و شنید
سے بجواس عقل تصنیف منیف و ترصیف لطیف عالم نبیل فاضل جلیل زبدۃ الفضلا، اکمل الکملا،
بارع علوم عقلیہ و نقلیہ جناب مولوی حکیم **عبد الرزاق** صاحب امروہوی جسے کہ مصنف نے اس کتاب مین
معانی لطیفہ اور مضامین عجیبہ لائے ہین اُسکے بیان کی اصلا حاجت نہین اور ترتیب بیان مین وہ کام کیا ہے کہ
ہر شخص کا کام نہین بعد تصحیح تمام و تنقیح مالا کلام حسب فرمایش اخی المعظم برادر مکرم جناب مولوی **عبد القیوم** صاحب بہ محرم
سنہ ۱۳۱۰ ہجری قیومی واقع کانپور مین باہتمام سے کمترین **محمد مرم الدین** ابن جناب مولی القاب حاجی شیخ **محمد یعقوب**
صاحب مالک مطبع **احمدی** کے چھپکر جلوہ ظہور مین آیا بقلم محمد بشیر لکھنوی